منتخب

از

سَرائِر و اَسرارُ النُّطَقَاء

تصنیف

سیّدنا جعفر بن منصور الیمنؒ

مترجم

حبیب اللہ ہونزائی

ISW
LS

Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science

Knowledge for a united humanity

ISBN 1-903440-62-9

باقیات الصّالحات کا سلسلہ جاری ہے

باقیات الصالحات کو صدقہ جاریہ بھی کہتے ہیں، ایسے نیک اعمال کو کہا جاتا ہے کہ جن کا ثواب ملتا رہتا ہے۔ گو کہ ہر نیکی کا عمل قابل ستائش اور ثواب کا مستحق ہے، لیکن اعمال میں سے سب سے زیادہ اہمیت کس کی ہے، اسکا اندازہ اسکی ہمہ گیری اور ہمہ رسی سے ہوتا ہے۔ دنیا میں ایسے بہت سے نیک کام ہیں جن کے فوائد زمان و مکان کے اندر محدود ہیں، لیکن ان سب میں سے اشاعت علم ایک ایسا عمل ہے جس کے فوائد زمان و مکان سے بالاتر ہیں۔ جیسے ہمارے بزرگانِ دین نے نظم و نثر میں حکمت و معرفت سے مملو جو کتابیں لکھی ہیں۔ ان کے فوائد کسی ایک خاص سرزمین یا کسی ایک زمانے تک محدود نہیں بلکہ یہ دنیا کے تمام خطوں میں اور ماضی، حال و مستقبل کے تمام زمانوں میں جاری ہیں۔ اسلئے علمی خدمت کو استادِ بزرگوار نے خدمتوں کا شاہنشاہ قرار دیا ہے۔ الحمدللہ دانشگاہ خانۂ حکمت سے وابستہ بہت سے خاندان ہیں جنہوں نے اس حکمت کو سمجھا ہے اور اسی کی روشنی میں والہانہ علمی خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔

ان خاندانوں میں ایک نہایت سعادتمند نمایاں خاندان محترم مرحوم شاہنشاہِ خدمات ظِلِ قائم احمد ویرانی کا رہا ہے۔ خداوندِ ربّ العزت ان کو ابدی روحانی اور عقلانی راحتوں میں ہمیشہ مست و سرشار رکھے۔ آپ کی قابل صد احترام بیگم ظِلِ فاطمہ نسیم احمد ویرانی اور ان کی صاحبزادیوں، نوخیز حوران پرنور نورین اور قرۃ العین نے مرحوم اور اپنی روایت کو جاری رکھتے ہوئے زیرِ اشاعت کتاب سرائر و اسرار النطقاء جو سیدنا جعفر بن منصور

الیمن کی نہایت اہم تصنیف ہے، کی طباعت و اشاعت کے اخراجات کی قربانی دی ہے، اور اس علمی خدمت کو آپ دونوں کے قابلِ احترام والدین جناب کریم ویرانی صاحب اور جناب شیرین کریم ویرانی صاحبہ اور جناب جعفر علی سندھرانی صاحب اور جناب زرینہ جعفر علی سندھرانی صاحبہ کے ناموں سے منسوب کیا ہے۔ دونوں خاندانوں کو کریمِ کارساز سعادتِ دارین سے نوازے۔

آمین یاربَّ العالمین!

فقیر حقیر

مرکزِ علم و حکمت، لندن

۵، اگست ۲۰۱۸ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

فہرستِ مضامین

۱۔ پیش لفظ از مترجم ۵

۲۔ [مقدمہ] ۱

۳۔ قصۂ حضرت آدم علیہ السلام ۱ .... ۹

۴۔ قصۂ حضرت آدم علیہ السلام ۲ .... ۱۶

۵۔ قصۂ حضرت ادریس علیہ السلام ۵۰

۶۔ قصۂ حضرت نوح علیہ السلام ۵۴

۷۔ قصۂ حضرت ھود علیہ السلام ۶۰

۸۔ قصۂ حضرت صالح علیہ السلام ۶۲

۹۔ قصۂ حضرت ابراہیم علیہ السلام ۱ .... ۶۴

۱۰۔ قصۂ حضرت ابراہیم علیہ السلام ۲ .... ۹۷

۱۱۔ قصۂ حضرت لوط علیہ السلام ۱۱۶

۱۲۔ قصۂ حضرت اسحاق علیہ السلام ۱۲۱

۱۳۔ قصۂ حضرت یعقوب علیہ السلام ۱۲۴

۱۴۔ قصۂ حضرت یوسف علیہ السلام ۱۳۸

۱۵۔ قصۂ حضرت شعیب علیہ السلام ۱۴۲

۱۶۔ قصۂ حضرت موسیٰ علیہ السلام ۱۵۹

۱۷۔	تاویلِ قصّہ حضرت موسیٰ علیہ السلام	۱۶۸
۱۸۔	قصّہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام	۱۸۳
۱۹۔	قصّہ حضرت داؤد علیہ السلام ۱	۱۹۸
۲۰۔	قصّہ حضرت داؤد علیہ السلام ۲	۲۰۲
۲۱۔	قصّہ حضرت سلیمان علیہ السلام	۲۰۴
۲۲۔	قصّہ حضرت آصف بن برخیا علیہ السلام	۲۱۱
۲۳۔	قصّہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۲۱۵
۲۴۔	تاویلِ قصّہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۲۲۲
۲۵۔	قصّہ حضرت زکریا علیہ السلام	۲۲۶
۲۶۔	قصّہ حضرت یحییٰ علیہ السلام	۲۳۱
۲۷۔	حضرت محمدؐ کی نبوت کا قصّہ	۲۶۲
۲۸۔	حضرت محمدؐ کا جسمانی اور روحانی قصّہ	۲۶۸
۲۹۔	فہارس	۲۸۱

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

پیش لفظ از مُترجِم

سرائر و اسرار النطقاء سیّدنا جعفر بن منصور الیمنؒ کی نہایت اہم تصنیف ہے۔ آپ کا اسماعیلی دعوت میں نہایت ہی بلند مقام ہے۔ آپ حسن بن فرح بن حوشب بن زادان الکوفی معروف بہ منصور الیمن کے بیٹے یا پوتے تھے، آپ کا نسب حضرت عقیل بن مولانا ابی طالبؑ سے جاملتا ہے۔ آپکی ولادت کا کوئی علم نہیں لیکن علمِ تاویل میں آپ کی تبحرِ علمی سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کو اپنے والدِ بزرگوار یا جدِّامجد سے نہایت اعلیٰ پیمانے کی تعلیم و تربیت ملی تھی۔ آپ کے جدِّامجد وہ باسعادت ہستی تھے کہ زمانے کے امام نے بہ نفسِ نفیس ان کو علمِ تاویل سے نواز کر کارِ دعوت کیلئے تیار کیا تھا اور پھر ان کو دعوت کا انچارج بنا کر اس بشارت کے ساتھ یمن بھیجا کہ صنعا آپ کے ہاتھ پر فتح ہوگا اور وقت آنے پر فتح ہوگیا اور وہاں سے برملا اسماعیلی دعوت کا آغاز ہوا۔ یہ آپ کے جدِّامجد ہی تھے کہ انہوں نے ابوعبداللہ شیعی کو اسماعیلی دعوت کی تربیت دی تھی اور مغرب میں اسماعیلی مذہب کی دعوت کے لئے بھیج دیا تھا۔

جب یمن میں کارِ دعوت میں خلل پڑگیا اور آپ کے بھائی حسن نے چیف داعی عبداللہ ابنِ عباس شاوری کے قتل کی سازش اور مولانا امام مہدیؑ سے بغاوت کی تو آپ نے اپنے بھائی سے قطع تعلق کر کے مغرب کی طرف رُخ کیا۔ جب ۳۲۲ھ/ ۹۳۴ء کو مہدیہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ مولانا مہدیؑ رحلت فرما گئے ہیں اور مسندِ امامت پر مولانا قائمؑ جلوہ افروز ہیں۔ مولانا قائمؑ آپ پر بہت مہربان ہوئے اور دعوت کے بہت

بلند درجے میں آپ کو رکھا۔ آپ مولانا منصورؑ اور مولانا معزؑ کے زمانے میں بھی دعوت کے بڑے بڑے درجات پر فائز رہے اور مولانا معزؑ کے عہد میں تو آپ بابُ الابواب کے درجے پر فائز تھے جو دعوت میں امام کے بعد سب سے بڑا درجہ ہے۔ آپ ۳۸۰ھ /۹۹۰ء میں اس دارِ فانی سے دارِ باقی کی طرف رحلت فرما گئے۔

سیدنا جعفر بن منصور الیمنؒ کی علوِ مرتبت کا اندازہ اِس سے بھی ہوتا ہے کہ حجتہ العراقین سیدنا حمید الدین کرمانیؒ نے راحتہ العقل کے پڑھنے سے پہلے عبادتِ عملی اور عبادتِ علمی پر مشتمل جن کتابوں کو پڑھنے کی شرط رکھی ہیں ان میں عبادتِ علمی سے متعلق کتابوں میں مولانا معز علیہ السلام کی کتاب "تاویل الشریعۃ" کے بعد آپ کی کتابوں کا ذکر کیا ہے۔

مولانا معز علیہ السلام کی نظر میں سیدنا جعفر بن منصور الیمنؒ کا جو مقام تھا، اس کے بارے میں ادریس عماد الدین ایک واقعہ بیان کرتا ہے کہ (ایک دفعہ) سیدنا قاضی نعمان بیمار ہو گئے تو تمام داعی اور مملکت کے اہل کار اور لیڈر اُن کی عیادت کو آئے۔ وہ مرض سے شفایابی کے بعد مولانا امام معزؑ کے پاس آئے، امامؑ نے ان کی عیادت کیلئے آنے والوں کے متعلق پوچھا تو انہوں نے عرض کی کہ جعفر بن منصور کے سوا سب آئے۔ مولانے اپنی گفتگو کو جاری رکھا، پھر کچھ کتابیں منگوائیں، اُن میں سے ایک کتاب کو کھولا اور فرمایا: اس کتاب کو دیکھئے جب قاضی نعمان نے کتاب کی ورق گردانی کی تو امام نے پوچھا: اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ عرض کیا کہ میں اُس کام کے متعلق کیا کہہ سکتا ہوں جس کو میرے مولا نے تصنیف کیا ہے۔ امام نے فرمایا کہ یہ آپ کے دوست جعفر کی تالیف کردہ کتاب ہے۔ جب سیدنا قاضی نعمان (امامؑ کے محل سے) نکلے تو سیدنا جعفر کے گھر کا رخ کیا اور جب انہوں نے سیدنا جعفر کو دیکھا تو انکی فضیلت کے اعتراف میں بے اختیار ان کے پاؤں پر گر کر انہیں بوسہ دیا۔

آپ نے دعوتِ حق پر کئی ایک کتابیں لکھی ہیں جن کی تفصیل درجِ ذیل ہے:-

۱۔ کتاب الفرائض وحدود الدین
۲۔ کتاب الشّواھد والبیان
۳۔ سرائر النطقاء
۴۔ اسرار النطقاء
۵۔ کتاب الادلّۃ والشّواھد فی بیان الادوار السبعۃ للنطقاء
۶۔ تاویل الزکاۃ
۷۔ کتاب الکشف
۸۔ الفترات والقرانات
۹۔ تاویل سورۃ النساء
۱۰۔ کتاب المراتب والمحیط
۱۱۔ رسالۃ فی معنی الاسم الاعظم
۱۲۔ الرضاع فی الباطن
۱۳۔ العالم والغلام
۱۴۔ تاویل الحروف المعجم
۱۵۔ سیرۃ ابن حوشب
۱۶۔ خزائن الادلۃ
۱۷۔ فصل عن مولانا وسیّدنا جعفر بن منصور الیمن
۱۸۔ قصائد

اظہارِ شکر گزاری

میں محترم بزرگ اور عارفِ کامل جناب علامہ نصیر الدین نصیرؔ ہونزائی صاحبؒ اور دانشگاہِ خانۂ حکمت کا نہایت شکر گزار ہوں کہ آپ نے اِس ترجمے کے دوران نہ صرف میری ہمت افزائی کی بلکہ مالی معاونت بھی فرمائی۔ اور تایا بزرگوار جناب ڈاکٹر فقیر محمد ہونزائی صاحب کا بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے ترجمے پر نظرِ ثانی کی اور مفید مشوروں سے نوازا۔ نیز اس کتاب کی ترتیب بندی (FORMAT)، سرورق وغیرہ خوبصورت انداز میں بنانے کیلئے محترم نزار حبیب صاحب اور ٹائپنگ میں امداد کے لئے محترمہ نسرین اکبر صاحبہ، محترمہ سارا ظاہر علی پراسلہ صاحبہ، انیس نزار مؤمن صاحبہ اور محترم امجد علی صاحب سب کا شکر گزار ہوں۔ نسرین صاحبہ اور اکبر کا خصوصی طور پر شکر گزار ہوں کہ آپ دونوں نے ٹائپنگ کے ساتھ پروف کو نہایت دقت سے پڑھا اور فروگذاشتوں کی اصلاح بھی فرمادی۔ آخر میں قارئینِ کرام سے گزارش ہے کہ اس ترجمے کو حسبِ استطاعت غلطیوں سے پاک رکھنے کی کوشش کے باوجود اگر کوئی غلطی نظر سے گزرے تو براہِ کرم اطلاع دی جائے تاکہ آئندہ اشاعت میں شکر گزاری کے ساتھ اس کی اصلاح کی جاسکے۔

نوٹ: یہ ترجمہ فاضل محترم ڈاکٹر مصطفیٰ غالب کے تصحیح کردہ نسخے سے کیا گیا ہے جس کو دارالاندلس بیروت، لبنان نے ۱۹۸۴ء میں چھاپا ہے۔ البتہ اسمیں کافی چھاپی غلطیاں رہ گئیں ہیں ان کو میں نے چار قلمی نسخوں، جن کی میرے پاس فوٹو کاپیاں ہیں، کی بنیاد پر تصحیح کرنے کی کوشش کی ہے۔

مترجم
حبیب اللہ
۲۴، دسمبر ۲۰۱۸ء

مآخذ:

۱۔ ادریس عمادالدین، عیون الاخبار، تصحیح محمود فاخوری و محمد کمال (بیروت، دمشق، عمان، ۲۰۰۷)، السبع من السادس، صص ۶۸-۷۰

۲۔ سیدنا جعفر بن منصور الیمن، کتاب العالم و الغلام، تصحیح جے۔ ڈبلیو۔ موریس (لندن، ۲۰۰۱)، صص ۲۲-۲۷

۳۔ مصطفیٰ غالب، مقدمہ سرائر و اسرار النطقاء (بیروت، ۱۹۸۴)، صص ۷-۹

۴۔ سیدنا حمیدالدین کرمانی، راحۃ العقل، تصحیح محمد کامل حسین و محمد مصطفیٰ حلمی (قاہرہ، ۱۹۵۳)، ص، ۲۲

۵۔ زاہد علی، تاریخِ فاطمیین مصر (حیدرآباد، دکن ۱۹۴۸)، صص، ۳۹۶-۳۹۷

۶۔ **Ismail K. Poonawala, Biobibliography of Ismaili Literature (Malibu, Calif. 1977), pp.70-75**

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

This page left blank intentionally for printing purpose

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

[مقدمہ]

تعریف ہے اس خدا کی جو حق کا مُوئید و مددگار ہے، وہ اپنی تدبیر سے خلقت کو ظاہر کرنے والا، اپنے اندازے سے روزیوں کو تقسیم کرنے والا، باطل کو نابود اور ختم کرنے والا، آسمان کو اپنے چلانے (کی قوت) سے چلانے والا، دن کو اپنے نور کی چمک سے روشن کرنے والا، اپنے براہین سے اپنی توحید کی طرف رہنمائی کرنے والا اور اپنے حدود کے ذریعے اپنے تمام بندوں کو بندگی میں لانے والا ہے۔ اس نے اپنے اور اپنی خلقت کے درمیان ایک مسلسل اور اٹوٹ سبب کو بنایا اور اپنی معرفت کو ان کے لئے ناقابلِ حصول بنا دیا مگر اپنے سبب کے ذریعے اور وہ اپنی بزرگی کے [اسی سبب اور] حجاب کے ذریعے اپنی خلقت سے مخفی ہو گیا اور اس کے ذریعے اپنی ذات کی طرف رہنمائی کی اور اپنی عظیم پروردگاری کے سبب سے کسی حس کے ذریعے درک کرنے، اور کسی لمس (چھونے) کے ذریعے جاننے سے بے نیاز ہو گیا نہ کوئی جنّ اور انسان اس کی حقیقت کا احاطہ کر سکتا ہے، اور نہ ہی کسی کو اس نے اپنی بادشاہی میں شریک بنایا ہے۔

اس نے خلق سے پہلے اِبداع کیا، پس وہ اِبداع سے پیدا کردہ چیز کی مشابہت سے برتر ہو گیا، اس نے اپنی عظمت وجلالت، اپنے نور کی چمک اور اپنی قدرت کی رونق کو اپنے مبدَع (یعنی اِبداع سے پیدا کردہ چیز) پر بہا دیا جس نے اپنی ہویّت (ذات) سے الٰھیت کی نفی کی اور اپنے مُبدِع کے لئے اس کی وحدانیت کے ساتھ اقرار کیا، اگر اس (مُبدَع) کے قول (لا اِلٰہ اِلّا اللہ) کے شروع میں نفی

(یعنی لا اِلٰہ) واقع نہ ہوئی ہوتی تو کسی کو اپنے معبود کی معرفت کی طرف راستہ نہ ملتا اور نہ اقرار ثابت ہوتا۔ پس اس [یعنی مُبدَع] کے قول اِلّا اللہ سے نفی اثبات بن گئی اور اس نے رہنمائی کی کہ ایک اللہ ہے جو مُبدَع کا مُبدِع ہے۔ پس مُبدَع کا اپنے آپ سے الٰہیت کی نفی کرنا اپنے مُبدِع کا اثبات ہے اور اس کا نفی کے بعد الٰہیت کا اثبات کرنا تخلیق کے ظہور کا سبب ہے۔ پس مُبدَع (وہ) خالق ہے جو مُبدِع کو منزّہ قرار دیتا ہے اور اس کی قدرت کی تعظیم کرتا ہے۔ سو اِبداع کا تعلق نیستی سے ہے اور خلق کا تعلق ہستی سے۔ اس کی قدرت بابرکت ہے اور اس کی عظمت بہت بڑی ہے، اس کو جانا نہیں جاتا مگر اس کے حجاب کے ذریعے، اور نہ کوئی اس کی طرف آسکتا ہے مگر اس کے دروازے سے اور نہ اس کی اطاعت ہوسکتی ہے مگر اس کے اسباب (حدود) کے ذریعے۔

اس ذاتِ سبحان نے ایک دین کو اپنے لئے خاص کیا، اس میں حدود کو قائم کیا، اس دین کے ساتھ ایک قابلِ تعریف رسول کو بھیجا اور اس میں ایک باعظمت قرآن نازل کیا۔ خدا کا دُرود رسول پر ہو، جو خدا کے نام کا نظیر ہیں اور اس کے حکم کیساتھ بھیجے گئے ہیں (اور) وہ اس کی پوشیدہ اور ظاہری باتوں کو جاننے والے ہیں، اعنی محمد، جو اس کے وعید سے ڈرانے والے، اس کے وعدے کی خوشخبری دینے والے، اپنے رب کے پیغام کو پہنچانے والے اور اس کے عہدو پیمان کو پورا کرنے والے ہیں۔ نیز دُرود ہو نبی کے داماد، ان کی حکمت کے سرچشمے، ان کے دشمنوں اور سرکشوں کے ہلاک کرنے والے، ان کے لِوَاءُ الحمد کے اٹھانے والے، ان کے دونوں بیٹوں (نواسوں) اور ذریت کے باپ، ان کی سب سے بڑی نشانی اور ان کا معجزہ، ان کی تاویل اور عصمت کے مالک اور ان کی شریعت اور سنت کے مجمع پر جن کے ذریعے خدا نے ان کے دین کو مکمل اور اپنی نعمت کو پورا کیا اور (دُرود ہو) ان کی عترت کے برگزیدہ،

بہترین اور ہدایت یافتہ اماموں پر جو ان کی امت پر گواہ ہیں۔

اس کے بعد اللہ نے، جس کیلئے حمد، بڑائی، عظمت اور بلندی ہے، اپنی مخلوقات کیلئے ایک ابتدا و انتہا مقرر فرمائی تاکہ اس کی کاریگری کی حادث چیزوں اور اس کی بادشاہی کے نظم و نسق سے اس کا قِدم جان لیا جائے۔ کیا ہی پاک ہے وہ خدا اور بابرکت ہے اس کا نام، جس نے جس چیز کو بھی وضع کیا ہے، کیا خوب طریقے سے وضع کیا ہے، جس چیز کا اندازہ کیا ہے، کیا ہی مہارت سے کیا ہے، جس کا فیصلہ کیا ہے، کیا ہی پختہ فیصلہ کیا ہے اور جس چیز کو بھی بنایا ہے کیا ہی مضبوطی کے ساتھ بنایا ہے، ہم اس کی عبادت کرتے ہیں۔ اس نے دنیا کو ہر اس چیز کی ابتدا بنایا جس کا اس نے اندازہ کیا، مضبوط بنایا، فیصلہ کیا اور پختہ کیا، غلام بنایا اور خادم کا کام لیا، اور اسکو اِئتلاف (آپس میں ملنا) کے بعد تناقض (باہمی مخالفت) واختلاف، اور تکاثر (فراوانی) کے بعد تناقُص (کمی)، اور اجتماع کے بعد افتراق سے مخلوط کیا۔ اور اس نے آخرت کو انتہا بنایا، کیونکہ وہ قرار پانے کا گھر، نیکوکاروں کے رہنے کا مکان اور برگزیدہ بہترین لوگوں کی جائے قرار ہے۔ جیساکہ اس تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے: "اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ" (۳۸: ۴۶-۴۷)۔ ہم نے انہیں آخرت کو یاد کرنے کی خالص صفت کے سبب سے برگزیدہ کیا ہے اور وہ ہمارے ہاں برگزیدہ اور نیک لوگوں میں سے ہیں۔

اس نے دنیا کو آخرت کے برعکس بنایا اس لئے کہ اس میں مؤمن و کافر، اور نیک و بد سب کو حصہ دار بنایا، اور فرمایا: "وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّ مَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ وَزُخْرُفًا وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ" (۴۳: ۳۳-۳۵)۔ اور اگر لوگوں کے ایک ہی

اُمّت ہونے کی امکانیت نہ ہوتی تو ہم خدائے رحمان کا کفر کرنے والوں کے گھروں کی چھتیں اور سیڑھیاں جن سے یہ بالاخانوں پر چڑھتے ہیں اور دروازے اور تخت جن پر تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں، چاندی کے بنا دیتے اور ہم انہیں مزیّن کرتے یہ سب کچھ تو صرف دنیوی زندگی کا سامان ہے اور تیرے پروردگار کے نزدیک آخرت پرہیزگاروں کیلئے ہے۔ نیز فرمایا: ''اِنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا یُؤْتِکُمْ اُجُوْرَکُمْ وَلَا یَسْئَلْکُمْ اَمْوَالَکُمْ'' (۴۷:۳۶)۔ یقیناً دنیا کی زندگی تو صرف ایک کھیل اور تماشا ہے اور اگر تم ایمان لے آؤ اور پرہیزگار بنو تو وہ تمہیں تمہارے اجر دے گا اور تم سے تمہارے مال نہ مانگے گا۔ اور فرمایا: ''وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ'' (۵۷:۲۰)۔ دنیا کی زندگی صرف دھوکے کا سامان ہے۔ فرمایا: ''زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّھَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِیْنَ وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَۃِ مِنَ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ وَالْخَیْلِ الْمُسَوَّمَۃِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِکَ مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ'' (۳:۱۴)۔ لوگوں کے لئے خواہشات کی محبت مزیّن کی گئی ہے جو عورتوں اور بچوں اور سونے چاندی کے چُنے ہوئے توڑوں اور نشان کئے ہوئے گھوڑوں اور چارپایوں اور کھیتی باڑی سے متعلق ہوں، یہ دنیا کی زندگی کا سرمایہ ہیں، اور اچھا ٹھکانہ اللہ کے پاس ہے۔ اور فرمایا: ''اِنَّمَا مَثَلُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا کَمَآءٍ اَنْزَلْنٰہُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِہٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا یَاْکُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ حَتّٰیٓ اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَھَا وَازَّیَّنَتْ وَظَنَّ اَھْلُھَآ اَنَّھُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَیْھَآ اَتٰھَآ اَمْرُنَا لَیْلًا اَوْ نَھَارًا فَجَعَلْنٰھَا حَصِیْدًا کَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ'' (۱۰:۲۴)۔ دنیوی زندگی کی مثال ایسے پانی کی ہے جسے ہم نے آسمان سے نازل کیا، پس اُسکے ساتھ زمین کی روئیدگی مل گئی جسمیں سے لوگ اور مویشی کھاتے ہیں، یہاں تک کے جب زمین نے اپنی رونق (فصل) حاصل کرلی، اور آراستہ ہوگئی اور اسکے مالکوں نے گمان کرلیا کہ

یقیناً وہ اس (سے نفع اٹھانے) پر قدرت رکھنے والے ہیں تو ہمارا حکم (عذاب) یکایک اس پر رات کو یا دن کو آپہنچا، پھر ہم نے اسے ایسا کٹا ہوا کر دیا کہ گویا وہ کل کچھ بھی نہ تھی، اسی طرح ہم ان لوگوں کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں آیتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔ خدائے عزّ وجلّ کی کتاب میں دنیا اور وہ شخص جو اسکی طرف مائل ہوا، اس پر بھروسہ کیا اور جسکو اس نے اپنے فریب سے دھوکہ دیا، کی مذمت کے بارے میں بہت ساری (آیات) ہیں جیسا کہ اس تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے: "قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَىٰ وَلَا تُظْلَمُونَ فَتِيلًا" (۴:۷۷)۔ اے رسول تم کہہ دو کہ دنیا کا مال و متاع کم ہے اور آخرت پرہیزگاروں کیلئے بہترین ہے اور تم پر دھاگہ برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اور اس نے آخرت اور اسکے باشندوں کی تعریف فرمائی اسلئے کہ وہ مخلصوں کا گھر، برگزیدہ لوگوں کی جگہ، پرہیزگاروں کا مسکن، محسنوں کی جزا اور مومنوں کی راحت ہے۔ جیسا کہ اس ذاتِ پاک نے اپنے نبی محمدؐ سے فرمایا: "وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ" (۹۳:۴-۵)۔ اور تمہارے لئے آخرت دنیا سے زیادہ بہتر ہے عنقریب تمہارا رب تمہیں وہ چیز عطا کرے گا جس سے تم راضی ہو جاؤ گے اور فرمایا: "وَلَلدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يَتَّقُونَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ" (۶:۳۲)۔ اور پرہیزگاروں کیلئے آخرت کا گھر بہترین ہے کیا تم سمجھتے نہیں۔ اور جس طرح سے فرمایا: "الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا" (۱۸:۴۶)۔ مال اور اولاد دنیا کی زندگی کی زینت ہیں اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے پروردگار کے نزدیک ثواب اور امید کے لحاظ سے بہترین ہیں۔

پس خدا نے دنیا کو عمل اور فنا کا گھر اور آخرت کو جزا اور بقا کا گھر بنایا، دنیا میں مصروف اور اس کی فانی چیزوں کو جمع کرنے والا شخص زادِ آخرت کے اٹھانے

سے خالی ہے جو کہ نیّت اور دل کے فعل سے ایک علمِ محض (خالص علم) ہے، وہ ایسا عمل کرتا ہے جو کہ جسم اور اسکی ذمہ داری کا فعل ہے جسطرح عقل کے اِبداع اور نفس کے اِنبعاث کے درمیان کوئی واسطہ نہیں، نہ ہی نفس کی کثرت اور اسکے اپنے عجز سے آگاہ ہونے اور بغیر زمان اور وقت کے عالم کی ترکیب کے درمیان کوئی واسطہ، یقیناً یہ بات تو رتبہ، شرف اور اولین فضیلت کی نسبت سے کہی جاتی ہے نہ کہ ازلیت اور تقدمِ زمانی کی نسبت سے، اور نہ ہی اس کے مختلف زمانے ہونے کی نسبت سے، جس طرح عالمِ ترکیبی حرکت اور سکون سے مجبور ہے عالمِ علوی عالمِ مختار ہے۔ پس کسی بھی مجبور کیلئے یہ ممکن نہیں کہ مختار کا احاطہ کرے اور نہ ہی کسی وصف اور صفت کے لاگو ہونے کی گواہی دے۔

اور کس طرح ممکن ہوسکتا ہے کہ یہ مجبور عالم، مختار روحانی عالم کا احاطہ کرے، لیکن یہ ہوسکتا ہے کہ مختلف پہلوؤں سے یہ روحانی اور مختار عالم کی طرف دلالت کرسکے۔ ان میں سے یہ کہ ہم ایک انسان کو دیکھتے ہیں وہ اگر اپنے اختیار سے دھوپ میں کھڑا ہوتا ہے تو اسکے سامنے اسکا سایہ پڑتا ہے اسکی صورت اس سائے سے نہ زیادہ ہوتی ہے نہ کم، سایہ تو روشنی سے خالی ہوتا ہے وہ تو (صرف) روشنی اور اس کے درمیان واسطہ کے طور پر پڑتا ہے پس اسی طرح عقل اور نفس اس ظلّی اور مجبور عالم اور اِبداع کے نور کے درمیان واسطہ ہیں۔ سایہ اپنی حالت میں نہ تو اس (انسان) سے زیادہ بڑھتا ہے اور نہ گھٹتا ہے، اس مثال کی ترکیب میں بہت کچھ شرح و بیان کیا گیا ہے، کہا جاتا ہے کہ ہر وہ چیز جو وجود سے دُور ہوتی ہے اس کیلئے زیادہ قول و شرح کی ضرورت ہوتی ہے، پس وجود سے جو چیزیں زیادہ قریب ہیں، ان میں سے اکثر کے بارے میں، اور جو کچھ عالمِ روحانی کے بارے میں کہا جاتا ہے وہ سب عالمِ روحانی کے اپنے حقیقی وجود میں نہ ہونے کی وجہ سے مجازی کلام ہے کیونکہ وہ اس بات سے زیادہ

شریف اور لطیف ہے کہ کلام اور کنایہ کے ذریعے اسکی تشریح ہو سکے۔ اسلئے کہ اسکی ترکیبی حالت کا نہ تو مشاہدہ و معائنہ کیا جاسکتا ہے اور نہ کلامِ مؤلف سے اسکا وصف بیان کیا جاتا ہے مگر رموز و اشارات، ضرب الامثال اور اعتقاد کے ذریعے کہ وہاں کوئی علوی عالم ہے جس کے علم کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔

مُتقدّمین نے ذکر کیا ہے کہ زمانے کی ابتدا آسمانوں اور تراکیب کی حرکت سے ہوئی۔ اسکی اپنی نہ کوئی ذات ہے اور نہ وہ کوئی جوہر ہے بلکہ وہ صرف آسمانوں کی حرکت کے اندازے سے ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس سارے عالم اور اس سے پیدا شدہ موالید کی ترکیب کا سبب ایک ایسے انسان کے ظہور کے آغاز کیلئے تھا کہ وہ علم اور معرفت کے ذریعے عالمِ علوی کے آثار کو قبول کرنے کیلئے تیار ہو، انہوں نے کہا عالم کے موالید کی طبیعتیں جو عقلی، نامی اور حسّی ہیں وہ زمانوں اور جگہوں کے اختلاف اور اُترنے والے آثار کے اختلاف کی طرح مختلف ہیں۔

جب انسان موالید میں سے آخری مولُود کے طور پر پیدا ہوا تو اس نے اس سے پہلے کے موالید کی طبیعتوں کو کم و بیش اختلاف کیساتھ اٹھالیا۔ اسلئے اللہ عزَّ و جلَّ نے خیر اور شر، فائدہ اور نقصان میں لوگوں کی مثالیں موالید سے دی ہیں۔ چنانچہ اس جلَّ اسمہٗ نے فرمایا: "وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ" (۳۰:۵۸، ۳۹:۲۷)۔ ہم نے اس قرآن میں لوگوں کیلئے ہر طرح کی مثالیں بیان کی ہیں۔ پس اس جلَّ اسمہٗ نے بعض لوگوں کی مثالیں پہاڑوں، یاقوتوں، موتیوں، مونگوں، گھوڑوں، اونٹوں، بھیڑوں، ہُدہُدوں، چونٹیوں اور ان جیسی اچھی فطرت والی چیزوں سے بیان کی ہیں اور دوسرے لوگوں کی مثالیں بندروں، خنزیروں، لوہے، پتھر، شیر، مکڑی، بکری، مکھی، مچھر، ہاتھی، خبیث و ملعون درخت، خشک لکڑی، بہروں، گونگوں، اندھوں، چارپایوں، مُردوں اور دیگر چیزوں سے جو بُری فطرت اور عادت میں ان کی طرح

ہیں، سے بیان کی ہیں۔ اس نے بعض مخلوقات کو بعض پر فضیلت دی اور بعض کو بعض کیلئے مسخر کر دیا، جس طرح کہ اس جلَّ ذکرہٗ نے فرمایا: ”ھُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ لَکُمۡ مَّا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا“ (۲۹:۲)۔اس نے زمین کی ساری چیزوں کو تمہارے لئے پیدا کیا ہے۔ نیز فرمایا: ”وَسَخَّرَ لَکُمُ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ دَآئِبَیۡنِ وَسَخَّرَ لَکُمُ الَّیۡلَ وَالنَّهَارَ“ (۳۳:۴)۔ اس نے سورج اور چاند کو تمہارے لئے مسخر کیا ہے، وہ دونوں اپنے کام میں مصروف ہیں اور اس نے تمہارے لئے رات اور دن کو مسخر کیا ہے۔مثالیں بیان کرنے کیلئے ان جیسی بہت سی آیات پائی جاتی ہیں اور یقیناً خدا نے انسان کو اس کثیف عالم کی تمامیت کیلئے پیدا کیا ہے، وہ اس طرح کہ لوگ خود سے وابستہ عقلِ کُلّ ونفسِ کُلّ کے آثار کے ذریعے عالمِ برتر ولطیف کے شرف سے آگاہ ہو جائیں اور ان وسائط کے ذریعے جو چھ ناطق اور ان کے اپنے اپنے دَور میں برپا کردہ حدود ہیں اور قائمؑ جو کہ ساتویں ناطق ہیں اور ان کی رات (حجّت) کے ذریعے نفسِ کُلّ کی تمامیت ہو اور وہ عقلِ کُلّ کے مرتبہ تک پہنچ جائے۔

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قصّہ حضرت آدم علیہ السّلام

۱

حضرت آدمؑ اس کور کے آغاز میں تھے اور اوّلین مخلوق تھے۔ اُن سے پہلے بھی (بہت سے) اکوار تھے جن سے آگاہ ہو جانا ہم جیسوں کیلئے ممکن نہیں، اس لئے کہ وہ روحانی ہیں اور مشاہدہ اور نظر کے ذریعے معلوم ہونے والے نہیں، جس طرح سے یہ جانا پہچانا کور جس کی کثافت کی وجہ سے اسکو دیکھ کر اور مشاہدہ کر کے ہم اس سے مانوس ہوئے ہیں اور اس کو پہچانا ہے، کی تمامیّت کے بعد اور خاتمہ کے وقت کیا ہوگا ہم نہیں جانتے۔ حضرت آدمؑ روحانی کور کے خاتمہ کے وقت شش جہت اور لمبائی، چوڑائی اور گہرائی والے جسمانی کور میں ظاہر ہوئے، اور سات علوی حروف جو کہ ناطقوں کا حصّہ ہیں، میں سے ایک حرف ان سے وابستہ ہوا۔ پس وہ جسمانی عالم میں ظاہر ہوئے اور ان سے ایک روحانی حد وابستہ ہوئی، جس کا ذکر خدائے عزّ وجلّ نے اپنے اس کلام میں کیا ہے جو حارث بن مُرّہ کیلئے تھا اور وہ اس وقت روحانی حدود سے جُڑا ہوا تھا۔ جب خدا نے اسکو حضرت آدمؑ کیلئے سجدہ کرنے کا حکم دیا تو اس نے حضرت آدمؑ کے معاملے کو معمولی سمجھا اور ان کیلئے سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ اس نے خیال کیا کہ وہ حضرت آدمؑ سے بہتر ہے اسلئے کہ وہ روحانی ہے اور حضرت آدمؑ جسمانی۔ چنانچہ خدائے عزّ وجلّ نے فرمایا: ”مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ“ (۳۸:۷۵)۔ کس چیز نے تجھے اس کو سجدہ کرنے سے روکا جس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے۔ کیا تُو نے تکبّر کیا یا تُو عالین (بلند مرتبہ

ہستیوں) میں سے ہے؟ یعنی کیا تو نے روحانیت میں موجود اپنے مرتبے کی وجہ سے اس کے سامنے بڑائی کی یا تیرے نفس نے خود کو علوی حدود میں سے خیال کیا جو مرتبے میں آدمؑ سے اعلیٰ ہیں۔

اہلِ سیر و تواریخ نے روایت کی ہے کہ جب خدائے عزّ و جلّ نے حضرت آدمؑ کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو جبرائیل کو حکم دیا کہ وہ زمین پر اترے اور ایک آواز سے اس کو ڈانٹے تاکہ اس کا ناپاک حصّہ پاک حصّے کیساتھ مل جائے اور اس کے بالائی حصّے سے مُٹھی بھر مٹی لے کر آسمان کی طرف پرواز کر آئے اور اس کو خدا کے سامنے ڈال دے، جس کو وہ (خدا) چپکنے والے گارے میں تبدیل کرے گا، پھر اپنی صورت کے مطابق حضرت آدم کا جسم بنائے گا۔ پھر اسمیں اپنی روح پھونک دے گا، اور وہ ایک گُویا، حساس، ادراک کرنے والی، معلوم، محدود، محسوس اور دیکھی جانے والی ایک مکمل مخلوق بن جائے گا۔

روح جو کہ نفس ناطقہ تھی (اور) جو پھونکنے سے آدمؑ کے ساتھ وابستہ ہوئی تھی، وہ ناقابل ادراک، لامحدود، لامعلوم اور ناقابل مشاہدہ تھی ،کیونکہ وہ ایک روحانی حالت ہے، جسکو نہ اس کی خلقت کیساتھ مجانست ہے اور نہ اسکے جسم کیساتھ موافقت۔ پس خدائے عزّ و جلّ کا فرشتوں کو حضرت آدمؑ کیلئے سجدہ کرنے کا حکم آپ کے کثیف جسم کیلئے نہیں تھا بلکہ اس روح کیلئے تھا جو آپ میں پھونکی گئی تھی ،کیونکہ روح خدا کے امر سے ایک حالت ہے جو فرشتوں سے برتر ہے، وہ حضرت آدمؑ کے علم بیان کرنے اور اس چیز کی تعلیم دینے کا سبب تھی جسے خدا نے انہیں عطا کیا تھا اور تمام اسماءُ الاشیاء میں سے جو کچھ ان کو سکھایا تھا جن کی تعلیم سے ان کو شرف ملا تھا۔ نیز ان کے مرتبہ کی وجہ سے ان کو تمام مقرّب فرشتوں اور ان روحانیین پر فضیلت مل گئی جن کو آنجنابؑ کو سجدہ کرنے کیلئے مامور کیا گیا تھا، اور انکو حضرت آدمؑ کا محتاج بنا دیا تاکہ وہ جانیں کہ یہ اسماء آنجناب

کی طرف سے اور آنجناب کا انہیں تعلیم دینے کی وجہ سے ہیں۔ آپ عالین یعنی حدودِ علوی سے تعلیم لیتے اور روحانیین کو دیتے تھے۔ یہ تعلیم آپ سے پہلے جو (دَور) تھا اور جو مخفی اور مستور ہوگیا، کی انتہا اور عالمِ ستر کی ابتدا تھی۔

حضرت آدمؑ حقیقت میں تاویلی تشریح کے مطابق امامِ زمان کے مستجیبوں میں سے ایک مستجیب تھے۔ وہ ذکر کے حامل تھے اور سخت کوشش کرتے تھے۔ ان کے ماں باپ اس زمانے کے بادشاہ اور فرعون اور اضداد (مخالفین) کے خوف سے اس کو لے کر ایک جگہ سے دوسری جگہ بھاگتے تھے۔ یہ قول کہ اللہ جلَّ اسمُہٗ نے حضرت آدمؑ کو اپنے ہاتھ سے چپکنے والے گارے سے پیدا کیا، کا اطلاق امامِ زمان پر ہوتا ہے کیونکہ وہ خدا کی طرف سے مقرر کئے گئے ہیں اور خدا کے حکم سے کام کرتے ہیں، اس لئے امامِ عالی مقام پر خدا کا نام واقع ہوتا ہے، زمین امام کی دعوت ہے اور [زمین کے] بالائی حصّے مؤمنین ہیں جو کہ اولادِ دعوت ہیں اور مٹھی بھر مٹی جسے فرشتے نے بالائی حصّے سے اٹھایا، آدمؑ ہیں جن کو مؤمنین میں سے منتخب کیا اور دوسروں کو چھوڑ کر صرف انہیں برگزیدہ کیا اور ان کو اپنے لئے خاص کیا۔ خدا کے دونوں ہاتھ جن سے حضرت آدمؑ کو بنایا سے مراد امام کا مادہ اور تائید ہیں جو کلمہ کے حرف سے جاری (نور) کے توسط سے ان کیلئے مہیا تھے، خدا نے انہیں تخلیق سے منسوب کیا اور ان سے ولادت کو نفی کیا اسلئے کہ روحانی ولادت میں ان کا ظہور کسی حجّت اور لاحق سے نہیں ہوا تھا، جبکہ لوگ ان سے جسمانی اور طبیعی طور پر پیدا ہوئے ہیں۔ ابلیس جو حضرت آدمؑ کے سجدہ کرنے سے رُکا رہا، جھلسا دینے والی آگ سے پیدا کیا گیا تھا۔

جہاں تک حکماء کا تعلق ہے ان کا قول شریعتوں کے ظاہر میں آئے ہوئے قول سے مختلف ہے کیونکہ شریعتوں کا ظاہر اختلاف اور جھگڑے پر محمول کیا جاتا ہے۔ حضرت آدمؑ کے وجود کے اسباب اور ان کی حقیقت نا اہل لوگوں سے پوشیدہ ہے۔ شواہد،

حکماء کے قول کی تصدیق اور اس کو ثابت کرتے ہیں اس لئے کہ ان کا قول حقائق سے آگاہ ہونے کی وجہ سے ایک علمِ محض تھا۔ پس (ان شواہد نے) واجب ٹھہرایا ہے کہ یہ ممکن نہیں کہ کوئی حیوانی یا بشری مخلوق جو زبان سے بولنے والی، حساس اور اطراف و حدود والی ہو لاشیٔ سے ظاہر ہو جائے۔ نیز ہم نے اپنے اس وقت میں مشاہدہ اور معلومات کے مطابق تمام بہیمی اور انسانی حیوانوں میں سے کسی کو ظاہر ہوتے نہیں دیکھا ہے مگر جفتی کے ذریعے یعنی نر کی پشت سے مادہ کے رحم میں جاری نطفے سے اور ایک ہی جنس کے بنائے ہوئے جوڑے سے۔

ہماری بات کی درستگی اور وضاحت پر دلالت کرنے والی چیزوں میں سے ایک یہ کہ ہم نے حیوانات کی تمام اجناس میں سے کسی بھی جنس سے صرف اسی جنس کو ظاہر ہوتے ہوئے دیکھا ہے، یہ جائز ہونا کیسے ممکن ہے کہ ایک احساس و ادراک رکھنے والا حیوان خواہ وہ بہیمی ہو یا بولنے والا بشری، خشک اور بجنے والی مٹی سے پیدا ہو جائے جو کہ گارا ہے۔ ہم نے تو اس کو ماں باپ سے جسمانی اور بشری پیدائش کے ذریعے وجود میں آتے دیکھا ہے کیونکہ کھنکھنانے والی مٹی، مٹی ہی ہے جب آپ اسے پانی کیساتھ گوندھیں گے تو وہ گارا بن جائے گی۔ یہ وہی حقیقت ہے جسکی طرف حضرت عیسیٰ بن مریمؑ نے اپنے قول سے لفظ کے ظاہر میں اشارہ فرمایا تھا: "اَنِّیۡۤ اَخۡلُقُ لَکُمۡ مِّنَ الطِّیۡنِ کَهَیۡـَٔةِ الطَّیۡرِ فَاَنۡفُخُ فِیۡهِ فَیَکُوۡنُ طَیۡرًۢا بِاِذۡنِ اللّٰهِ" (۳:۴۹)۔ میں تمہارے لئے گارے سے پرندے کی شکل جیسا مجسمہ بناتا ہوں اور اسمیں پھونکتا ہوں تو وہ خدا کے حکم سے سچ مچ پرندہ بن جاتا ہے۔

اگر اس کی کوئی تاویل نہ ہو جو اسکی تائید کرے تو پوری خلقت میں ایسا پایا جانا ایک دشوار امر ہے، یہ ہمارے قول کیلئے، جو پہلے گزر چکا ہے، بہت ہی روشن دلیل اور واضح حجت ہے کہ اللہ کا نام دور کے ناطق اور زمانے کے امام پر واقع ہوتا ہے،

جیسا کہ حضرت آدمؑ کے بارے میں اس عزّوجلّ کا ارشاد ہے: "فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ" (۱۵:۲۹؛ ۳۸:۷۲)۔ جب میں اسکو درست کردوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اس کے لئے سجدے میں گر پڑنا۔ اور اللہ نے حضرت عیسیٰؑ کا جو قول بیان کیا ہے، اس میں اس بنائی ہوئی شکل میں بھی یہی بات ہے: "فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ" (۳:۴۹)۔ میں اس صورت میں پھونکتا ہوں تو وہ خدا کے حکم سے پرندہ بن جاتی ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کا کوئی دارِ ہجرت (دعوت کا مرکز) نہیں تھا اور نہ ان کی دعوت کا قیام تھا۔ وہ حضرت آدمؑ کی طرح تھے، جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے: "إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ" (۳:۵۹)۔ بیشک خدا کے نزدیک عیسیٰؑ کی مثال آدمؑ کی سی ہے جسے مٹی سے بنایا تھا۔ اور حضرت عیسیٰؑ کا قول تھا: "أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ" (۳:۴۹)۔ میں گارے سے پرندے کی شکل جیسا مجسمہ بناتا ہوں۔ یعنی مستجیبوں میں سے ایک شخص کو برپا کرتا ہوں اور اس کو میرے باپ کی وہ روح سپرد کرتا ہوں جس سے اس نے میری مدد کی ہے تاکہ وہ دعوت میں میرا جانشین ہو جائے اور ایک داعیٔ مطلق بن جائے۔ کیونکہ پرندے داعیوں کی مثال ہیں اور گارا بالغ مؤمنین کی مثال ہے، اس لئے کہ مٹی وہ ہے جس میں پانی ملا کر گوندھا جاتا ہے۔ پس پانی علمِ تاویل کی مثال ہے اور مٹی مؤمنین کی مثال ہے۔ جب مؤمن علم کے اعلیٰ درجات کو پالیتا ہے اور تاویل کو اس کے بلند حدود سے حاصل کرلیتا ہے تو وہ (گویا) گارا بن جاتا ہے اور اس سے ایک پرندہ بن جاتا ہے اور امام کے مواد کی بدولت اس سے (اعلیٰ) روح وابستہ ہو جاتی ہے۔ پس وہ اڑنے لگتا ہے یعنی مستجیب بننے کے بعد وہ ایک داعی بن جاتا ہے۔

خدا کا حضرت آدمؑ میں روح پھونک دینے سے مراد وہ مواد ہے جو امام کے مواد اور تائید کی بدولت تمام چیزوں کے ناموں کی معرفت حاصل ہونے سے ان کو

پہنچا۔ امام نے تمام جسمانی اور روحانی حدود کو ان کا محتاج بنادیا اور آنجناب کی اطاعت ان حدود پر فرض کردی اور آنجناب کو اپنا باب (دروازہ) اور حجاب بنایا، جن کے بغیر نہ امام تک آیا جاتا ہے اور نہ ان کی اطاعت کے بغیر امام کی اطاعت ہوتی ہے۔ کیونکہ سجدہ اطاعت ہے اور یہ اس بات کی مثال و دلیل ہے جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا اور جسے ہم نے روحانی تخلیق کے باطن کے بارے میں بیان کیا۔

سارے ناطقوں نے تائید کو کسی بشری صورت سے نہیں لیا، نہ جسمانی پیدائش سے مواد ان سے وابستہ ہوا اور نہ ہی روحانی حد میں ان کا کوئی باپ تھا نہ ماں۔ ان سے تائید وابستہ ہونے کا سبب عقل و نفس سے تین ذریعوں سے تھا جن کا کتاب (قرآن) میں ذکر کیا گیا ہے اور وہ وہی تین حدود ہیں جن کا ذکر کتاب میں آیا ہے وہ روحانی ہیں اور نظر نہ آنے کے سبب سے غیر مجسّم و مُشخّص ہیں۔ وہ ظاہر نہیں ہوتے مگر ان کیلئے جن کے دل کی آنکھ کھل گئی ہو اور ان کے دل سے زنگ صاف ہو گیا ہو۔ وہ جدّ، فتح اور خیال ہیں جن کو اسرافیل، میکائیل اور جبرائیل کا نام دیا جاتا ہے وہ اہلِ نظر کے نزدیک مجسّم حالت میں ہیں اور معلوم ہیں۔

جہاں تک لطیف عالم کے بارے میں قول کا تعلق ہے جس کے ذریعے آواز اور کلام جاری ہوتا ہے، اسے وحی اور تنزیل کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ (وحی و تنزیل) خدا کے پاس سے ایک فرشتہ مؤلف و منظوم حروف کو بشری کلام کیساتھ ضم کر کے لیکر آتا ہے، جس طرح ہم اسے اپنی جانوں میں پاتے ہیں۔ یہ جاری (نور) کیساتھ وابستہ کلمہ کی قوت اور درست عقول اور فصیح اذہان میں بسیط عوالم کے نقوش کے سبب سے ہے جو صحیح افکار اور صاف عقلوں میں روشن تخیّلات کی وجہ سے ہیں، یعنی بسیط عالم کی نہ کوئی آواز ہے، نہ تالیف کردہ حروف کا کلام، جن کے ذریعے الفاظ اور ترتیب واضح ہو جائیں، قولِ مفہوم اور کلامِ مطبوع طبائع کے ذریعے پیدا کئے ہوئے جسمانی عالم کیلئے ہے۔ پس [فرشتہ]

اس قوت کے ذریعے بولتا ہے جو تائید کی بدولت ان سے وابستہ ہوئی ہے، اور یہ کلام ان کی زبان (Tongue) پر انکی جسمانی زبان (Language) کے ذریعے جاری ہوتا ہے سو وہ قوت اور تخیلات جو سوچنے والے کی سوچ کو دیکھتے ہیں، ملائکہ کہلاتے ہیں۔ یہ باتیں عام لوگوں نے حدود کی شناخت میں کمی اور ناطقوں کے احوال اور مراتب کی شناخت میں خامی کی وجہ سے کی ہیں۔

جب عقول صاف ہو جاتی ہیں اور نفوس مہذب بن جاتے ہیں اور روحیں عالمِ طبیعت کی کدورتوں سے پاک ہو کر عالمِ بسیط کے ساتھ مل جاتی ہیں تو وہ اپنے گھر جو کہ جسم ہے، کی طرف واپس آتی ہیں اور اس کو طبائع کی گندگیوں اور کدورتوں سے صاف کر دیتی ہیں اور دماغ کو بیکار قسم کے بخارات اور میلے اخلاط سے پاک کر دیتی ہیں تو عقل پاکیزہ اور منور ہو جاتی ہے اور اس کے سبب سے روح کا مادہ طاقتور بن جاتا ہے، تو اس وقت عالمِ بسیط کے نقوش عقل پر اثر انداز ہوتے ہیں جس طرح مُہر کا نقش اس چیز پر اثر ڈالتا ہے جس پر مُہر لگائی جاتی ہے۔

قصّۂ حضرت آدم علیہ السلام

۲

ہم قصۂ حضرت آدمؑ کی طرف واپس آتے ہیں جس سے ہم نے (کلام کی) ابتدا کی تھی سو ہم کہتے ہیں کہ حضرت آدمؑ سے تائید کسی فردِ بشر کے ذریعے وابستہ نہیں ہوئی تھی اور نہ کسی ایسے شخص کے ذریعے جو طبائع سے پاک ہوا ہو اور نہ ماں باپ سے ولادت کے ذریعے، بلکہ آپ کیساتھ اس کی وابستگی عقل جو کہ امامِ زمان ہیں اور نفس جو کہ آپ کے حجّت ہیں، سے جاری شدہ (مادہ) سے مذکورہ تین وسائط کے توسط سے ہوئی جن کی طرف جد، فتح اور خیال سے اشارہ کیا جاتا ہے، جن کے ممثول ان امور میں جو حدِ بشریت کیلئے ناممکن ہیں، فکر، ذکر اور حفظ ہیں۔ آپ نے تائید کو ان روحانی آباء سے اخذ کیا تھا جو جسمانی تخلیق اور مرتبۂ وراثت سے ملے ہوئے ہیں۔

حکماء، جو کہ اربابِ علم اور صاحبانِ تائید ہیں، کا بیان اہلِ ظاہر اور اہلِ تواریخ و سِیَر کے بیان کے خلاف پہلے گزر چکا ہے کہ آپ کی جسمانی ولادت آپ کے ضد کے ملک اور اس کی پناہ میں سراندیب کے صوبوں میں ایک جزیرے میں ہوئی جسے بوران کہا جاتا ہے، جو سوباط نامی شہر میں واقع تھا۔

اس زمانے کے لوگ علمِ فلسفہ اور علمِ نجوم میں بصیرت رکھتے تھے آپ اس بادشاہ کے زمانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے جسمانی باپ اسکے اہلِ مملکت میں سے تھے، انہوں نے آپکی پیدائش کے دن کے بارے میں ایک زائچہ کھینچا تو تمام سعادتوں کو ان میں جمع شدہ پایا یہاں تک کہ اگر آسمان آپ کے خادم بن جاتے تو

ان کے افعال و استطاعت کی قوت سے بھی آپ کیلئے ان سعادتوں کا مجموعی ظہور ممکن نہ ہوتا اور نہ وہ آسمان اسکا اظہار کرسکتے جسکا اظہار ممکن نہ تھا۔

یہ سب کچھ آپ کے زائچے میں جمع ہوگیا تھا، نجومیوں کا اس بات پر اتفاق تھا کہ آپ الٰہی قوانین، عقلی تدبیرات اور زمینی شرعی قوانین کے ذریعے ساری دنیا کے مالک بن جائیں گے، نیز آپکا ذکر زمانوں کے گزرنے کیساتھ ساتھ ادوار اور زمانوں میں باقی رہے گا اور اُمت آپ کے نام سے پکاری جائے گی اور آپ کی دعوت سارے بادشاہوں پر غالب آئے گی اور (آنے والی) پشتوں اور نسلوں میں باقی رہے گی۔ وہ اس معاملے میں اپنی باتوں میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کرتے رہے یہاں تک کہ یہ بات بادشاہ تک پہنچی جو کہ اس جزیرے کا مالک تھا۔ اسکے دل میں بہت بڑا معاملہ وقوع پذیر ہوا، اس نے آپ کی بہت بڑی شان اور فضیلت کے مراتب تک رسائی دیکھ کر آپ سے حسد کیا اور آپ کے معاملے کو خوفناک خیال کیا، جب اس نے یہ جان لیا کہ زمانے کے امام نے آپ کو اپنے لئے منتخب اور برگزیدہ کیا ہے اور دقیق اور پیچیدہ علوم کو جو کہ علومِ تاویلِ محضِ مجردہ ہیں آپکے سپرد کیا ہے اور آپ سے ظاہری عمل اور مشقت کو ہٹا دیا ہے اور آپ کو تمام اسماء کی تعلیم دی ہے اور آپ کو غیوب میں سے اس غیب سے آگاہ کیا ہے جو ساری مخلوقات سے پوشیدہ اور حجاب میں تھا تاکہ آپکا فضل و شرف اور قدر کی بلندی ظاہر ہو۔ نیز خلقت کو آپ کا محتاج بنا دیا ہے، اور ان کے کاموں کو آپکی طرف لوٹا دیا ہے اور آپ کو باب، ستر اور حجاب بنایا ہے اور اپنی حکمت کے بموجب خود پر واجب کیا ہے کہ کسی کا کوئی عمل قبول نہیں کرے گا مگر آپ کی جہت سے، اور نہ کسی کو ثواب و عذاب دے گا مگر آپ کے ذریعے اور نہ کسی پر رحم کرے گا اور نہ کسی کی توبہ قبول کرے گا مگر آپکی سمت سے، سو یہ جان کر آپ کیلئے بادشاہ کا حسد زیادہ ہوگیا اور اس نے آپ کے قتل کا ارادہ کرلیا۔

وہ اس عمل سے خدا کے نور کو بجھانا اور اسکے کلمے کو دبا دینا چاہتا تھا، مگر خدا کو اپنے نور کی تکمیل کے علاوہ اور کچھ منظور نہیں، جب امام نے بادشاہ کے آپ سے حسد کرنے کی وجہ جان لی تو اسکے والدین کو جو کہ آنجنابؑ کے حجت اور لاحق تھے حکم دیا کہ وہ آپ کو لیکر وہاں بھاگ جائیں جہاں آپکے لئے ایک مستقل ٹھکانہ اور دارِ ہجرت (ہجرت کا گھر) ہو کہ آپ اس میں اپنے دشمن سے پناہ لے سکیں۔ سو وہ روانہ ہوئے اور آپ کے ساتھ ایک ایسے جزیرے میں پہنچے جو بوران کے نام سے پہچانا جاتا تھا وہ کسی اور بادشاہ کی سلطنت کے صوبوں میں سے تھا، وہ آپ کیساتھ اس جزیرے کی ایک ایسی گھاٹی میں وارِد ہوئے جس کا پانی خشک ہو چکا تھا اور اس کی گیلی مٹی سخت بن کر آواز دیتی تھی۔

لوگوں سے دُور ہونے کی وجہ سے جنگلی جانور اس گھاٹی کے اندر بسیرا کرتے تھے اور وہ ایک ایسی جگہ تھی جہاں کوئی قدم نہیں رکھتا تھا، اسمیں بہت زیادہ پھلدار درخت تھے، آپ کے والدین اسمیں رُوپوش ہو گئے اور آپ کے معاملے کو چھپایا۔ یہ سب کچھ آپ کے معاملے میں ڈرنے کی وجہ سے تھا وہ اس گھاٹی میں پھلوں اور پانی کو اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ بادشاہ نے حرص کی وجہ سے آپ کے طلب کا ارادہ کرلیا اور آپ کو پانے میں کامیاب ہونے کی طمع میں کوشش شروع کی۔

آپ کے والدین کو اپنی جانوں کا خوف لاحق ہو گیا، دونوں نے اپنے بیٹے کو اس گھاٹی کے سپرد کر دیا اور وہ بادشاہ کے خوف سے آپکے پاس سے بھاگ کر چلے گئے، آپکی برگزیدگی اور جو تائید آپ تک پہنچی تھی اسکا علم ہونے کی وجہ سے انہیں بھروسہ تھا کہ بادشاہ آپ تک پہنچ نہیں سکے گا۔ جب آپ کے والدین آپ کے پاس سے چلے گئے تو درندے آپ کے پاس آیا کرتے تھے اور مانوس ہوتے تھے، وہ آپ کے گرد چکر لگاتے اور قریب ہی بیٹھ جاتے تھے۔ اس جنگل کی شیرنیوں میں سے ایک شیرنی

آپ پر مہربان ہوگئی اور اس نے آپ کی پرورش کی ذمہ داری لی اور آپ سے محبّت کی، وہ آپ کو دودھ پلاتی تھی یہاں تک کہ آپ بڑے ہو گئے اور مضبوط نوجوان بن گئے۔

آپ ایک درجے سے دوسرے درجے میں اور ایک حدّ سے دوسری حدّ میں منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ آپکی تخلیق مکمل ہوگئی، اور امر پورا ہوگیا اور آپ مکمل جوانی تک پہنچے اور روحانی تخلیق کے مستحق ہو گئے، خدا نے آپکے ذریعے اپنے فرشتوں سے امتحان لیا۔ یہ عمل جو کہ ان سے سرزد ہونے والا تھا وہ خدا کے اس علم کی وجہ سے تھا جو پہلے سے طے شدہ تھا تاکہ ان کے صبر و اطاعت کا امتحان لے۔ پس فرمایا: ''اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً'' (۲:۳۰)۔ میں زمین پر ایک خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں۔

یہ خطاب امامِ زمانؑ کی طرف سے تھا جو اپنے زمانے کے لوگوں کے لئے اللہ کا قائم مقام ہیں، اسلئے کہ اللہ ہی نے آنجناب کو مقرر اور قائم کیا ہے، امام کو اللہ کا نام اسلئے دیا جاتا ہے کیونکہ آپ اللہ کے فعل سے ہیں۔ اللہ جلّ ثناؤہٗ خطاب اور کلام سے منزّہ ہے کیونکہ خطاب و کلام ممکن نہیں مگر ایک ترکیب شدہ اور مختلف حصّوں کو ایک دوسرے سے ملا کر بنائے گئے آلے کے ذریعے جس میں ہر حصّے سے کلام کو اس کیساتھ والے حصّے کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے یہاں تک کہ گفتگو آلہ کے ذریعے بولنے والے کی حد تک آتی ہے، اس وقت جس سے کلام شروع ہوا تھا واضح ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کلام سننے والے کیلئے مختلف حصّوں سے بنے ہوئے ایک آلہ کے بغیر کوئی چارہ نہیں جسکا بعض حصّہ کلام کو بعض تک پہنچادے یہاں تک کہ یہ کلام اس آلہ کے ذریعے سننے کی حد تک پہنچ جائے جس کے نتیجے میں وہ اسے سمجھ سکے اور غور و فکر کرے اور جان لے، پس کلام کرنے والے زمانے کے امام تھے اور مخاطَب اور خطاب سننے والے جن پر ملائکہ کا نام، امام کے انہیں سپرد کئے ہوئے حکمتی علوم کی ملکیت کی وجہ سے واقع ہوتا ہے، امام کے حدود تھے جو آپ کی دعوت میں برپا تھے، اور خدا کے اس قول:

"اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً" (۲:۳۰)۔ میں زمین پر ایک خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں، میں "زمین" سے مراد امامِ زمان کا سب سے بڑا حجت تھا جو مرتبہ و مقام کا مالک ہوتا ہے، اور "خلیفہ" سے مراد یہ کہ اسکو اپنے لئے خاص کیا اور حجتِ اعظم کے مرتبے سے جانشین کے طور پر برگزیدہ اور منتخب کرلیا تاکہ وہ بھی وہی کرے گا جو امام کرتے ہیں۔

فرشتوں (حدود) نے خود کو بہت کچھ سمجھ کر اور یہ کہ وہ خدا کے برگزیدہ اور اس کے وہاں مقربین میں سے ہیں، خدا پر اعتراض کیا اور اس کیلئے تسلیم نہیں کیا اور وہ اس کے قول سے راضی نہیں ہوئے، ان کا اعتراض خدا کے فعل سے انکار کے طور پر نہیں تھا نہ اسکے امر کے سلسلے میں اسکے خلاف تھا مگر انہوں نے اپنی اطاعت، عبادت اور خدا کے نزدیک رہنے کے مرتبے کو بہت کچھ سمجھا۔ نیز یہ اعتراض ان کے اس شخصیت کے فساد کو جاننے کی وجہ سے تھا جس نے دعوت میں برپا کیا تھا اور خون بہایا تھا، یعنی انہوں نے شک و شبہ ظاہر کیا اور کہا: کیا تو حجت کی قائم کردہ دعوت میں اسکو مقرر کرتا ہے جو اسکو تبدیل کرکے بگاڑ دے گا، جس طرح سے گزرے ہوئے لوگوں نے دعوت سے نکل کر اور حجت کا مرتبہ بگاڑ کر فساد مچایا تھا؟ (اور انہوں نے کہا:) "وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ" (۲:۳۰)۔ ہم تو تیری حمد کیساتھ تسبیح پڑھتے ہیں اور تیری تقدیس کرتے ہیں۔

انہوں نے یہ بات اپنے علم پر فخر کرتے ہوئے اور اپنی اطاعت سے مغرور ہوکر کی، پس خدا نے ان سے کہا: "اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ" (۲:۳۰)۔ میں جو کچھ جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔ اور اسی وقت حضرت آدمؑ میں اپنی روح پھونک دی یعنی علوم آپ کے سپرد کیا اور پوشیدہ علم کو آپ کے لئے ظاہر کیا اور آپ کو علوی حدود کی شناخت سے آگاہ کیا جو کہ آپ اور خدا کے درمیان تھے۔ یعنی پانچ انوار، سات مراتب،

بارہ مقامات، سترہ حدود، انیس درجات اور اٹھائیس منازل، اور اپنے فرشتوں سے ان سب کا علم ان کی ناچاری دکھانے اور انہیں ان کے اعتراض کے مقام سے آگاہ کر دینے کے لئے پوشیدہ کیا، اور آپ کو سفلی حدود سے شناسا کر دیا اور فرشتوں کو ان سب (معاملات) میں آپ کا محتاج بنا دیا تاکہ وہ آپ کی فضیلت کو پہچانیں جو ان پر تھی اور آپ کے بزرگ مرتبے کو جانیں جو ان کے نزدیک ہونی چاہئے تھی، پس وہ عاجزی کے ساتھ آپ کی فرمانبرداری کریں اور اطاعت کے ساتھ آپ کے لئے اقرار کریں اور اس ضرورت کے سبب سے جس سے انہیں آپ کا محتاج بنا دیا تھا آپ کیلئے سجدہ کرنے کا حکم دیا اور ان کی کسی بھی توبہ کو قبول نہیں فرمایا اور نہ وہ ان کے کسی عمل کی وجہ سے ان سے راضی ہوا مگر آپکی جہت سے، کیونکہ آپ سلامتی کا دروازہ، حرمت والا گھر، حَجرِ (اسود) اور مقامِ (ابراہیم) تھے۔

اہلِ سِیَر نے اسے اپنی تواریخ میں بیان کیا ہے کہ جب فرشتوں نے اپنے پروردگار پر اعتراض کیا اور (پھر) اپنے گناہ کا اقرار کیا، تو انہوں نے عرش کے گرد طواف کرتے ہوئے، اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہوئے اور معافی طلب کرتے ہوئے عرش کی پناہ لی۔ جب انہوں نے سات مرتبہ عرش کا طواف کیا تو خدا نے انہیں معاف فرمایا اور ان کی توبہ کو قبول کرلیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ زمین پر اتریں اور اس پر عرش کے مقابل اس جیسا ایک گھر بنا دیں تاکہ اس کے گنہگار بندے اس کا طواف کریں تو خدا ان کو معاف فرمائے گا جسطرح اس نے اپنے عرش کے گرد طواف کرنے والوں کو معاف فرمایا ہے۔

خدا کا عرش اس کا علم ہے جسے حضرت آدمؑ کے سپرد کر دیا تھا اور حضرت آدمؑ کو اس سے آگاہ اور فرشتوں سے اسکو پوشیدہ کیا تھا اور ان سے روک دیا تھا۔ عرش کے گرد فرشتوں کا طواف سات مرتبہ تھا، یعنی انہوں نے حضرت آدمؑ سے سات

مراتب کی معرفت کا فائدہ حاصل کیا، پس خدا نے ان کی معرفت قبول کی کیونکہ وہ اسکے دروازے سے آئے تھے جسکے بارے میں اس نے خود پر واجب ٹھہرایا تھا کہ وہ کسی عمل کرنے والے کا عمل قبول نہیں فرمائے گا مگر اپنے دروازے کی جہت سے، رسولؐ سے یہ بات آئی ہے کہ آپ نے فرمایا: "لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ العَقْلَ قَالَ لَهُ اَقْبِلْ فَاَقْبَلَ، ثُمَّ قَالَ لَهُ اَدْبِرْ فَاَدْبَرَ. فَقَالَ وَعِزَّتِي وَجَلَالِي مَا خَلَقْتُ خَلْقاً هُوَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْكَ، بِكَ آخُذُ وَبِكَ اُعْطِي وَبِكَ اُثِيبُ وَبِكَ اُعَاقِبُ"۔ جب خدا نے عقل کو پیدا کیا تو اس سے فرمایا: آگے آ تو وہ آگے آئی، پھر اس سے فرمایا: پیچھے جا تو وہ پیچھے ہٹ گئی، فرمایا: میری عزت و جلالت کی قسم! میں نے کوئی مخلوق پیدا نہیں کی ہے جو تجھ سے بڑھ کر مجھے محبوب ہو، تیرے ذریعے سے میں لے لونگا اور تیرے ذریعے سے میں عطا کرونگا، تیرے ذریعے سے میں ثواب دونگا اور تیرے ذریعے سے میں عذاب دونگا۔

عقل حضرت آدمؑ کی ایک مثال ہے، پس یہ خدا کی طرف سے ایک تاکیدی اعلان اور قطعی حکم تھا کہ وہ کسی عمل کو قبول نہیں کرے گا مگر حضرت آدمؑ کی جہت سے اور نہ کسی کو ثواب و عذاب دے گا مگر آپ کے ذریعے۔ آدم ایک لقب ہے جو اپنے زمانے میں ہر ناطق اور اپنے عصر میں ہر امام پر واقع ہوتا ہے کیونکہ ناطقان اور امامان خدا کے دروازے اور اسکی خلقت کی ہدایت کیلئے مقرر کردہ اس کے حجت ہیں، وہ کسی عمل کو قبول نہیں کرتا مگر ان کی جہت سے، نہ کوئی دعا سنتا ہے مگر ان کے ذریعے اور نہ کوئی شفاعت قبول کرتا ہے مگر ان سے۔

اگر بات یہ ہوتی جو عامۃ النّاس کا خیال ہے جو کہ نابینا، جاہل اور مخالف ہیں جو حق سے الگ اور اپنی خواہشات و آراء کی پیروی کرنے والے ہیں کہ حضرت آدمؑ صرف پہلے ناطق اور بشر کے باپ ہیں، وہ ایک نام ہے جو آپ کیلئے خاص ہے، تو اس صورت میں آپ کی اطاعت نہ آپ کے بعد کسی پر واجب ہوتی اور نہ انبیاء

کی امتوں پر کوئی ثواب اور عذاب واجب ہوتا کیونکہ ان پر تو صرف ان کے زمانے کے مالکان جو کہ ناطق، اساس اور امام ہیں، کی اطاعت لازم ہوتی ہے اور نہ دین کے حدود کا ہونا واجب ہوتا ہے مگر ان کی جہت سے، اس صورت میں حضرت آدمؑ اکیلے عبادتؔ و اطاعت کیلئے مخصوص ہوتے، لیکن جہالت نے ان کو اندھا بنا دیا ہے اور گمراہی ان پر غالب آگئی ہے وہ بہرے ہیں سُن نہیں سکتے، اندھے ہیں دیکھ نہیں سکتے، گونگے ہیں بول نہیں سکتے۔

وہ اپنی سرگزشتوں اور تواریخ میں اس بارے میں اختلاف نہیں کرتے کہ حضرت آدمؑ کا نام عبداللہؑ اور حضرت نوحؑ کا نام عبدالغفارؑ تھا، یہ بھی لقب تھا، نیز عبودیت (بندہ ہونے) کا نام ہر ناطق اور امام پر واقع ہوتا ہے کیونکہ سارے ناطق اور امام خدا کے فعل سے ہیں، اور وہ اسکے امر سے کلمہ کے ساتھ خاص کئے گئے ہیں اور اس تائید سے برگزیدہ کئے گئے ہیں جو خدا اور ان کے درمیان کے حدود کی طرف سے ان سے وابستہ ہوئی ہے۔ پس وہ خدا کے بندے ہیں جسطرح سے اس سبحانہٗ نے ابلیس سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: "اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ" (۱۵:۴۲؛ ۱۷:۶۵)۔ میرے بندوں پر تیرا زور چلنے والا نہیں۔ وہ جمع میں عباد (یعنی معزز بندے) ہیں، عَبِید (غلام) نہیں، اور واحد میں عبد (یعنی معزز بندہ) ہیں۔ حضرت آدمؑ کا نام جو آپ کیلئے خاص کیا گیا تھا تخوم بن بجلاح بن قوامہ بن ورقۃ الرویادیؑ تھا اور صاحب زمان اور امامِ عصر کا نام جنہوں نے "اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً" (۲:۳۰)۔ میں زمین پر ایک خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں فرمایا، ھنیدؑ تھا۔

آپ کا تعلق جس قبیلے سے تھا اس کا نام ریاقہ تھا، آپکے ضد کا نام جو کہ آپ کا ابلیس تھا، حارث بن مسرہ تھا، حارث اس زمانے کے بادشاہ کے حدود میں سے ایک حد تھا اس زمانے کا بادشاہ (ایک دن) شکار کرنے نکل پڑا یہاں تک کہ سفر نے

اس کو اس سرزمین تک پہنچا دیا جہاں آپ رُوپوش تھے، بادشاہ کے کسی ساتھی نے آپ کو بہترین صورت، کامل ترین شکل، خوبصورت ترین نہایت پُررونق منظر اور عظیم ترین ہیبت میں دیکھا تو وہ آپ کو لے کر بادشاہ کے پاس گیا۔ جب بادشاہ نے آپ کو دیکھا تو حیرت میں پڑ گیا اور آپ سے بہت خوش ہو گیا اور جب اس نے آپ سے کلام کیا تو آپ کے کلام کو سمجھ نہ سکا اس نے آپ کو اپنے ساتھ ملایا اور آپ کی تربیت کی ذمہ داری اٹھائی، آپ نے (اس) قوم کی زبان سیکھ لی اور ان کی ثقافت اور رسم و رواج اور مذہب کو جان لیا۔

تواریخ اور سرگزشتوں کے ظاہر میں جو کچھ پایا جاتا ہے یہ اس کا مختصر بیان ہے اور جہاں تک باطنی تاویل کے پہلو کی بات ہے وہ یہ کہ بادشاہ جس سے حضرت آدمؑ کے والدین بھاگ گئے تھے، وہی (دراصل) روحانیت میں آپ کے والدین تھے جنہوں نے آپ کے ضد کے علاقے میں، جو کہ جزیرے کا مالک تھا آپ کی پرورش کی تھی، ابلیس کا نام حارث بن مرّہ تھا اور بادشاہ اس کے حدود میں سے سب سے بڑی حد تھا، حضرت آدمؑ کو اپنے کسی دو داعیوں نے ضد کے جزیرے سے نکالا اور آپ کو ایسی سرزمین تک پہنچا دیا جس کے پانی سے آواز آتی تھی یہ وہی جگہ تھی جسمیں آپ کو تائید پہنچی اور حدود سے مواد آپ کے ساتھ وابستہ ہو گیا اور یہ مواد حجت سے منقطع ہو گیا جو کہ صلصال تھا یعنی آواز دیتا تھا۔ آپ کے والدین کے پاس جو کچھ علم تھا جب آپ نے اسے حاصل کر لیا تو آپ کو (تائیدی) مادہ پہنچا، پس ان کے مقابلے میں آپ کی بزرگی زیادہ ہو گئی اور اس وقت وہ آپ کے بارے میں ضد سے مطمئن ہو گئے، پھر آپ نے حجت کے مرتبے کا احاطہ کر لیا اور اس کا مواد آپ سے وابستہ ہو گیا اور یہ مواد حجت سے منقطع ہو گیا کیونکہ اب آپ اسکے مرتبے پر فائز ہو گئے اور اسکی جگہ لے لی۔

شیرنی جس نے آپ کو دودھ پلایا تھا وہ اس (نئے) جزیرے کا

مالک تھا جہاں آپ آئے تھے اس نے آپکو امان دیا، آپکو قبول کیا اور آپ کیلئے علم بیان کرنے کی ذمہ داری سنبھال لی، اور بادشاہ جو شکار کرتے ہوئے نکلا تھا اور آپ کو شکار کیا تھا وہ امامِ زمان تھے اور (دوسرے) شکاری آپ کے حدود تھے اور ان میں سے جو شکاری آپ کو لیکر امام کے پاس گیا تھا وہ آنجناب کے سفر کرنے والے داعیوں میں سے ایک داعی تھا جنہیں امام نے آپ کی تلاش میں پھیلا دیا تھا بالآخر آپ کو خود سے ملا دیا اور اپنے اہلِ جزیرہ سے، آپ کا کام پایۂ تکمیل تک پہنچنے اور مدّت پوری ہونے تک آپ کی نگہداشت کرنے کیلئے فرمایا، جب آپ کا کام پختہ ہو گیا اور مدّت پوری ہوگئی اور شان بڑھ گئی اور آپ علم میں مضبوط ہو گئے تو امام نے جو کہ امر، قوت اور تائید کے مالک ہیں آپ کو آپ کے مخالف کے جزیرے کی طرف بھیج دیا اور یہ وہی جنت تھی جس کا ذکر اللہ نے اپنی کتاب میں اپنے قول سے کیا ہے: "یٰٓاٰدَمُ اسۡکُنۡ اَنۡتَ وَزَوۡجُکَ الۡجَنَّۃَ" (۳۵:۲ ؛ ۱۹:۷) ۔ اے آدم! تم اور تمہاری زوجہ اس جنت میں رہو۔

یہ وہی علاقہ تھا جسمیں آپ نے پرورش پائی تھی، آپ نے امام سے جو کچھ سنا تھا اور امام نے جو کچھ آپ کو القاء کیا تھا آنجنابؑ نے آپ کو اس کے بیان کرنے کی آزادی دے دی اور وہ اللہ کا ارشاد ہے: "وَکُلَا مِنۡہَا رَغَدًا حَیۡثُ شِئۡتُمَا" (۳۵:۲) ۔ تم دونوں اسمیں سے جہاں سے چاہو بلا روک ٹوک کھاؤ۔

تاویل کے ایک اور پہلو سے آدمؑ ابلیس کی دعوت میں پڑ گئے تھے جو کہ حارث بن مرّہ تھا، حارث صاحبِ وقت (امام) کے داعیوں میں سے ایک داعی تھا اور وہ علم بیان کرنے میں ان سب سے بڑھ کر تھا۔ ابلیس اور حضرت آدمؑ نے علم بیان کرنے میں آپس میں اختلاف کیا یہاں تک کہ دونوں نے مسئلے کو امام تک اٹھایا جو کہ جزیرے کے بادشاہ تھے۔ جب بادشاہ نے حضرت آدمؑ کا کلام اور بیان سُنا

تو آپ کو (بیان میں) بہترین پایا اور آپ کو اچھی طرح سے قبول فرمایا اور اپنے لئے مخصوص اور منتخب کرلیا اور حارث جو کہ ابلیس تھا، کو آپ کو سننے، آپکی اطاعت کرنے اور آپ کے علم کو قبول کرنے کا حکم دیا۔ مگر وہ آپ کے سامنے بڑائی کر کے اس سے رُکا رہا اور کہا: "اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ" (۷:۱۲؛ ۳۸:۷۶)۔ میں آدم سے بہتر ہوں، تُو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے۔ یعنی میں مرتبے کے لحاظ سے اس سے اعلیٰ ہوں کیونکہ تو نے مجھے ان علوم کا مالک بنایا ہے جن کا مالک اسکو نہیں بنایا ہے اسلئے میں نورانی اور روحانی ہوں اور وہ جسمانی اور ظلمانی (تاریک) ہے۔ اس کا کہنا تھا: "خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ" (۷:۱۲؛ ۳۸:۷۶)۔ تو نے اس کو گارے سے بنایا ہے۔ اس وقت امامِ عالی مقام اس سے ناراض ہو گئے اور اسکو پریشانی میں مبتلا کردیا یعنی اس سے وابستہ دعوت کا مواد کاٹ دیا اور اسکو اپنی دعوت سے گرا دیا جو کہ وہی اسکی جنّت تھی جس میں حضرت آدمؑ کو ٹھہرایا تھا، اب آدمؑ کو اسمیں جسطرح سے چاہیں اسطرح سے علم بیان کرنے کی اجازت دی اور اپنے داعیوں کو آپ کو سننے اور آپکی اطاعت کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے یہ حکم قبول کرلیا، جیسا کہ خدائے عزّوجلّ کا ارشاد ہے: "وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ" (۲:۳۴)۔ جب ہم نے فرشتوں کو آدم کیلئے سجدہ کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے جس نے انکار اور تکبّر کیا۔

ایک دوسری جگہ ہے: "فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ" (۱۸:۵۰)۔ اس نے اپنے پروردگار کے امر کو نہ مانا۔ یعنی وہ صاحبِ جزیرہ کی دعوت سے نکل گیا، اور وہ خدا کی کتاب کے بیان کے مطابق داعیوں میں سے تھا۔

جب ابلیس کو اس دعوت سے جس میں وہ تھا دُور کیا گیا اور نکالا گیا، تو اطاعت سے مایوس ہوگیا اور اس سے صاحبِ جزیرہ کا (تائیدی) مادہ منقطع ہوگیا، اس

وقت اس نے اپنے لئے ایک قیاسی شریعت بنائی، یہ عمل اس سے تائید کے منقطع ہونے کی وجہ سے تھا۔ وہ اسکی دعوت کو قبول کرنے والوں کے پاس رائے اور قیاس کا اظہار کرتا تھا، ہمارے اس وقت تک اس کے پیروکار اس کی دعوت اور حدود میں اسی طریقے پر قائم ہیں جسطرح اہلِ باطن جو کہ اولیاء اللہ کے اہلِ دعوت ہیں، اور وہ اہلِ بیان و شرح، اور تحقیق کرنے والے اور واضح دلیل کے مالک ہیں، تائیدی علم سے بولتے ہیں، اس لئے اہلِ ظاہر ان کی مخالفت کے وقت انہیں مبطل جادوگر اور دیوانے کہتے ہیں اور چونکہ وہ ان کے مخالف ہیں، ان کے نرم کلام اور حکمتی اور تاویلی علوم جو وہ اولیاء اللہ سے حاصل کرتے ہیں اس کے سبب سے اہلِ ظاہر نے انہیں جادوگر مُراد لیا ہے۔

اس سلسلے میں رسول اللہؐ کا ارشاد ہے: "اِنَّ عِلْمَ الدِّیْنِ ھُوَ السِّحْرُ الحَلَالُ"۔ بیشک دین کا علم حلال جادو ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جاہل اور کم عقل لوگوں کا قول بیان کرتے ہوئے فرمایا: "قَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ" (۴۴:۱۴)۔ انہوں نے (رسولؐ کے بارے میں) کہا کہ یہ تو پڑھایا ہوا دیوانہ ہے۔ یعنی علوم میں سے جو علم اسے سکھایا گیا ہے اور جس چیز سے اس کی مدد کی گئی ہے اس سے دیوانہ بن گیا ہے، جیسا کہ خدائے سبحانہٗ نے فرمایا: "وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا" (۴:۱۱۳)۔ خدا نے تجھے وہ کچھ سکھایا جسے تم نہیں جانتے تھے اور تجھ پر خدا کا بہت بڑا فضل ہے۔

خدا جلَّ اسمہٗ ابلیس اور اسکی فوج سے اپنے اس حجاب میں محجوب ہو گیا جس کو فرمانبرداری اور عاجزی کی وجہ سے آدم کا نام دیا، اسی طرح فرشتے جو زمانے کے امام کے حجتان تھے، زمین کے جزائر سے حضرت آدمؑ کے پاس جمع ہو گئے، حضرت آدمؑ کی رہائش ہندوستان کے جزیروں میں سے ایک جزیرے میں تھی جو سراندیب کے نام

سے پہچانا جاتا تھا، وہ ایک بہت بڑا شہر تھا، اس کے باشندوں نے آپ کی اطاعت کی، آپ کو سُنا اور آپ کے علم کو قبول کیا۔

جب ابلیس نے دیکھا کہ اس کا مرتبہ ساقط ہو گیا ہے اور اس سے علمی مواد زائل ہو گیا ہے اور وہ اطاعت سے نکل گیا ہے، تو اس نے حضرت آدمؑ کے مرتبے پر حسد کیا اور آپ کو دھوکہ دینا شروع کیا، جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے تاکہ وہ آپ کو (اطاعت سے) باہر نکال دے جس طرح سے وہ اس سے باہر نکلا تھا اور آپ کو گمراہ کر دے جس طرح وہ خود گمراہ ہو گیا تھا۔ وہ آپ کیساتھ منافقت اور مکر کرتے ہوئے آپکے پاس آنے جانے اور آپ کیلئے تابعداری، عاجزی، خیرخواہی اور صلح کا اظہار کرنے لگا۔ وہ پہلا شخص تھا جس نے نفاق، مکر، دھوکہ، ریاکاری اور غدّاری کی بنیاد رکھ دی۔ وہ آپ سے اصرار کے ساتھ سوال کرتا اور گاہے بگاہے آپ سے اپنے گناہ کی معافی مانگتا اور آپ کو (اپنی طرف) مائل کرتا۔ آپ یہ خیال کرتے تھے کہ جو کچھ وہ ظاہر کرتا ہے وہ حق ہے اور جو کچھ کہتا ہے اس میں وہ سچا ہے، یہاں تک کہ آپ نے اس کیلئے اس علم میں سے تھوڑا سا حصّہ ظاہر کیا جس کو خدا نے آپ کے سپرد کیا تھا اور اس سے آپ کو آگاہ کیا تھا اور اسکے تھوڑے سے حصّے کو بھی کسی کیلئے بیان اور ظاہر کرنے سے منع فرمایا تھا۔ یہ وہی درخت تھا جسکا وصف خدا نے کتاب میں اپنے قول سے بیان کیا ہے:

”وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ“ (۷:۱۹-۲۱)۔ اور تم دونوں اس درخت کے قریب نہ جانا کہ جس کے نتیجے میں تم ظالموں میں سے ہو جاؤ، شیطان نے ان کے دلوں میں وسوسہ پیدا کیا تاکہ ان کے ستروں کو ظاہر کر دے جو چھپائے گئے تھے اور کہا کہ خدا نے تم دونوں کو اس درخت سے منع نہیں کیا ہے سوائے

اس کہ کہیں تم فرشتے اور ہمیشہ رہنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ اور قسم کھائی کہ میں تمہیں نصیحت کرنے والوں میں سے ہوں۔

(درخت کا پھل کھانے کے نتیجے میں جب) حضرت آدمؑ سے مواد منقطع ہو گیا اور نور تاریک ہو گیا، تو آپ نے اپنی لغزش کو جان لیا اور اپنی غلطی کا یقین کرلیا کہ آپ اپنی نافرمانی میں گم ہو گئے ہیں۔ آپ نے اپنے گناہ کی معافی مانگ لی، آپ پر اپنے پروردگار کی طرف سے آزمائش آئی جس کو خدا نے اپنی اس کتاب میں اپنے قول میں بیان فرمایا ہے جسے اپنے نبی محمدؐ پر نازل کیا ہے: "وَقُلْنَا يٰآدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ" (۲:۳۵-۳۶)۔ اور ہم نے کہا اے آدم! تم اور تمہاری زوجہ جنت میں رہو اور اسمیں سے جہاں سے چاہو بلا روک ٹوک کھاؤ اور اس درخت کے قریب مت جانا کہ تم ظالموں میں سے ہو جاؤ، شیطان نے دونوں کو اس جگہ سے ہٹا دیا اور جس حالت میں وہ تھے اس سے انہیں باہر نکال دیا۔

اہلِ ظاہر کے علماء، مؤرخین اور علمائے سِیَر نے ذکر کیا ہے کہ خدا نے حضرت آدمؑ کو جس درخت کا پھل کھانے سے منع کیا تھا وہ گندم تھا وہ ایک ایسا پودا ہے جو اس کے کھانے والے کے پیٹ میں نہیں ٹھہرتا یہاں تک کہ وہ ایک ناصاف جگہ سے خارج نہ ہو جائے۔ اہلِ جنت اور اسکے باشندوں کیلئے اس کا کھانا جائز نہیں کیونکہ جنت خدا کی بزرگی و عزت کا گھر اور اس کے ثواب کی جگہ ہے۔ اس کے رہنے والے اہلِ راحت ہیں ان پر نہ کوئی مشقت ہے، نہ تکلیف، وہ اس سے بے نیاز ہیں کہ ان سے کوئی تکلیف دہ چیز خارج ہو جائے۔ سو خدا نے حضرت آدمؑ اور آپ کی زوجہ کو اس کا پھل کھانے سے منع فرمایا تاکہ ان سے تکلیف دہ چیز خارج نہ ہو جائے اور ان کو

جنت کی اجازت دی کہ وہ اس میں جہاں سے چاہیں لطف اٹھائیں۔

جب ابلیس نے حضرت آدمؑ سے حسد کیا تو آپ تک کوئی راستہ نہ پایا مگر اس درخت کی جہت سے کہ آپ اسکا پھل کھائیں جس کے نتیجے میں آپ سے تکلیف دہ چیز خارج ہو جائے اور یہ آپ کے جنت سے نکل جانے کا سبب بن جائے تاکہ وہ آپ کی مصیبت سے خوش ہو جائے اور آپ کا مرتبہ ساقط کر دے۔ پس اس نے اپنے قول سے آپ کو بہکایا، آپ کو دھوکہ دیا اور آپ کو بے چین کر دیا اور اس کو اپنی قسم سے سچ ثابت کیا۔ پس آپ نے اس درخت سے پھل لیا، یہ آپ کی نافرمانی، جنت سے نکلنا اور زمین پر اترنا تھا، ابلیس اس مصیبت سے خوش ہو گیا۔

[عام] شیعوں کا خیال ہے کہ وہ درخت جس سے اور جسکا پھل کھانے سے خدا نے آپ کو منع فرمایا تھا وہ حضرت قائمِ مہدیؑ کا مرتبہ ہے۔ وہ سب سے اعلیٰ و بلند مرتبہ ہے، کیونکہ وہ آخری اور نہائی مرتبہ ہے اسلئے خدا نے اسکو "شَجَرَةَ الْمُنْتَهٰى"، یعنی "نہایت دُور کا درخت" کہا ہے، جیسا کہ فرمایا ہے: "وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى" (۹۳:۴)۔ اے رسول! آخرت تمہارے لئے دنیا کی نسبت زیادہ بہتر ہے۔

حضرت آدمؑ نے اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ وہ اس کو پائیں گے تو اس بلند مرتبے کی وجہ سے آپ کے شرف میں اضافہ ہوگا۔ سو اس چیز کی طلب کی وجہ سے جو آپ کی حد اور مرتبے کی نہیں تھی، نہ اس تک آپکی منزلت رسا ہوئی تھی، آپ پر غضب پڑ گیا۔ پس آپ کی اطاعت میں کثرت نافرمانی تھی کیونکہ اگر کوئی آدمی فرض نماز کو اسکی حد سے زیادہ پڑھے تو اسکی نماز باطل ہو جاتی ہے اور قبول نہیں ہوتی۔ اسی طرح دیگر فرض کردہ اعمال کا بھی یہی حال ہے، جب ان میں انکی حد سے زیادہ اضافہ کیا جائے تو وہ ضائع ہو جاتی ہیں اور قبول نہیں ہوتیں، جیسا کہ رسول اللہؐ نے رمضان کے مہینے میں اپنے کسی سفر میں جب آپکے اصحاب نے آپ سے بھوک، تھکاوٹ اور مشقت کے

درد و الم کی شکایت کی تو آپ نے انہیں افطار کرنے کیلئے فرمایا۔ لیکن وہ رکے رہے اور افطار نہیں کیا۔ جب آپ نے دیکھا کہ انہوں نے افطار نہیں کیا ہے تو دودھ کا ایک پیالہ لانے کیلئے فرمایا اور ان کے سامنے اسے پی لیا پھر فرمایا: "لَيْسَ مِنِّي مَنْ لَمْ يَسْتَنَّ بِسُنَّتِي"۔ جو میری سنت پر عمل نہیں کرتا وہ مجھ سے نہیں۔ سو لوگوں کے ایک گروہ نے رسولؐ کی پیروی کرتے ہوئے آپکی طرح افطار کیا، آپ نے انہیں فرمانبرداروں کا نام دیا اور دوسروں نے روزہ رکھا اور وہ اپنے روزے پر اَڑے رہے اور افطار نہیں کیا، انکو نافرمانوں کا نام دیا، اسلئے کہ انہوں نے آپؐ کے حکم کو نہ مانا۔ روزہ اطاعت ہے، لیکن جب اس میں نہی کو ملایا گیا تو یہ نافرمانی بن گئی۔ پس اللہ کے منع کردہ عمل کے ارتکاب کرنے پر حضرت آدمؑ کو نافرمانی سے منسوب کیا گیا اگرچہ اسمیں آپ کی مراد اطاعت میں کثرت تھی۔ یہ ایک ایسی حالت ہے کہ اگر تاویل اس کو درست اور واضح نہ کرے تو اس کا ایک حصّہ دوسرے سے اختلاف کرتا ہے، چنانچہ جنّت جسمیں خدا نے حضرت آدمؑ کو رکھا تھا وہ امامِ عصر اور صاحبِ وقت کی دعوت تھی، حارث نے اس میں خدمت کی تھی اور وہ اسکے داعیوں میں سے ایک داعی تھا۔ جب صاحبِ وقت (امام) نے حضرت آدمؑ کو برگزیدہ، منتخب اور خود سے قریب کیا اور آپکو دعوت کے اعلیٰ مراتب سے نوازا، اور آپ کو دعوت کے تمام حدود اور ابواب و اسرار سے آگاہ کیا اور آپ کو وہ علم سکھایا جسے اپنے حدود میں سے کسی کو نہیں سکھایا تھا اور آپ کو اس راز سے آگاہ کیا جسے [دوسرے] حدود سے پوشیدہ رکھا تھا اور ان کے خود کو آپ سے بلند اور آپکے مرتبے کو کم سمجھنے کی وجہ سے انہیں آپ کا محتاج بنا دیا اور ان کو آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم دیا اور آپ کو سوائے حارث بن مرّہ کے جو کہ ابلیس تھا، ان حدود کو علم سکھانے کی اجازت دی اس لئے کہ حارث نے یہ خیال کرتے ہوئے آپ کی اطاعت و فرمانبرداری سے انکار، تکبّر اور

خود پسندی کی وجہ سے فخر کیا کہ وہ آپ سے پہلے صاحبِ وقت کی اطاعت کرتا رہا ہے اور وہ ہجرت کے لحاظ سے بھی آپ سے زیادہ قدیم ہے، اس لئے مرتبے کے لحاظ سے وہ آپ سے اعلیٰ ہے۔ پس اللہ نے آپ کو تمام حدود کیلئے مشکل علوم کو بیان کرنے کی اجازت دی اور اسے ابلیس اور اس کے پیروکاروں اور اس کی فوج میں سے کسی کیلئے علوم میں سے ذرا سا بھی علم بیان کرنے سے منع فرمایا۔

ابلیس وہی درخت تھا جس کیلئے سرّی علوم کو بیان کرنے سے آپ کو منع کیا گیا تھا، اس لئے کہ وہ ابلیس بننے سے پہلے داعیوں کی حد میں تھا۔ جب وہ اطاعت سے رُک گیا تو اس کی منزلت ساقط ہوگئی اور اس کا (تائیدی) مادہ منقطع ہوگیا اور اس سے وہ علم چلا گیا جسے وہ جانتا تھا، وہ (علمی) مواد سے عاری ہوگیا اور شیطان اور ابلیس بن گیا اور آپ نے امام کا جو مواد اور تائید پائی تھی اس پر آپ سے حسد کیا اور آپ کو گمراہ کرنے اور پھسلانے لگا تاکہ آپ سے نافرمانی سرزد ہو جائے اور آپ کا مواد [بھی] کاٹ دیا جائے اور آپ کی مرتبت ساقط ہو جائے۔ وہ آپ کو باتوں سے گمراہ کرنے لگا اور خود کو آپ کا خیر خواہ اور مشفق ظاہر کرنے لگا۔ نیز آپ کیلئے مکر اور دھوکے سے خدا کی قسمیں کھانے لگا یہاں تک کہ آپ کے دل میں یہ بات ٹھہر گئی کہ یہ سب کچھ جسے وہ بیان کرتا ہے حق ہے۔

جب بھی آپ اس کیلئے کچھ ایسا علم بیان کرتے تھے جسے اس سے پوشیدہ رکھتے تھے تو وہ اپنے دل سے آپ کیلئے بہترین اطاعت پیش کرتا۔ اس وقت آپ نے اس کو حضرت قائمؑ کی حد اور مرتبے سے آگاہ کیا، کیونکہ وہ تمام مراتب سے آخری مرتبہ اور ان سب سے اعلیٰ ہے اور اسکے بارے میں ابلیس کو خدا کے فرمائے ہوئے قول میں مخاطب کیا گیا ہے: ”اَسۡتَکۡبَرۡتَ اَمۡ کُنۡتَ مِنَ الۡعَالِیۡنَ“ (۳۸:۷۵)۔ کیا تُو نے (میرے خاص اور برگزیدہ بندے کے سامنے) بڑائی کی یا کیا تو بلند مرتبہ ہستیوں میں سے

ہے؟ جن کے مراتب کا احاطہ کرنا حضرت آدمؑ کے بس کی بات نہیں تھی۔

جب حضرت آدمؑ نے خدا کے راز کو اسکے امر کے بغیر خدا کے دشمن کیلئے ظاہر کیا تو خدا نے آپ کو اپنی جنّت سے نکال دیا، یعنی امام نے آپ کو اپنی دعوت سے الگ کر دیا اور آپ سے اپنا (علمی) مواد روک دیا، آپ کو خاموش کر دیا اور آپ کے علم بیان کرنے پر پابندی لگا دی اور آپکو اپنے حجتوں میں سے سب سے چھوٹے حجّت کا محتاج بنا دیا۔ وہ وہی زمین تھا جس پر آپ اترے، اور امام نے حجّت کو حکم دیا کہ وہ آپ کیلئے سوائے خالص ظاہری علم کے ذرا سا بھی تاویلی علم بیان نہ کرے، جو کہ عمل، تھکن اور تکلیف ہے جو اس کے بجالانے والے سے قبول نہیں کیا جاتا مگر اس کا باطن (تاویل) اس کے ساتھ ملا ہوا ہونے کی صورت میں۔

جب آدمؑ نے خود کو نافرمانوں کی جگہ میں دیکھا تو اپنا گناہ جان گئے، آپ نے اپنے پروردگار سے معافی مانگ لی، یعنی اپنی دعوت کے مالک سے معافی مانگ لی جن کی آپ نے پناہ لی تھی اور عالی حدود کو ان کی طرف وسیلہ بنایا۔ جب امام نے آپ کی توبہ کی درستی اور نیّت کی پختگی کو جان لیا اور یہ کہ آپ کے ساتھ مکر و فریب ہوا ہے تو آپ کی درخواست اور توبہ کو قبول فرمایا (مگر) آپ کو اپنی جنّت کی طرف نہیں لوٹایا، یعنی آپ سے اپنی دعوت میں کام نہیں لیا اور نہ آپ کو علم میں سے کچھ بیان کرنے کی آزادی دی۔ آپ نے جس گناہ و نافرمانی کا ارتکاب کیا تھا اس کے سزا اور ازالہ کے طور پر آپ کو محنت و مشقت اور فرائض کی ادائیگی کی حالت میں علم کے ظاہر میں باقی رکھا تاکہ آپ عمل اور کوشش کریں یہاں تک کہ جنّت کے مرتبے کے مستحق ہو جائیں اور مشقت اور کوشش کے بعد اسے حاصل کریں۔

جیسا کہ پہلے اس کا ذکر گزرا کہ امام نے آپ کو اپنی جنّت سے نکال دیا تھا اور اپنے حضور سے دُور کر دیا تھا، امام نے آپ کی توبہ قبول کرنے کے بعد آپ کو محنت و

مشقت کا پابند کر دیا اور آپ سے راز کے پوشیدہ رکھنے اور اس کو ظاہر نہ کرنے کا عہد لیا اور ابلیس کو اپنے روحانی حدود سے گرا دیا اور اس کو نور کے بعد ظلمت (تاریکی) میں ٹھہرایا، یعنی وہ جہالت کی تاریکیوں میں باقی رہا اور اس سے ہدایت کا نور چلا گیا جو حضرت آدمؑ سے وابستہ ہوا اور آپ کو پہنچا اور وہ ارشادِ خداوندی یہ ہے: ''اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ'' (۱۲۲:۶)۔ کیا وہ شخص جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور اس کیلئے ایک نور مقرر کیا جس کے ذریعے وہ لوگوں میں چلتا ہے۔

اس سے مراد حضرت آدمؑ ہے، جب آپ نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی تھی تو آپ کے مرتبے پر موت واقع ہوئی تھی اور آپ کا مرتبہ ساقط ہو گیا تھا اور جب آپ نے حاصل کردہ کلمات کے ذریعے توبہ کی طرف توجہ دی تو جہاں اس مواد کے منقطع ہونے کی وجہ سے آپ مردہ تھے بعد میں اس مواد کے آپ کے ساتھ وابستہ ہونے سے دوبارہ زندہ ہو گئے اور نور جس کے ذریعے آپ لوگوں میں چلتے تھے وہ علمِ تاویل ہے۔ پھر فرمایا: ''كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا'' (۱۲۲:۶)۔ کیا وہ اسکی طرح ہے جو تاریکیوں میں پڑا ہوا ہو اور ان سے نکل ہی نہیں سکتا ہو۔ خدا نے آگاہ کر دینے کیلئے یہ فرمایا کہ ابلیس جہالت کی تاریکی میں ٹھہرا ہوا ہے وہ وہاں سے نکل ہی نہیں سکتا۔ پس آپ نے لاعلمی میں نافرمانی کی پھر جب آپ نے اس کو جان لیا تو معافی مانگ لی، اللہ نے آپ کی توبہ قبول فرمائی۔ ابلیس نے نافرمانی کی اور معافی نہیں مانگ لی، پس وہ توبہ سے محروم ہوا اور لعنت میں باقی رہا۔

جب حضرت آدمؑ کا کام مکمل طور پر استوار ہو گیا اور امام جو کہ صاحبِ زمان تھے، کے دن پورے ہو گئے اور آنجنابؑ کے دنیا سے رحلت کر جانے کا وقت آن پہنچا تو آپ عالی مقام کے فرشتے یعنی آپ کی دعوت کے حدود حاضر ہو گئے، ان کی

موجودگی میں آنجنابؑ نے آپ کو اپنا مرتبہ سپرد کر دیا اور ان کو خود پر اور آپ پر، اپنا مرتبہ آپ کو سپرد کر دینے کا گواہ بنایا، علوی مواد اور تاویلی تائیدات آپ کی طرف لوٹ گئے۔ پس آپ صاحبِ زمان بن گئے اور فرشتے جو کہ صاحبانِ تملیک علوی حدود ہیں، میں سے چار کو آپ نے اپنے لئے منتخب کرلیا جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے چار پرندوں کو اپنے لئے منتخب کیا تھا، اور جس طرح رسول اللہؐ نے خدا کے حکم سے اپنے حجتوں کو یہ اشارہ دیتے ہوئے چار خواتین کے ساتھ نکاح کرنے کی آزادی دی تھی کہ ان میں سے ہر ایک اپنے سامنے چار داعیوں کو برپا کرے تاکہ ان کے لئے رسولؐ کے حصے میں سے تیسرا حصہ ہو اور آپؐ کے اساس کے حصے میں سے دو تہائی حصہ ہو۔ پس حضرت آدمؑ نے ان فرشتوں (حدود) کو دارِ ہجرت کی تلاش میں زمین میں روانہ کیا تاکہ آپ احکامِ دین قائم کرنے کیلئے اس کو نصب کریں اور وہاں سے اپنے مخالف اور دشمن ابلیس اور اسکی فوج کے خلاف کوشش کریں۔

جب ابلیس خدا کی رحمت سے مایوس ہوگیا کہ وہ اس کو پا نہیں سکتا، اور ان حدود سے دھتکارا ہوا، اکیلا اور ملک بدر کیا ہوا باقی رہا (اور) شقی اور ذلیل حالت میں رہنے لگا تو اس نے اپنی فوج اور اپنی دعوت کو قبول کرنے والوں کو جمع کیا اور ان کو اپنا کیا ہوا کام اور وہ کام جو ان کے ساتھ مل کر کرتا تھا یاد دلایا۔ انہوں نے اس کو لبیک کہا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ حضرت آدمؑ اور (آپ کے) حدود پر غالب آگیا تھا اور اس کی دعوت آپکی دعوت پر چھا گئی تھی، سو آپ امامِ زمانؑ کے اس دارِ ہجرت سے، جو آپ کی جنّت تھی اور جس میں آپ حدود کیساتھ پوشیدہ تھے، اپنے لئے ایک دارِ ہجرت کو نصب کرنے کی تلاش کرتے ہوئے نکل پڑے تاکہ اس میں آپ کی قوت بڑھ جائے۔

اسی طرح حضرت علیؑ اپنے مخالفوں کے زمانے میں آن کیساتھ رسول اللہؐ

کے دارِ ہجرت میں مستور تھے۔ جب آپؑ کی آزمائش جو ان کیساتھ تھی پوری ہوگئی اور آپ کی مہلت اور رُوپوشی کے دن پورے ہو گئے، تو آپؑ رسولؐ کے دارِ ہجرت سے نکل گئے کیونکہ اس میں آپؑ کیلئے اپنے دشمنوں کے ساتھ جہاد کرنا مناسب نہیں تھا، نہ آپؑ خدائے عزّوجلّ کے قول کی وجہ سے رسول اللہؐ کے حجتوں کیساتھ جوکہ آنحضرتؐ کی دینی زوجات کے مرتبے میں تھے، روحانی شادی کر کے ان کو اپنا حجّت بنا سکتے تھے، جیسا کہ فرمایا ہے: "وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا" (۳۳:۵۳)۔ رسول اللہ کو اذیت پہنچانا تمہارے لئے جائز نہیں نہ ان کے بعد ان کی زوجات سے کبھی نکاح کرنا جائز ہے۔

جس طرح ناطق کے حجتوں کو اپنا حجّت بنانا حضرت علیؑ کیلئے واجب نہیں تھا، اسی طرح رسول اللہؐ کے شہر اور آپؑ کے دارِ ہجرت کو اپنا دارِ ہجرت بنانا آپؑ کیلئے واجب نہیں تھا۔ پس آپؑ کوفہ کی طرف نکلے اور اس کو اپنا دارِ ہجرت بنایا اور وہاں سے اپنے دشمن کے خلاف جہاد کیا، جب خدا نے آپ کو اپنی طرف منتقل کیا تو آپ کے بعد آپ کی اولاد آپ کے دارِ ہجرت سے اپنے نانا جو کہ شریعت کے مالک تھے، کے حرم کی طرف بھاگتے ہوئے نکلے۔

ایک دارِ ہجرت میں رہنا اور وہاں سے اپنے دشمن کے خلاف جہاد کرنا ان پر دشوار گزرا۔ ان کی آزمائش اور اپنے دشمن سے پوشیدگی کا سبب (وہی) دارِ ہجرت تھا، جس کو وہ لیتے تھے، وہ تقیہ اور پوشیدگی کے تحت رہے یہاں تک کہ ان کی آزمائش کے دن پورے ہو گئے۔ پس حضرت قائمؑ برپا ہو گئے جو کہ حضرت امام محمد بن اسماعیلؑ تھے۔ آپ اپنے سفر کرنے والے داعیوں کو اپنے آگے بھیجنے کے بعد اپنے لئے ایک دارِ ہجرت کی تلاش میں اپنے نانا کے حرم سے بھاگتے ہوئے نکلے۔ ہم اِن شاء اللہ آپؑ کی بات کو اس کی جگہ پر بیان کریں گے۔

جب حضرت آدمؑ اپنے (روحانی) باپ کے دارِ ہجرت سے نکلے تو لوگوں کی ایک بڑی تعداد میں پوشیدہ رہے، یہاں تک کہ آپ یمن آگئے اور وہاں اپنے اس حجّت سے ملاقات کی جس کو اپنے آگے روانہ کیا تھا۔ دونوں کی بدولت آپ کا کام پختہ اور آپ کی دعوت قائم ہوگئی۔ روایت کی گئی ہے کہ ابلیس اور حیّہ (سانپ) جو کہ اس کا حجّت تھا، حضرت آدمؑ کے پیچھے پیچھے چلتے رہے اور خلقت کو آپ سے متنفر کرتے رہے اور آپ کیلئے حسد اور سازشوں کا اظہار کرتے رہے۔ جب آپ یمن میں داخل ہوگئے تو ابلیس کے خلاف آپ کے زور میں اضافہ ہوگیا، اور جب ابلیس نے خود پر آپ کو غالب دیکھا تو آپ کے سامنے سے بھاگ گیا اور لوگوں کی ایک بڑی تعداد میں پوشیدہ ہوگیا۔ جب اس نے خدا کی تائید اور آپ کی آنکھوں کے درمیان نور کا ظہور اور آپکی خودداری کی طاقت کو دیکھا جس نے اسکو ڈرایا اور یہ معجزہ اس کو بہت بڑا نظر آیا تو وہ آپ سے مایوس ہوگیا اور آپکی اطاعت کی اور ذلیل ہوگیا، وہ پوشیدگی اور نگرانی کے تحت رہا۔

آپ یمن سے نکلے اور مکّہ جانے کی غرض سے اس علاقے کا رخ کیا، آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور چمک رہا تھا اور آپ کے آگے آگے دوڑ رہا تھا، یہاں تک کہ آپ بیتُ اللہ (خانۂ کعبہ) کی جگہ پہنچے تو نور کی چمک میں اضافہ ہوگیا اور وہ چکر لگانے لگا۔ سرگزشت اور تواریخ لکھنے والے روایت کرتے ہیں کہ اس جگہ آپ پر سفید موتیوں کا ایک گنبد اُترا تھا، اس کو بیت اللہ کی جگہ نصب کیا گیا۔ لیکن تاویل کی رُو سے آپ پر اس جگہ علوی مواد کے ساتھ تائید نازل ہوئی تھی۔ جب آپ کے حجتوں نے جن کو فرشتوں کا نام دیا گیا ہے، آپکا مقام اور آپکی دونوں آنکھوں کے درمیان نور کی چمک کو دیکھا تو بے ہوش ہوگئے اور آپ کے لئے اطاعت و فرمانبرداری اور عاجزی کا اظہار کیا۔ وہ نور (مزید) تابان ہوگیا۔ آپ کیلئے سجدہ نور کے طلوع ہونے کی جگہ کیلئے تھا، یعنی آپکی اطاعت اس تائید کیلئے تھی جو صاحبُ العصر (امام) کی

طرف سے آپ کو پہنچی تھی۔ وہ سجدہ آپکی اولاد کیلئے سنت قرار پایا، جو کچھ آپ تک پہنچا تھا اور خدا کے جس غیب اور وحی کے راز سے آپ کو آگاہ کیا گیا تھا، اسکو پوشیدہ رکھنے، کسی کے حوالہ نہ کرنے اور کسی کیلئے بیان نہ کرنے کا آپ سے عہد لیا گیا۔

جب ابلیس نے یہ جان لیا کہ اسکی توبہ قبول نہیں ہوگی اور نہ اسکی لغزش معاف ہوگی اور اس نے جان لیا کہ اس خلقت کیلئے ایک وعدہ ہے جس کا یہ انتظار کر رہے ہیں اور وہ قیامت ہے، تو اس نے اپنے پروردگار سے اس دن تک مہلت کیلئے رجوع کیا جسکا مخلوق سے وعدہ کیا گیا ہے اور وہ اسکا قول ہے: ''قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِىْ كَرَّمْتَ عَلَىَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلًا'' (۱۷:۶۲)۔ اس نے کہا کیا اس کے بارے میں آپ کا یہ خیال ہے جس کو آپ نے مجھ پر فضیلت دی ہے، اگر آپ نے مجھے قیامت کے دن تک مہلت دی تو میں ایک قلیل تعداد کے سوا اس کی ذریت کو بہکا کر رہوں گا۔ خدا نے اپنے قول کے مطابق ابلیس سے اس دن کا وعدہ کیا، جیسا کہ فرماتا ہے: ''فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَ شَارِكْهُمْ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا اِنَّ عِبَادِىْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ'' (۱۷: ۶۳-۶۵)۔ یقیناً جہنم تمہاری بھرپور جزا ہے تو ان میں سے جسکو اپنی آواز سے بہکا سکتا ہے بہکالے اور ان پر اپنے گھوڑسوار اور پیادے دوڑا دے اور ان کیساتھ اموال اور اولاد میں شریک بن جا اور ان سے (جھوٹے) وعدے کر، شیطان وعدہ نہیں کرتا مگر جھوٹا، میرے بندوں پر تیرا زور چلنے والا نہیں۔

حضرت آدمؑ کے قصّے میں جسکو خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے، ایسی باتیں ہیں کہ اگر ان میں سے ہر ایک کا ہم مکمل طور پر احاطہ کریں تو یہ اس کتاب اور جس کلام کو ہم نے لایا ہے، کی حد سے باہر ہوگا اور اسکی تشریح طویل ہو جائے گی۔ اس

لیے کہ آپ ابتدا و انتہا ہیں اور تمام انبیا کے باپ ہیں اور تمام اماموں کی نسبت آپ سے ہے اور وہ آپ سے پہچانے جاتے ہیں۔ اس لئے کہ آپ ان حضرات میں سے اوّلین شخص ہیں جن کو خدا نے (لوگوں کو عذاب سے) ڈرانے کا حکم دیا تھا، جب (آپ کے) ضد نے ہندوستان کی سرزمین پر غلبہ حاصل کرلیا اور اس میں ابلیس کا جھنڈا قائم ہوگیا تو آپ اپنے حجتوں کی طرف آگے بڑھے اور ان سے تقاضا کیا کہ وہ آپ کیلئے ایک دارِ ہجرت کی طلب میں زمین میں سفر کریں، اور جو تاویلی علوم اور سرّی حکمتیں آپ نے ان کے سپرد کی تھیں، ان کو اور آپ کے کام کو ابلیس، اس کے گروہ اور اس کے پیروکاروں سے پوشیدہ رکھنے کا خدائی عہد ان سے لینے کے بعد انہیں آپ کی دعوت قائم کرنے کا حکم دیا، جس طرح خدا نے ہم سے ایسا کرنے کا عہد لیا ہے (۳۶:۶۰)۔

آپ ہندوستان سے مکہ جانے کے ارادے سے نکلے، یہ ہندوؤں کے دعوے کا سبب بنا کہ آپ ان کے بھاگے ہوئے غلام ہیں، پس آپ، آپکے فرشتے اور جو مؤمنین آپ کے ساتھ تھے انہوں نے سفر شروع کیا، امامت و نبوت کا نور آپکے آگے آگے دوڑ رہا تھا یہاں تک کہ آپ مکہ کی سرزمین تک پہنچ گئے تو نور بیت اللہ کی جگہ ٹھہر گیا اور آپ پر آسمان سے سرخ یاقوت کا ایک خیمہ اُترا، اسے بیتُ اللہ کی جگہ نصب کیا گیا، سو آپ نے خیمے کے سامنے بیتُ اللہ تعمیر کرنے کا حکم دیا پھر آپ نے نور کے طلوع ہونے کی جگہ کی طرف دیکھا اور اسے کعبہ بنا دیا اور اس میں حَجرِ اسود نصب کیا اور اسے اپنے حجّت (اساس) کی مثال بنا دیا وہ (دینی) حوّا تھا جنہوں نے آپ کے علم و حکمت کو سمیٹا تھا۔

فرشتوں نے بیتُ اللہ کے گرد خیمے نصب کئے۔ یہ عمل آپکی اولاد کے لئے خیمہ کے سائے میں بیٹھنے اور بیابانوں میں رہنے کی سنت بن گیا۔ پس آپ خدا کا گھر، اسکی محراب اور فرشتوں کا قبلہ بن گئے، فرشتے اور مؤمنین آپ کے گنبد کے گرد طواف

کرنے لگے اور ہر طواف جو کہ سات مرتبہ ہوتا تھا، میں آپ کی طرف دو رکعت نماز پڑھنے لگے۔ یہ آپ کی اولاد، پیروکاروں اور آپ کی دعوت قبول کرنے والوں کے لئے ہمارے اس وقت اور دنیا ختم ہونے تک سنّت بن گیا۔ جو شخص آپ کے لئے سجدہ کرنے سے رُکا رہا، اس نے آپ کی اطاعت نہیں کی اور آپ کے سامنے بڑائی کی تو وہ ابلیس اور اس کی فوج میں شامل ہو گیا۔ یہ خدا کی سنّت ہے جو اس کے بندوں میں ادوار اور زمانوں میں جاری ہے۔

فرشتوں اور مؤمنوں نے بیتُ اللہ کے طواف کو جاری رکھا، وہ طواف کرتے اور حَجرِ اسود کے پاس آتے اور اس کے پاس دو رکعت نماز پڑھتے ہیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کیلئے سجدہ اور اطاعت حَجرِ اسود کی جہت سے ہے جو کہ آپ کا حجّت تھا، اور اسکے ذریعے آپ کے پاس داخل ہونا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے قول میں اس کے بارے میں بیان کیا ہے: ''اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيٓـٰٔتِكُمْ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ'' (۷:۱۶۱)۔ تم سجدہ کرتے ہوئے اس دروازے سے داخل ہو جاؤ ہم تمہیں تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائیں گے ہم احسان کرنے والوں کو مزید بڑھا دیں گے۔ آپ کے دو بیٹے تھے حضرت ہابیل اور قابیل، آپ سے ان کا ظہور جسمانی ولادت کے ذریعے ہوا تھا جس کا پاک حصّہ ناپاک حصّے کیساتھ ملا ہوا ہوتا ہے، جب آپ کا کام پختہ ہو گیا اور آپ کی حجّت (لوگوں پر) مکمل طور پر قائم ہو گئی اور زور زیادہ ہو گیا تو خدا نے آپ کو ان دونوں میں سے ایک کو اپنا وصی اور خلیفہ مقرر کرنے کا حکم دیا۔

آپ نے بیتُ اللہ کو حرم کے طور پر ترتیب دیا تھا، اسکو بارہ حجّتوں کی دلیل کے طور پر عرفہ کی جانب سے بارہ میل کے فاصلے پر بنایا تھا جنہیں اپنے ظاہری کام کیلئے قائم کیا تھا اور آٹھ حجّت جو جزیروں کے مالک ہیں، کی مثال پر عراق کی جانب آٹھ میل کا فاصلہ رکھا اور چار حرموں (حرمت والے مہینوں) کی دلیل کے طور پر مدینہ

کی سمت چار میل کا فاصلہ رکھا۔ یہ سب، بارہ حجتانِ شب جو صاحبانِ تاویل ہیں اور بارہ حجتانِ روز جو ظاہری تنزیل کے صاحبان ہیں، کی مثال پر چوبیس میل بن گئے۔ طواف اور نماز کا عمل آپ کے بعد آپ کی اولاد کیلئے سنّت بن گیا۔ فرشتے اور مؤمنین آپ کا طواف کرتے تھے اور ہر سات چکر کے دوران آپ کی طرف دو رکعت نماز پڑھتے تھے اس حقیقت کی طرف اشارے کے طور پر جیسا کہ قبلاً ذکر ہوا، کہ ہر ناطق اپنے زمانے کا آدم ہے اور ان کی اطاعت ان کے دور کے لوگوں پر فرض ہے۔ اور نماز کی دو رکعتیں جو سات مرتبہ طواف کے بعد پڑھی جاتی تھیں، ناطق اور ان کے وصی جو کہ حَجرِ اسود کی مثال تھے، کی اطاعت کی طرف اشارے کے طور پر تھیں، جسطرح ناطق بیتُ اللہ کے مقام پر ہوتے ہیں۔

سات مرتبہ طواف سات اماموں کی دلیل ہے جو کہ ناطق کے دور کے مالکان ہیں، ایک امام کے بعد دوسرے امام آتے ہیں اور گزرے ہوئے امام کی مَسند پر ایک نئے امام براجمان ہوتے ہیں۔ مؤمنین کا حَجرِ اسود سے متّصل ہونا، اس کے ساتھ امانت اس کو ادا کرنے اور عہد کو پورا کرنے کا سخت عہد و پیمان کرنا ہے۔ جس طرح بیتُ اللہ کا طواف کرنے والا جب حَجرِ اسود کو بوسہ دیتا ہے تو کہتا ہے اے اللہ! میں نے اپنی امانت تجھے ادا کی اور میں نے اپنے عہد و پیمان کو بھی نبھایا۔ پس جس نے وصی کے عہد کو پورا کیا جو کہ حَجرِ اسود کے مرتبے میں ہیں اور آپ کی امانت کو اپنی ولایت (سچی محبت) کیساتھ آپ کو ادا کیا تو وہ اُن لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ" (۲:۱۷۷)۔ اور وہ جب بھی عہد کرتے ہیں اپنے عہد کو پورا کرنے والے اور سختی اور تنگی میں اور جنگ کے وقت صبر کرنے والے ہیں وہی لوگ سچے ہیں

اور وہی پرہیزگار ہیں۔

اہلِ سِیَر و تواریخ نے ذکر کیا ہے کہ حَجرِ اسود جنّت سے نکلا ہے وہ اس وقت دودھ سے زیادہ سفید تھا، وہ مشرکین، کفار، منافقین، اشرار، جھوٹ بولنے والوں، بدکار، اور بہترین ہستیوں کی اطاعت سے نکل جانے والوں، اور کفر کے سرداروں اور جہنم کی طرف بلانے والوں کی نجاست پانے کی وجہ سے سیاہ بن گیا ہے، یہ خدا کے باب، اس کے حجاب اور اس کے بندوں پر اس کے حجّت (یعنی امام) کی طرف ایک اشارہ ہے کہ وہ عالم میں ظاہر و عیان اور خدا کی حکمت اور تائید کے ساتھ قائم تھے، جب مشرک اور منافق لوگ زیادہ ہوگئے اور ان کو جھٹلایا گیا اور ان کا انکار کیا گیا تو وہ ان لوگوں سے پوشیدہ ہوگئے اور اپنے کام کو بھی ان سے چھپادیا تاکہ وہ لوگ ان کو نہ پہچانیں، ان کا پوشیدہ ہونا سیاہ ہوجانا ہے۔

پس انہوں نے مثال کو پہچانا تو اس کی عبادت کی اور اس کے ممثول کو نہ پہچانا تو اس کا انکار کیا اور تاویل کو نہ پہچانا اور اسکو جھٹلایا اور ظاہر کو تھاما اور اس پر اعتقاد رکھا۔ اگر ان کے عقول صاف ہوتے اور انکی آنکھیں روشن ہوتیں اور ان کے افہام تیز ہوتے تو جان لیتے کہ اسے ان کیلئے ایک مثال بنایا گیا ہے جو اپنے ممثول پر دلالت کرتا ہے اور وہ ممثول کو اُس کے مثل سے پہچان لیتے، کیونکہ وہ جلّ اسمہٗ فرماتا ہے: "وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ" (۳۹:۲۷)۔ اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں کیلئے ہر قسم کی مثالیں بیان فرمائی ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ پس جان لو کہ خدا نے ممثول کو پوشیدہ اور حجاب میں رکھا ہے اور اپنے بندوں کے اختیار و امتحان کیلئے اس کے مثل کو اس کی طرف ایک راستہ بنایا ہے، اسلئے کہ اس نے انہیں مختار بنایا ہے اور ان میں اطاعت و نافرمانی کی استطاعت کو پیدا کیا ہے، اپنے اولیا اور اماموں کو اپنی اطاعت اور عبادت کا راستہ

بنایا ہے اور لوگوں کو گمراہی سے الگ کر کے ہدایت کے راستے کی شناخت کرادی ہے۔ اطاعت کی صورت میں ثواب کا وعدہ کیا ہے اور نافرمانی کی صورت میں عذاب واجب کیا ہے۔ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے: "فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ" (۴۱:۳۹)۔ جس نے ہدایت پائی تو اپنے لئے اور جو گمراہ ہو گیا تو اپنے لئے اور تم ان لوگوں پر وکیل نہیں ہو۔ یہ خطاب جاہلوں، مشرکوں، کافروں اور منافقوں میں سے ہر مخالف پر واقع ہوتا ہے۔ جب خدا نے حضرت آدمؑ کو اپنے راز کی تعلیم دی، اپنے غیب سے آگاہ کیا، اپنی حکمت سپرد کی اور آپ کے ذریعے اپنے نور کو ظاہر کیا تو آپ کو حضرت ہابیلؑ کو (اپنا اساس) مقرر کرنے کا حکم دیا، کہ آپ حضرت ہابیلؑ کو خود سے قریب کریں اور اپنے فرشتوں اور آپ کی دعوت کو قبول کرنے والوں کے لئے حضرت ہابیلؑ کی اطاعت کو واجب قرار دیں اور ان کو آپ کیلئے سجدہ کرنے کا حکم دیں اور ان سے آپ کیلئے عہد و پیمان لیں اور آپ کو خدا کا راز اور اسکی حکمت سپرد کر دیں۔

حضرت آدمؑ کے حضرت ہابیلؑ کو اپنے لئے منتخب کرنے کی خبر قابیل تک پہنچی تو اس نے حضرت ہابیلؑ سے آپ کی منزلت کی وجہ سے حسد کیا۔ ابلیس اور اس کی فوج کو حضرت آدمؑ اور آپ کی اولاد کی طرف راستہ مل گیا۔ وہ ان کے درمیان دوڑ دھوپ کرنے لگا، اس کے گروہ اور منافق لوگ قابیل کے گرد جمع ہو گئے۔ ابلیس کیلئے اپنی اس شرکت کا راستہ ہموار ہو گیا جسے وہ چاہتا تھا اور جس کے بارے میں خدا نے اس کو حکم دیا تھا کہ تُو ان کے مال اور اولاد میں شریک بن جا، تاکہ خدا پاک میں سے خبیث کو نکال کر الگ کر دے اور ان دونوں کے درمیان ولایت اور عداوت اور بغض اور محبّت کے ذریعے فرق و تمیز کرے۔ پس اس نے قابیل کو گمراہ کیا یہاں تک کہ اس نے حضرت ہابیلؑ سے بغاوت کی، آپ پر غالب آ گیا اور آپ کو نیچے دکھایا۔

اب ہم حضرت ہابیلؑ کا اپنے بھائی قابیل کے ساتھ جو قصہ ہے اس کے اسرار جہاں تک ممکن ہوسکے اپنی استطاعت کے مطابق ظاہر کریں گے۔ "وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ" (۷۶:۱۲)۔ اور ہر صاحبِ علم سے بڑھ کر ایک اور عالم ہے۔ وہ یہ کہ قابیل نے اپنے بھائی حضرت ہابیلؑ سے، خدا کے ان کو اپنے سپرد کئے ہوئے راز اور برگزیدگی کی وجہ سے حسد کیا، حضرت آدمؑ نے چاہا کہ ان دونوں کیلئے فاضل کا مقام مفضول کے مقام سے الگ کر کے دکھائے، یہ خدا کے حکم سے تھا نہ کہ اپنے ارادے سے، تاکہ آپ اسکے ذریعے ان دونوں کے درمیان سے حسد کو ختم کردیں، آپ نے دونوں کو حکم دیا کہ وہ ایک ایک قربانی پیش کریں جس کی قربانی قبول ہوئی تو وہ منزلت اور مرتبت کا مالک ہوگا اور دوسرا اس کو جان لے گا اور خدا کے حکم کی اطاعت کرے گا۔

سرگزشت لکھنے والے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت آدمؑ کو زمین پر اتارا گیا تو آپ ایک عرصے تک زمین کے گرد و نواح میں تسبیح پڑھتے ہوئے ٹھہرے رہے یہاں تک کہ آپ نے اپنی زوجہ حضرت حواؑ سے عرفات میں ملاقات کی، وہاں انہوں نے ایک دوسرے کو پہچانا۔ وہ یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ ابلیس، اس کی زوجہ حیّہ (سانپ) اور حضرت آدمؑ اور آپ کی زوجہ حضرت حواؑ جنّت سے زمین پر اترے تھے، ان کے درمیان بغض ڈال دیا گیا، جس طرح سے خدا نے فرمایا ہے کہ: "اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ" (۳۶:۲)۔ نیچے اتر جاؤ تم میں سے بعض لوگ بعض کے دشمن ہونگے۔ ان میں سے ایک خدا کا حجاب، اس کا دروازہ اور اس کی عبادت و فرمانبرداری کا چہرہ تھا جبکہ دوسرا اس کا دشمن اور ضد تھا۔ دونوں نے قیامت کے دن تک دشمنی کو قائم رکھا ہوا ہے ان میں سے ایک حق کا جھنڈا ہے اور دوسرا گمراہی کا، حضرت آدمؑ اپنی زوجہ حضرت حواؑ سے ملے یعنی آپ نے حضرت حواؑ کے ساتھ روحانیت کے طریقے پر شادی کی تھی، یہ کہ آپ نے اس کو اپنے سامنے دروازے کے طور پر نصب کیا تھا اور

حجرِ اسود کو اس کے مقابل رکھا تھا، آپ کعبہ میں داخل ہوئے اور اسمیں فرشتوں سے پوشیدہ ہوگئے، فرشتے کعبہ کے پاس آتے تھے اور ہر روز سات مرتبہ اس کے گرد طواف کرتے تھے اور ایک مرتبہ بلند آواز کے ساتھ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ پکارتے تھے یہ عمل آپ کی اولاد میں سنت بن گیا۔

روایت کی گئی ہے کہ جب آپ نے اپنی زوجہ حضرت حوّاؑ سے ملاقات کی تو دونوں کی قربت سے بیس مرتبہ لڑکے لڑکیوں کی ولادت ہوئی ایک ولادت میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی جڑواں پیدا ہوتے تھے، آپ نے لڑکے اور لڑکیوں کی آپس میں شادی کرادی۔ پہلی ولادت کے لڑکے اور لڑکی کی شادی دوسری ولادت کے لڑکے اور لڑکی سے کرادیتے تھے اور تیسری ولادت کے اولاد کی شادی چوتھی ولادت کے اولاد کے ساتھ کرادیتے تھے۔ ان کے آخر تک اسی طرح چلتا رہا، آپ پہلے پیدا شدہ لڑکے لڑکی کی شادی ان کے آپس میں کرادینے کے برعکس ان کی شادی دوسری مرتبہ پیدا ہونے والے لڑکے لڑکی سے کردیتے تھے یہ جسمانیت میں حضرت آدمؑ کی (نسل کی) پیدائش تھی اور روحانیت کی حد میں (نسل کی) پیدائش اس طرح تھی کہ آپ ہر صورت کا اس جیسی صورت کے ساتھ جوڑا بناتے تھے، پس ان دونوں سے اسی شکل و صورت کا ایک لڑکا پیدا ہوتا تھا۔

توریت میں آیا ہے کہ جب قابیل نے اپنے بھائی حضرت ہابیلؑ کو شہید کیا تو وہ اس کے معاملے میں حیران اور اپنے فعل پر ندامت کی حالت میں باقی رہا، نہیں جانتا تھا کہ کیا کرے۔ "فَبَعَثَ اللّٰہُ غُرَابًا یَّبْحَثُ فِی الْاَرْضِ لِیُرِیَہٗ کَیْفَ یُوَارِیْ سَوْءَۃَ اَخِیْہِ" (۳۱:۵)۔ تو خدا نے ایک کوّے کو بھیجا وہ زمین کو کرید رہا تھا کہ وہ اسے دکھادے کہ اِسے اپنے بھائی کی لاش کو کس طرح دفن کرنا ہے۔ اللہ سے مراد امامِ زمان ہے جیسا کہ اس بارے میں قول پہلے گزرا ہے اور کوّا زمانے کے منافقوں میں سے ایک

منافق ہے، اس نے قابیل کے لئے منافقت کا مرتبہ ظاہر کیا کیونکہ منافقت سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنی زبان سے کچھ بولے اور اسکو اپنے فعل سے ظاہر کرے جبکہ اس کے برعکس اعتقاد دل میں چھپائے رکھے، نفاق نفق سے مشتق ہے اور نفق چوہے کے بِل کو کہتے ہیں جس میں وہ پناہ لیتا ہے وہ اسکے دو دروازے رکھتا ہے جب وہ ایک دروازے سے داخل ہو جاتا ہے تو دوسرے دروازے سے باہر نکل جاتا ہے، وہ منافق قابیل کو دکھا رہا تھا کہ کس طرح حضرت ہابیلؑ کی پہلی منزلت کو چھپائے اور کس طرح وہ اپنے فعل سے اطاعت اور اقرار ظاہر کرے۔ کیونکہ دفن کرنا چھپا دینا ہے، قابیل اس عمل سے تعجب میں پڑ گیا اس نے اپنے بھائی کو اٹھایا اور ان کیساتھ وہی دفن کرنے کا عمل کیا جس طرح اس منافق کو اپنے ساتھی کو دفن کرتے دیکھا تھا۔

پس قابیل نے حضرت ہابیلؑ کو دفن کر دیا یعنی چھپا دیا اور قیامت برپا ہونے تک یہ حضرت آدمؑ کی اولاد میں سنت بن گئی، یہی ہے حضرت ہابیلؑ اور قابیل کا وہ قصہ جسے توریت نے بیان کیا ہے اور اس کے بارے میں سرگزشت لکھنے والوں نے بتایا ہے۔

جہاں تک تاویل کا تعلق ہے اسکے مطابق قابیل کا حضرت ہابیلؑ کو قتل کر دینا آپ کے مرتبے کا انکار، آپ کے کام کو دبا دینا، آپ کو اپنے مقام سے ہٹا دینا، آپ کے سامنے تکبر کرنا، آپ پر غالب آنا، خود کو بلند قرار دینا اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنا ہے، آپ کا زمین میں دفن کیا جانا مؤمنین کے درمیان پوشیدہ رہنا، اپنے کام کو چھپا دینا، گم نام رہنا، دعوت کرنے سے خود کو روکے رکھنا، اضداد کی قوت کی برتری کی وجہ سے داعیوں کے ہاتھ کو روک دینا اور جہاد کرنے سے مؤمنین کا کمزور ہونا ہے، کیونکہ وہ فترت اور فتنہ کے ظہور کا زمانہ تھا، اس لئے کہ زمانے میں فتنوں کا ظہور اور اضداد اور کفر کے سرداروں اور اہلِ انکار کے غلبے کے علاوہ اور کچھ ممکن نہیں، اور

جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے: "يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُونَ" (۶۱:۸)۔ اور وہ لوگ اپنی مونہوں (کے پھونکوں) سے خدا کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں لیکن خدا اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے اگرچہ کافر بُرا کیوں نہ مانیں۔

گذشتہ شیوخِ دعوت، اس پر تصرف رکھنے والوں، اور اسکے حدود اور مالکان جو کہ علوی اسباب اور حکمتوں والے مواد سے وابستہ تھے نے روایت کی ہے کہ جب حضرت آدمؑ نے اپنا اساس مقرر کیا اور ان کو خدائی راز اور اس کی حکمت سپرد کی تو آپؑ دعوت سے الگ ہوگئے اور (تائیدی) مادہ آپ سے منقطع ہوگیا اور آپ نے اپنے اساس کو یہ وصیت کرنے کے بعد دنیا سے پردہ فرمایا کہ اگر لوگ میرے بعد آپ کی اطاعت کریں، آپ کو چاہیں اور خدائی اوامر کو پسند کریں تو ان کو ظاہر میں میرے راستہ کی طرف ہدایت کرو اور باطن میں ان کو اپنے راستے پر چلاؤ اور ان پر علوم کے دروازے کھول دو اور اگر یہ آپ کی نافرمانی کریں، اطاعت نہ کریں آپ کے خلاف کام کریں، آپ کی پیروی نہ کریں اور اپنی جانوں کے حصے کو آپ سے روک دیں اور یہ ایسا ہی کریں گے تو ان کے لئے اپنا دروازہ بند کر دو اور ان پر اپنا حجاب ڈال دو اور اپنی باطنی دعوت کے راز کے لئے اپنے نقیبوں اور داعیوں کو قائم کرو اور ان کو زمین کے جزائر میں بھیج دو کہ یہ شہروں میں سیاحت کریں اور علاقوں میں چلیں، اور آپ کا ہاتھ مضبوط اور شہرت زیادہ ہو کر کام ظاہر ہونے تک، اپنے کام اور راز کو چھپاؤ۔

جب حضرت آدمؑ (دنیا سے) چلے گئے اور حضرت ہابیلؑ نے اپنے مددگاروں کو نہیں پایا تو خلقت سے پوشیدہ ہوگئے، یہ آپ کی سفیدی کے بعد سیاہی تھی جس کا ذکر پہلے گزرا، قابیل غالب آگیا اور اپنی طرف دعوت شروع کی اور آپ کو خاموش کر دیا اور آپ کی منزلت کو چھپا دیا اور دنیا کے ذریعے منافقین اور مخالفین کو (اپنی طرف) مائل کر لیا اور اپنے مرتبے سے ان کے لئے ملمّع کاری کی۔

اس سلسلے میں رسول اللہ کا ارشاد ہے: مَا مَلَكَ النَّاسَ اِمَامُ ضَلَالَةٍ اِلَّا كَانَتْ دَولَةُ اِبلِيسَ عَلیٰ آدَمَ وَمَا مَلَكَهُم اِمَامُ هُدًىٰ اِلَّا كَانَتْ دَولَةُ آدَمَ عَلیٰ اِبلِيسَ۔ ”گمراہی کا کوئی امام لوگوں پر بادشاہی نہیں کرتا ہے مگر یہ کہ ابلیس کی بادشاہی آدم پر ہوتی ہے اور ہدایت کا کوئی امام ان پر حکمرانی نہیں کرتا ہے مگر یہ کہ آدم کی بادشاہی ابلیس پر ہوتی ہے“۔حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے کسی شخص سے فرمایا: ”شاید آپ مذہبِ ہفتیہ کو یاد کرنے والوں میں سے ہیں“ اس نے عرض کیا: ”اے فرزندِ رسولِ خداؐ ! ہفتیہ کیا ہے؟“ فرمایا ” آدمؑ کے بعد آدمؑ کا نظریہ، جس طرح ماضی کے ادوار میں چھ ناطق گزرے ان میں کسی مومن کے لئے کوئی بادشاہی نہ تھی، ان کے ساتویں ناطق کے ذریعے اللہ مؤمنین کو غلبہ بخشے گا اور اس دور میں ابلیس ملعون اور اس کی کافر ومنافق فوج کو ذبح کیا جائے گا اور منافقت وملمع کاری کا خاتمہ ہوگا۔“ امامؑ کا یہ ارشاد اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ہر ناطق جو شریعت اور عزم والا ہوتا ہے وہ اپنے زمانے کا آدم ہے۔

حضرت ہابیلؑ پوشیدگی کی حالت میں رہے اور تقیہ کے غار میں داخل ہو گئے اور اپنے کام کو خدا کے دشمنوں سے چھپا دیا اور اپنے داعیوں کو خدا کی توحید کے قیام کے لئے پوشیدہ طریقے سے پھیلا دیا اور اپنے بعد حضرت شیثؑ کو جانشین مقرر کیا جو کہ هِبَةُ الله (خدائی تحفہ) تھے جنہیں خدا نے حضرتِ آدمؑ کو حضرت ہابیلؑ (کی پوشیدگی) کے بعد عنایت کیا تھا اور آپ سے آپ کے دشمنوں کے خلاف مدد کا وعدہ کیا تھا، اسی طرح سے اس نے ہمارے نبی حضرت محمدؐ سے آپ کی اولاد کے قائمؑ، جن کو وہ سارے ادیان پر غلبہ بخشے گا اگرچہ مشرکین بُرا کیوں نہ مانیں، کے ذریعے آپ کی مدد، فتح اور آپ کے حکم کو غالب کر دینے اور آپ کی شریعت اور کام کو مکمل کر دینے کا وعدہ کیا ہے۔ (ایک روایت کے مطابق) حضرت آدمؑ ہزار سال تک زندہ رہے اور

حضرت شیثؑ اپنے والد کے بعد ۹۰۰ سال تک زندہ رہے، (لیکن) توریت میں جو کچھ ذکر کیا گیا ہے اس کے مطابق حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ کے درمیان ایک ہزار چار سو بیالیس سال گزرے ہیں۔

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قصّۂ حضرت ادریس علیہ السّلام

توریت میں روایت کی گئی ہے کہ حضرت ادریسؑ صاحبِ فترت ثانی تھے۔ ان کو یہ نام اسلئے دیا گیا تھا کہ انہوں نے قابیل ملعون کے علم کو مٹایا اور ہٹایا تھا اور شیثؑ کے علم کو ظاہر کیا تھا جو کہ آدمؑ کے علم کا باطن تھا۔ آنجنابؑ پہلے نبی تھے جنہوں نے قلم سے لکھا اور اسلام ظاہر کیا، کیونکہ ان سے پہلے جو پیغمبر گزرے تھے وہ اپنی اُمتوں کو زبانی تعلیم دیتے تھے۔ نیز آنجنابؑ پہلے انسان تھے جنہوں نے کپڑوں کو سیا، ان سے پہلے لوگ (جانوروں کی) کھالوں کو پہنتے تھے، آنجنابؑ غریبُ النسب تھے۔ قرآن میں ذکر کیا گیا ہے کہ انہیں آسمان تک اٹھایا گیا تھا۔ یہ ان کے امامت کے درجے تک بلند ہونے کے معنی میں ہے۔ انہوں نے علوی حدود کو پہچان لیا تھا۔ ان سے یہ بات روایت گی گئی ہے کہ وہ امام جنہوں نے انہیں (مرتبۂ امامت) سپرد کیا تھا، اُنہوں نے اسے (تمام) اہلِ دعوت سے چھپا کر رازدارانہ طور پر (صرف) اپنے نقیبوں کی موجودگی میں ان کے حوالے کیا تھا۔ جب صاحبِ زمان نے دنیا سے پردہ فرمایا اور امرِ امامت ان کی طرف لوٹا تو انہوں نے اپنے اہلِ دعوت اور مستجیبوں سے فرمایا: کیا یہ جائز ہے کہ خدا اپنی زمین کو بغیر کسی ایسے عالم کے چھوڑ دے جس پر اُمت جمع ہوتی ہو اور وہ ان لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دیتا ہو؟ انہوں نے کہا کہ یہ جائز نہیں، فرمایا: تو پھر تمہارا حجّت کہاں ہے جس کی طرف تمہیں رجوع کرنا چاہیئے؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں اس کا علم نہیں، فرمایا: کیا یہ جائز ہے کہ خدا اپنی زمین کو خالی اور اپنے بندوں کو بے کار اور ضائع چھوڑ دے؟

انہوں نے کہا: نہیں، فرمایا: پھر تو تم پر اسکی تلاش واجب ہے۔

آنجناب ؑ نے ایک اُصطُرلاب کو بنایا تھا، اور وہ اس سے زمین کی تقسیم اور پیمائش معلوم کرتے تھے۔ آنجناب ؑ نے اس کو ان کیلئے نصب کیا اور فرمایا: میں تمہارے حجت کی طلب کو تمہارے لئے قریب اور مطلوب کو آسان کر دیتا ہوں، زمین کو چار حصوں میں تقسیم کردیں، اور جس حصّے کی طرف رہنمائی پائیں تو وہی مطلوب ہے، اسکی طرف جائیں۔ انہوں نے ایسا کیا تو اپنے مطلوب کو اپنے ساتھ پایا۔ پھر انہوں نے کہا کہ اللہ اکبر! خدا نے ہماری مشقت کو کم کر دیا۔ آنجناب ؑ نے ان سے فرمایا: اس چوتھے حصّے کو (پھر) چار حصوں میں تقسیم کردیں اور اپنے مطلوب کو جس حصّے میں پائیں اسکی طرف جائیں۔ انہوں نے ایسا کیا تو اسکو اس چوتھے حصّے میں پایا جس میں وہ تھے۔ آنجناب ؑ ان کے ساتھ ہر چوتھے حصّے کو چار حصوں میں تقسیم کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے اپنا مطلوب آنجناب ؑ کو پایا۔ انہوں نے یقین کرلیا کہ آنجناب ؑ امامِ زمان اور صاحبِ وقت ہیں، سو انہوں نے (خود کو) آنجناب ؑ کے سپرد کر دیا، ان پر ایمان لایا اور ان کی پیروی کی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اب طلب کی ضرورت نہیں ہم اپنے مطلوب کو پانے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ انہوں نے آنجناب ؑ کی اطاعت کرنے کا اقرار کرلیا، یہی ان کی بلندی و رفعت تھی جس کو کتاب اللہ نے بیان کیا ہے: ”وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا“ (۱۹: ۵۷)۔ اور ہم نے ادریس کو ایک بلند مقام پر اٹھایا۔

حضرت ادریس ؑ کا ضد اور فرعون عوج بن عناق بنتِ آدم ؑ تھا، یہ عناق حضرت آدم ؑ کی بیٹی اور حضرت ہابیل ؑ کی بہن تھی، دونوں ایک ہی بطن سے جڑواں پیدا ہوئے تھے۔ حضرت آدم ؑ نے اس کی شادی قابیل کے ساتھ کر دی تھی اور اس نے قابیل سے عوج کو جنم دیا تھا۔ قابیل حضرت ہابیل ؑ کا ضد تھا اور عناق حضرت شیث ؑ کی ضد تھی جو کہ حضرت آدم ؑ کیلئے خدائی تحفہ تھے اور عوج حضرت ادریس ؑ کا ضد تھا۔ یہی عناق جو حضرت

آدمؑ کی بیٹی تھی، کیلئے بیس انگلیاں پیدا کی گئی تھیں، ہر انگلی کی لمبائی دو بازو تھی، ہر انگلی میں دو تیز، لمبے اور ٹیڑھے ناخن تھے۔ اس کے زمین میں بیٹھنے کی جگہ ایک جریب کے برابر تھی۔ جب اس نے حضرت شیثؑ سے سرکشی اور بغاوت کی تو خدا نے اس کیلئے ہاتھی جیسے ایک شیر، اونٹ جیسے ایک گِدھ، اور گدھے جیسے ایک بھیڑیے کو پیدا کیا، انہوں نے اس کو کھالیا اور خدا نے (حضرت شیثؑ کو) اس سے آرام بخشا۔ عوج بن عناق نے اپنے باپ قابیل اور ابلیس کی سنّت کو زندہ کیا، اس لئے کہ ابلیس نے نسب میں قابیل کے ساتھ شرکت کی تھی، چنانچہ اسے اللہ عزّوجلّ نے بیان فرمایا ہے: ''وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا'' (۱۷:۶۴)۔ اور ان پر اپنے گھوڑسوار اور پیادے دوڑا، اور ان کے اموال اور اولاد میں شریک بن جا، اور ان سے وعدے کر، شیطان تو صرف جھوٹے وعدے ہی کرتا ہے۔

یہ عوج بن عناق رائے اور قیاس سے باتیں کرنے والے اور دعوتِ حق میں فساد پھیلانے والوں میں سب سے زیادہ سخت تھا، یہاں تک کہ اس نے دعوت کی کھیتی کو بگاڑ دیا یعنی علمِ تاویل کو خراب کیا اور اس کی نسل کو بگاڑ دیا، یعنی اللہ کے ولی حضرت ادریسؑ کے مستجیبوں میں بگاڑ پیدا کیا۔ عوج کی اپنی ضدیت میں ایک قوت تھی، وہ جب بھی اپنے اہلِ مملکت سے کچھ چاہتا تھا تو اپنی بانسری میں جو کہ سونے کی تھی پھونکتا تھا۔ جب وہ اس میں پھونکتا تھا تو وہ سیٹی کی آواز پیدا کرتی تھی اور لوگ اس پھونک اور سیٹی سے اس کے پاس جمع ہو جاتے تھے۔ اس نے اسی طرح لوگوں سے جھوٹ بولا اور اپنی رائے و قیاس کو نافذ کیا یہاں تک کہ اُس سے متعلق روایت میں بہت ساری چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے، جن کی تشریح طویل ہے۔

روایت کی گئی ہے کہ ایک دن وہ اپنے سیر سپاٹے کے لئے سوار ہو کر نکلا تھا

اور اپنی سرکشی میں زیادہ بڑھ گیا تھا اور اپنی حد سے تجاوز کیا تھا، وہ بہت قوی الہیکل اور خطرناک نظر آتا تھا۔ وہ آنجنابؑ پر غالب آگیا تھا اور ان کے قتل کا ارادہ کرلیا تھا، آنجنابؑ اس سے چھپ گئے تھے اور اپنے کام کو بھی چھپا لیا تھا اور [دنیا سے] پردہ کرنے کا ارادہ کرلیا تھا۔ آنجنابؑ کے بعد کارِ دعوت کو ان کے فرزند حضرت متوشالحؑ نے انجام دیا، حضرت متوشالحؑ کے بعد حضرت لامکؑ نے اور حضرت لامکؑ کے بعد حضرت اخنوخؑ نے اور حضرت اخنوخؑ کے بعد حضرت نوحؑ نے اسے انجام دیا۔

یہ نام اسباب و انساب میں مختلف ہیں مگر یہ شخصیات یکے بعد دیگرے آنے والے ناموں کے ساتھ صاحبانِ فترات ہیں، یہ کبھی غار میں داخل ہو جاتے ہیں اور ظالموں کی نظروں سے پوشیدہ ہو جاتے ہیں اور اپنی پوشیدگی کے وقت اپنے دوستداروں کے لئے معجزات دکھاتے ہیں اور اپنے دشمنوں کے پاس خود کو مردہ ظاہر کرتے ہیں۔ ظہور کے وقت قوتِ کشف کام کرتی ہے اور یہ (اس وقت) باطن کو پھیلاتے ہیں، پھر (جب) ظاہر غالب آجاتا ہے تو یہ لوگوں کو برملا طور پر اس کی طرف دعوت دیتے ہیں، ان کی طرف دوستدار خوشی سے اور دشمن نہ چاہتے ہوئے آتا ہے کیونکہ ظاہر کی دعوت جبر اور زبردستی سے تلوار کے ذریعے قائم ہوتی ہے اور باطن کی دعوت میں ان کو اختیار دیا جاتا ہے، چنانچہ خدائے عزّ وجلّ کا ارشاد ہے: "وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا" (۱۳:۱۵)۔ آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہیں وہ خوشی اور زبردستی سے اللہ کے لئے سجدہ کرتے ہیں۔ وہ اہلِ ظاہر اور اہلِ باطن ہیں، ہمارے اس وقت تک اسی طرح سے سنّت چلی آئی ہے۔

قصّۂ حضرت نوح علیہ السّلام

توریت کے کئے ہوئے بیان کے مطابق حضرت نوحؑ بڑھئی تھے۔ ان کا نام عبدُالغفار تھا، جس کا ذکر حضرت آدمؑ کے قصّے میں گزرا اور ہم نے اس کے بارے میں سیرِ حاصل بحث کی۔ آنجنابؑ کے ذریعے اپنے اسباب (ذرائع) کے مراتب کو جمع اور حدود کے منازل کو زندہ کیا گیا۔ آنجنابؑ اپنے ظہور کے وقت اپنی قوم کے لوگوں کو حضرت ہابیلؑ، حضرت شیثؑ اور حضرت ادریسؑ کی شریعت کی طرف بلاتے ہوئے ان کی طرف دعوت دیتے تھے اور ان کو حارث بن مرّہ، قابیل اور عوج بن عناق کی دعوت سے روکتے تھے۔ انہوں نے آنجنابؑ سے دشمنی کی، ان کو جھٹلایا اور سرکشی کی اور معمولی سمجھا، اس لئے کہ وہ قابیل اور عوج کو لبیک کہنے میں بہت تیز، ان کے بہت زیادہ اطاعت گزار اور ان کی پیروی کرنے میں بہت سخت تھے۔

ہم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت نوحؑ کا نام عبدُالغفار اور ان کے ضد اور فرعون کا نام راسب تھا، راسب عوج بن عناق کا بیٹا تھا۔ اس کے ساتھی اور پیروکار بہادر، طاقتور، جنگجو اور سخت تھے۔ آنجنابؑ کے زمانے میں حضرت ہابیلؑ، حضرت شیثؑ اور حضرت ادریسؑ کی جو اولاد اور پیروکار باقی رہ گئے تھے وہ انہیں حقیر کہتے تھے، ایسا ان کے کم ہونے اور ان کے اضداد کے زیادہ ہونے کی وجہ سے تھا۔ اضداد کے مقابلے میں انکی نہ کوئی قدرت تھی نہ ان کے سامنے انکی کوئی قوت، طاقت، اقتدار اور زور تھا بلکہ وہ دھتکارے ہوئے، کمزور کئے ہوئے اور مظلوم حالت میں تھے۔ اقتدار، بادشاہی،

قوت اور طاقت آنجنابؑ کے ضد اور فرعون راسب بن عوج بن عناق اور اس کے پیروکاروں کو حاصل تھی۔

جب مؤمنین پر آزمائش اور امتحان زیادہ ہوگیا تو وہ حضرت نوحؑ کے پاس درخواست کرنے آئے کہ آنجنابؑ خدا سے اس مشکل کا خاتمہ مانگیں جس میں وہ مبتلا تھے۔ ان کا جواب وہی تھا جو سِیَر (سرگزشتوں) میں آیا ہے کہ انہوں نے حکم دیا کہ وہ گٹھلی کو زمین میں بودیں یہاں تک کہ وہ پھلدار بن جائے اور وہ اس میں سے کھائیں۔ پس ان مومنین نے تین مرتبہ گٹھلی کو زمین میں بویا، ہر مرتبہ ان میں سے زیادہ تر لوگ دین سے پھر جاتے تھے، یہاں تک کہ صرف اسّی (۸۰) آدمی باقی رہ گئے۔ ان کی مشکل کشتی بنانے اور اسمیں سوار ہونے سے آسان ہوئی، باقی لوگ ڈوب کر ہلاک ہوگئے۔ حقیقت میں کھجور کی گٹھلی جس کو انہوں نے بویا اور اس نے ان کو پھل دیا اور انہوں نے اس میں سے کھایا، کی تاویل یہ ہے کہ پہلی گٹھلی (باطل دعوت سے) روکنے والے داعی پر دلیل تھی جسے ان کے درمیان برپا کیا گیا تھا، وہ ان کیلئے حکمتی علوم بیان کرتا اور ان علوم سے ان کی پرورش کرتا تھا۔ جب وہ داعی کے علم سے مضبوط اور ان کے مراتب بلند ہوگئے تو انہوں نے امام کے حجّت تک رسائی کی جو کہ دوسری (بار بوئی ہوئی) گٹھلی کے ممثول تھے۔ سو انہوں نے اس حجّت کے علم کو حاصل کیا، اور اس کے پاس جو کچھ تھا اسکی انتہا تک پہنچ گئے۔ جب انہوں نے (حجّت کی ذات سے) حیران کن امر کو دیکھا جو کہ ان کیلئے ظاہر ہوا تھا اور اس کو بڑا سمجھا تو کم ہی لوگوں نے اس پر صبر کیا، زیادہ تر لوگ پھر گئے اور اُلٹے پاؤں واپس لوٹ گئے، انہوں نے جس کو جانا تھا اسکا کفر کیا اور جس کو پہچانا تھا اس کا انکار کیا، جیسا کہ خدائے ذوالجلال نے فرمایا ہے: "فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ" (۲:۸۹)۔ جب ان کے پاس پہچانا ہوا امر آیا تو انہوں نے اس کا کفر و انکار کیا کافروں پر خدا کی لعنت ہے۔ جب وہ (باقی

مانندہ مؤمنین) حجّت کے علم سے آگاہ ہوئے اور انہوں نے حجّت کے پاس جو علم تھا اس کو حاصل کرلیا تو بلند ہوگئے اور امام کے مرتبے تک رسائی کی جو کہ تیسری (مرتبہ بوئی ہوئی) گٹھلی کے مماثل تھے، اور وہ اس کشتی میں سوار ہوگئے جس کو حضرت نوحؑ نے نجات و خلاصی کیلئے بنایا تھا۔ وہ (ان) امام کی دعوت تھی جن کو حضرت نوحؑ نے قائم اور مقرر کیا تھا اور ان کی اطاعت کو واجب قرار دیا تھا اور ان کو آنجنابؑ کی دعوت میں داخل ہونے کا حکم دیا تھا۔ یہ انکا کشتی میں سوار ہونا اور امام کے عہد میں داخل ہونا تھا جو کہ انکے پانے والے کیلئے نجات اور ان (کی جماعت) میں شامل ہونے والے کیلئے طاقت ہیں۔

زیادہ تر لوگ حضرت نوحؑ کی شریعت کے ظاہر میں ناامید، ان کے ضد کے پیروکار بن کر اور اسکی گمراہی میں غرقابی کی حالت میں باقی رہے، خدا نے انہیں اور ان کی ساری قوم کو ہلاک کر دیا۔ جب گمراہ ضد اور قوی فرعون راسب نے ہلاکت کو دیکھا اور (طوفان میں) پھنس جانے سے ڈر گیا تو حضرت نوحؑ کی کشتی سے وابستہ ہوگیا اور اس کو پکڑلیا (مگر) اسمیں داخل نہیں ہوا کیونکہ وہ اس کیلئے ممنوع قرار دی گئی تھی۔ پس وہ غرقاب ہونے سے بچ گیا اس لئے کہ وہ ان لوگوں میں سے تھا جن کو مہلت دی گئی تھی، جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے: "كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ" (۱۶:۵۹)۔ شیطان کی طرح، جب اس نے انسان سے کہا کہ کفر کر، جب اس نے کفر کیا تو کہا کہ میں تجھ سے بری ہوں، میں خدا سے ڈرتا ہوں جو جہانوں کا پروردگار ہے۔ خدائے جلَّ اِسمُہٗ پر نہ کفر لاحق ہوتا ہے، نہ ایمان، نہ اطاعت اور نہ ہی نافرمانی، وہ تو صرف ایک لفظ ہے جو اس عزّوجلَّ پر واقع ہوتا ہے اس لئے کہ حد سے تجاوز اس کے حدود میں ہوتا ہے، اسلئے اس کے ولی (امام) کے مرتبے کا انکار ہی خدا کا کفر اور اس کی نافرمانی ہے، کیونکہ اسی نے ولی

(امام) کو قائم اور حدود کو مقرر کیا ہے۔ ان حدود کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے، ان کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے، ان پر ایمان رکھنا خدا پر ایمان رکھنا ہے اور ان کا کفر کرنا خدا کا کفر کرنا ہے کیونکہ وہ اسکے امر و فرمان کے مطابق کام کرتے ہیں اور اسکی توحید کو بجا لاتے ہیں، جو ان کی معرفت تک پہنچا اور ان کے حکم کی اطاعت کی تو اس نے خدا کو اس کی توحید کی حقیقت کے مطابق ایک مانا اور خدا نے اس کو جیسی (عبادت کرنے کا) حکم دیا تھا اس کی ایسی عبادت کی۔ پس کشتی انتظار کی جانے والی آسانی کی حد (مرتبہ) تھی، اسلئے کہ وہ امامت اور حجتی کی شناخت کی طرف تاویلی دعوت تھی۔

جہاں تک اس قصّے کو توریت نے بیان کیا ہے کہ کشتی کی لمبائی تین سو بازو اور اس کی چوڑائی ساٹھ بازو تھی، اس کا اشارہ یہ تھا کہ اماموں کی دعوت تیس اماموں کے (گزر جانے) سے پہلے منقطع نہیں ہوگی۔ ان میں سے پندرہ امام اس دعوت کے ظاہر کا کام کرتے ہیں اور پندرہ اسکے باطن کی طرف (لوگوں کو) دعوت دیتے ہیں اور وہ لوگوں کو اس ہستی کی بشارت دیتے ہیں جو اس کو منسوخ کرنے کیلئے آنے والی ہے اور اس کی جگہ ایک دوسری شریعت ظاہر کرنے والی ہے، ہم نے صرف چھ اماموں پر اکتفا کیا ہے، ساتواں قائمؑ اِس شخص کیلئے شریعت کو تبدیل کرنے والا ہے۔ جس نے اس بات کو پہچانا اور سمجھا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ہمارے نبیؐ نے تیس دن کا روزہ فرض کیا ہے اور خدا نے ہماری نماز میں ہم پر سترہ رکعتیں فرض کی ہیں، سترہ رکعتیں سنت ہیں اور سترہ رکعتیں نفل ہیں۔ پس یہ (سب ملاکر) اکیاون رکعتیں ہیں۔ جہاں تک تین سو بازو کشتی کی لمبائی اور ساٹھ بازو اسکی چوڑائی کی بات ہے (اسکی تاویل) یہ ہے کہ ہر امام کے بارہ مہینوں کی مثال پر بارہ حجت ہوتے ہیں، ہر مہینے کے تیس دن ہوتے ہیں یعنی ہر حجت کے تیس داعی ہوتے ہیں جو کہ اسکے جزیرے میں کام کرتے ہیں یہ (۱۲ × ۳۰ = ۳۶۰) تین سو ساٹھ داعی ہیں۔

حضرت سامؑ اپنے باپ حضرت نوحؑ کے وصی، آپ کے اساس اور آپ کے بعد امام تھے، اور کشتی آپکی دعوت تھی۔ آپ کا ضد اور فرعون، نسب میں آپ کا بھائی حام بن نوح تھا۔ توریت میں روایت کی گئی ہے کہ حام سیاہ رنگ کا تھا، اور اس کے بھائی سام سفید رنگ کے تھے۔ حضرت سامؑ کی سفیدی وہ نورِ حق تھا جس پر آنجنابؑ قائم تھے اور جو ان کیساتھ تھا اور جس کو انہوں نے قائم کیا تھا نیز وہ برہان تھا جس سے وہ لوگوں کی عقلوں کو آباد کرتے تھے۔ اور حام کی سیاہی اسمیں پایا جانے والا وہ ظلم، جور، جبر، ضدیت اور حسد تھا جس کو اس نے ابلیس اور قابیل سے ورثے میں پایا تھا۔ نیز اپنے بھائی حضرت سامؑ کے مرتبے کا دعویٰ کرنا جو کہ حضرت نوحؑ کے بعد آپؑ کے اساس، وصی اور امام تھے۔

جب حضرت سامؑ کے دن پورے ہوگئے اور ان کا کام مکمل ہوگیا اور دنیا سے رحلت کر جانے کا وقت آگیا تو ان کے پاس جو نبوت کا ورثہ اور امامت کا مرتبہ تھا، اس کو خدا کی بھیجی ہوئی وحی کے مطابق اپنے بیٹے حضرت ارفخشدؑ کے حوالے کر دیا اور ان کو امام کے طور پر مقرر کیا۔ ان کے ضد، فرعون، شیطان، ابلیس اور ان کے مرتبے کا دعوی کرنے والے (ان کے بھائی) حام بن نوح نے انکی طرح (اپنے بیٹے) تیزور بن حام کو حضرت ارفخشدؑ کے ضد کے مرتبے میں مقرر کیا اور اسکو اپنے سامنے امامت کے مرتبے میں برپا کیا، جس طرح حضرت آدمؑ کے ابلیس نے حضرت ہابیلؑ کے بعد ان کے ابلیس قابیل کے بیٹوں کیساتھ کیا تھا۔ حام نے ابلیس کی نسل کے گمراہ شدہ لوگوں کی اولاد سے مدد طلب کی تو اس کے فرزند تیزور اور اسکے پیروکار طاقتور ہوگئے اور انہوں نے باقی رہ جانے والے مومنین کا تعاقب کرنا شروع کیا۔ پس وہ ظلم اور جور کے طوفان سے جنگلوں اور بیابانوں میں منتشر ہوگئے۔ حضرت ارفخشدؑ اور ان کی دعوت کو قبول کرنے والوں نے ان سے پہلے گزرے ہوئے اپنے آبا واجداد کی طرح پوشیدگی اختیار کی۔

انبیاء و مرسلین اور ائمۂ طاہرین کی تمام نسل جو حضرت ارفخشد بن سامؑ کی اولاد سے ہے، وہ اور ان کی دعوت قبول کرنے والے سب کے سب روحانی ہیں اس لئے لوگوں کو آج تک ان سے نسبت دی جاتی ہے۔ فرعون جیسے لوگ، شیاطین ابلیس، ملعون و جاہل، عجم اور سیاہ فام لوگ تیزور بن حام کی اولاد ہیں۔ جب مرتبہ حضرت ارفخشدؑ کو پہنچا تو اس (مرتبے) میں طاقت آگئی۔ آنجنابؑ نے خدا کے حکم کی بجا آوری کی اور عجائب و غرائب اور معجزات ظاہر کئے اور ہر منتشر کئے گئے مؤمن کو واپس لے آئے، وہ (گویا) ہر اونچی جگہ سے دوڑتے ہوئے آگئے۔ آنجنابؑ نے اپنے سامنے اپنے حجت (جانشین) کو مقرر کیا، کہا جاتا ہے کہ آنجنابؑ کے دنیا سے پردہ فرماتے اور رحلت کر جاتے وقت اہلِ ظلم و جور کی طاقت میں اضافہ ہوگیا تھا اور ابلیس کی بادشاہی نمایاں ہوگئی تھی اور (بعد میں جو) امام ہوئے تھے انہوں نے پوشیدگی اختیار کی تھی اور مؤمنین منتشر ہوگئے تھے اور باطل کے نمایاں ہونے کی وجہ سے حق کی علامات مٹ گئی تھیں، یہاں تک کہ خدا نے حضرت ہودؑ کو بھیجا۔

قصّہ حضرت ھود علیہ السلام

جب حضرت ھودؑ خدائے عزّوجلّ کے فرمان کے مطابق برپا ہوئے تو خدا کے دین کی علامات کو ظاہر کیا جو مٹ گئی تھیں اور کلمۂ حق کو اس کے معدوم ہونے کے بعد زندہ کیا اور ان مؤمنین نے آنجنابؑ کی پیروی کی جوان سے وابستہ ہوگئے تھے۔ حضرت ھودؑ صورت اور سیرت کے لحاظ سے لوگوں میں سب سے زیادہ حضرت آدمؑ کے مشابہ تھے۔ ان کے رہنے کی جگہ مکّہ کے صحرا میں تھی جو قلزم اور مکّہ کے درمیان ہے اور یہ جگہ خدا کے ممالک میں سب سے زیادہ آباد اور سب سے بڑی تھی۔ مکّہ سے قلزم تک یہ جگہ بہتی نہروں، گھنے درختوں اور بہت زیادہ وسائل کے سبب سے زیادہ جاگیروں اور ملی ہوئی آبادیوں والی تھی۔

حضرت ھودؑ حضرت نوحؑ اور ان کے وصی حضرت سامؑ کی شریعت کو زندہ کرتے ہوئے ظاہر ہوئے۔ نیز انہوں نے حضرت نوحؑ کی سنّت کو زندہ کیا اور لوگوں کو اپنے لائے ہوئے علم و حکمت کی طرف دعوت دی اور جس رسم کو فرعونوں نے ظاہر کیا تھا اسکو ختم کیا۔ نیز انہوں نے شیاطین کے لائے ہوئے علوم کو باطل کر دیا جن سے انہوں نے حضرت نوحؑ اور حضرت سامؑ کے علم اور حضرت نوحؑ کی شریعت کو باطل کر دیا تھا۔ حضرت ھودؑ کا ضد، فرعون، ابلیس اور شیطان عاد بن کنعان بن تیزور بن حام تھا۔ اسکے بعد شیطنت کے مرتبے میں اس کا بیٹا شداد برپا ہوا یہ لوگ قوت و طاقت، شیطنت اور فرعونیت کے مالک تھے۔ انہوں نے حضرت ھودؑ اور ان کیساتھ جو مؤمنین

تھے جنہوں نے آنجنابؑ کی پیروی کی تھی، پر خود کو برتر ظاہر کیا اور ان کو جھٹلایا اور اس پیغام کا انکار کیا جسے وہ ان کے پاس لائے تھے ان کی شیطنت زیادہ ہوگئی، عاد کا اصل نام خولنجان تھا۔ حضرت ہودؑ اور ان کے ساتھ جو مؤمنین تھے وہ اس عذاب کو جان کر ان سے علیحدہ ہو گئے جسے اللہ ان پر نازل کرنے والا تھا۔ خدائے تعالیٰ نے ان کو تین سال تک قحط میں مبتلا کر دیا اور ان کی طرف نازل ہونے والے (رزق) کی برکات کو روک دیا۔ پس ان کی نہریں زیرِ زمین چلی گئیں اور ان کے درخت کٹ گئے۔ پھر خدا نے مکّہ کی جانب سے ان پر عذاب کے بادل (اور آندھی) کو ظاہر کیا۔ یہ ان پر سات رات اور آٹھ دن نحوست کی حالت میں رہے، جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (۶۹:۶-۷)، یہاں تک کہ ان کا آخری شخص بھی ہلاک ہوگیا۔ تیز ہَوا نے ریت سے ان نہروں کو پاٹ دیا اور آباد زمینوں کو برباد کر دیا۔ حضرت ہودؑ نے اپنی جماعت اور ان مؤمنین کو جمع کیا جنہوں نے ان کی پیروی کی تھی اور ان کیساتھ مکّہ کا رخ کیا اور دنیا سے رحلت کرنے اور موت کے آنے کے وقت تک باقی عمر اسی میں رہے اور امرِ (اِمامت) کو اپنے فرزند حضرت فالغؑ کے سپرد کر دیا۔ حضرت فالغؑ خدا کے حکم سے برپا ہو گئے اور حضرت نوحؑ کی شریعت کی طرف دعوتِ (شروع) کی۔ ان کے سامنے شیطنت اور فرعونیت کے مرتبے میں شداد بن عاد برپا ہوگیا جو ان کا ضد، شیطان اور فرعون تھا۔ حضرت فالغؑ کا زمانہ فترت کا تھا، (اس وجہ سے) امرِ اِمامت حضرت صالحؑ کے ظہور تک تقیہ کے تحت رہا۔

قصّۂ حضرت صالح علیہ السّلام

حضرت صالحؑ حضرت نوحؑ کے دَور کے امامِ مُتمّ تھے، وہ اپنے زمانے کے ان مؤمنین کے درمیان برپا ہوگئے جو ان سے وابستہ ہوئے تھے۔ ان کے زمانے میں حضرت ابراہیمؑ پیدا ہوکر پرورش پا چکے تھے۔ انہوں نے حضرت صالحؑ سے نبوت اور امامت کا ورثہ لے لیا۔ حضرت صالحؑ اپنے کارِ (دعوت) میں قوت کے ساتھ برپا ہوئے، ان کا فرعون اور شیطان حام کی اولاد میں سے ثمود بن شداد تھا۔ اس نے ان سے سرکشی اور بغاوت کی، اسکی اکڑ اور سرکشی زیادہ ہوگئی۔ اس کا اصل نام لوذا تھا، وہ مؤمنین کو منتشر اور قتل کرنے لگا یہاں تک کہ حضرت صالحؑ پر یہ بہت گراں گزرا۔ حضرت صالحؑ کو ان نافرمانوں پر عذاب نازل ہونے کا علم ہوگیا۔ پس آنجنابؑ اور وہ مؤمنین جنہوں نے ان کی پیروی کی تھی ان (نافرمانوں) کے درمیان سے نکل گئے۔ ان پر زوردار آواز نازل ہوگئی جیساکہ خدا نے فرمایا ہے: "فَاَصۡبَحُوۡا فِیۡ دَارِهِمۡ جٰثِمِیۡنَ" (۷:۷۸)۔ پس وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل گر گئے۔ خدا نے مؤمنین کی مشکل کو دور کر دیا اور کافر دشمنوں سے ان کی آزمائش ختم ہوگئی۔

اس وقت حضرت ابراہیمؑ پیدا ہوئے تھے اور آنجنابؑ نے اپنے والد حضرت ناحورؑ کے سامنے پرورش پائی تھی۔ آذر جس کو خدا نے حضرت ابراہیمؑ کا والد کہا ہے، ان کے نانا تھے۔ انہوں نے حضرت ابراہیمؑ کی ان کے فرعون کے زمانے میں پرورش کی تھی جو کہ نمرود تھا، نمرود نجومی تھا اور اس کا نام عزازیل تھا۔ اس کو یہ لقب حضرت ابراہیمؑ

سے سرکشی، فرعونیت اور مخالفت کی وجہ سے دیا گیا تھا جس طرح حارث بن مرّہ کو ابلیس کے نام کیساتھ خاص کیا گیا تھا۔ جب حضرت صالحؑ کی رحلت کا وقت آ گیا تو انہیں اپنے مرتبے کو حضرت ابراہیمؑ کے سپرد کر دینے کا حکم دیا گیا۔ انہوں نے حضرت ابراہیمؑ کو اپنے نقیبوں اور داعیوں کی موجودگی میں حاضر کیا، پھر ان کے سامنے اسے حضرت ابراہیمؑ کے سپرد کر دیا اور انہیں بتایا کہ وہ تیسرے دور کے مالک ہیں۔

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قصّۂ حضرت ابراہیم علیہ السلام

۱

نمرود تکبّر اور جبر کرنے والوں میں پہلا شخص تھا۔ اس نے تاج پہنا، علمِ نجوم کو مٹنے کے بعد پھیلایا، لوگوں کو اس کے ذریعے خدمت گار اور اس کیلئے غلام بنایا اور اسی کے مطابق فیصلے کئے۔ اس نے ستاروں کی طلوع گاہوں کو دیکھا (اور جان لیا) کہ اس کے شہر میں ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے، جس کے ہاتھوں اس کی بادشاہی کا زوال ہوگا۔ پس اس نے اپنے نجومیوں کو جمع کیا اور ان سے پوچھا تو انہوں نے فیصلہ کُن انداز میں کہا کہ بچے کی پیدائش اسی سال ہوگی۔ بچے کا حمل ٹھہر چکا تھا اور نجومی یہ خیال کر رہے تھے کہ اس کا حمل ابھی تک پوری طرح سے نہیں ٹھہرا ہے۔ نمرود نے اپنی رعیّت کو حکم دیا کہ وہ پورے ایک سال تک خواتین سے الگ رہیں، اور اس نے خواتین کو ان کے شوہروں سے اوجھل رکھا۔

جب آزر کو اپنی بیٹی کے حاملہ ہونے کا علم ہوا تو اس نے بیٹی کو چھپا دیا اور اسکے معاملے کو پوشیدہ رکھا۔ جب اس نے بچے کو جنم دیا اور آزر نے بچے کو نمرود کے پاس لے جانا چاہا تو اسکی بیٹی یعنی حضرت ابراہیمؑ کی ماں اس کے آگے گر پڑی اور کہا کہ میں اس کو نمرود کے سامنے قتل کئے جاتے ہوئے کو دیکھنے سے بہتر سمجھتی ہوں کہ اس کو شہر سے باہر لے جاؤں اور ایک غار کے حوالے کردوں اور یہ (وہاں) ہلاک ہو جائے۔ پس اس کے باپ نے اسے اجازت دی۔ وہ انتظار کرتی رہی، یہاں تک کہ رات ہوگئی اور اس نے بچے کو ایک غار میں رکھ دیا۔ وہ رات کو آجاتی، اس کو تلاش کرتی، دودھ پلاتی

اور اس کے احوال سے آگاہ ہو جاتی۔ اس کو کوئی نہیں جانتا تھا جب وہ اس کے پاس آجاتی تو اسکو اپنی انگلی چوستا ہوا اور اس سے وافر مقدار میں دودھ نکلتا ہوا پاتی۔ وہ بچے کو ڈر اور شفقت کی وجہ سے ایک سے دوسری جگہ منتقل کرتی رہی، یہاں تک کہ وہ مضبوط اور طاقتور بن گیا۔

تاویل میں اس سے مراد یہ کہ حضرت ابراہیمؑ کی ماں جس نے ان کو غار کے سپرد کیا تھا اور ان کو لے کر ایک سے دوسری جگہ بھاگتی رہتی تھی ان کا داعی تھا۔ ان کے والد حضرت تارخؑ امام کے حجتوں میں سے ایک حجت تھے جنہوں نے ان کو مرتبہ سپرد کیا تھا۔ حضرت تارخؑ نے ان کو حاصل شدہ اسی علم سے حضرت ابراہیمؑ کی پرورش کی تھی اور انہیں دودھ پلایا تھا جو دین کے دشمنوں سے بچا کر اور چھپا کر رکھا ہوا تھا۔ حضرت تارخؑ نے ان کی تعلیم میں سعیٔ بلیغ کی، یہاں تک کہ انہوں نے حدود میں ترقی کی اور ان کا مرتبہ بلند ہو گیا اور بالغ ہونے پر انہیں (مرتبہ) سپرد کئے جانے کے قابل ہو گئے تو امامِ زمان نے اپنے پاس پائے جانے والے مرتبے کو ان کے سپرد کر دیا اور مشارٌالیہ دَورِ نوح کے مُتمّ اور آخری امام تھے اور وہ حضرت صالحؑ تھے۔

حضرت ابراہیمؑ اہلِ ظاہر سے ٹکر لیتے تھے اور ان کے پاس پائے جانے والے عقائد کو توڑ دیتے تھے، حضرت ابراہیمؑ کے ایک سگے بھائی تھے یعنی روحانی اور جسمانی دونوں حدود سے پیدا شدہ، وہ ہاران تھے۔ نمرود پہلا شخص تھا جس نے طاقت حاصل کی، بادشاہ بنا، تاج پہنا اور محافظوں اور حاجبوں کو رکھا، اسکی بادشاہی میں اس کا مشہور نام زہر بن طہمان تھا اور اپنی شیطنت میں اس کا نام عزازیل تھا، اس کا ظاہری نام نمرود بن کنعان تھا، اس پر تین نام، شیطنت اور مخالفت میں حارث بن مرہ اور عوج بن عناق کے پہلے گزرے ہوئے دونوں مرتبے پانے کی وجہ سے پڑ گئے، ان کے والدین جنہوں نے اس کے پیدا ہوتے وقت جو نام رکھے تھے وہ کنعان اور طہمان جیسے

نام تھے، اور ان دونوں سے اس نے شیطنت اور مخالفت کے مرتبے کو پایا تھا، اس کی اپنی بڑائی زیادہ ہوگئی تھی اور اس بڑائی کی کثرت نے اسے بادشاہی اور حکمرانی تک پہنچایا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ تیسرے دَور کے مالک اور تیسرے (دینی) باپ تھے اور آپؑ ہی سے نبوت اور امامت (ایک دوسرے سے) جدا ہوئیں۔ اور وہ حضرت اسماعیلؑ جو کہ ان کے وصی تھے اور حضرت اسحاقؑ میں انکی ذریت کی شاخیں بن گئیں۔ ان کے بعد حضرت محمدؐ کے ظہور تک کسی گھر میں نبوت اور امامت اکٹھی نہیں ہوئیں۔

حضرت ابراہیمؑ پہلی شخصیت تھے جس نے بیتُ اللہ کے ارکان کو بلند کیا اور اسکی دیواروں کی تعمیر کی اور اسکی طرف لوگوں کو بلایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ ہر دُور و دراز جگہ سے غبار آلود حالت میں اس کے پاس آئیں۔ نیز انہوں نے شریعت وضع کی اور اپنے چچا زاد بھائی حضرت لوطؑ کو اپنا حجّت بنایا اور ان کو انکی قوم میں اپنی شریعت کا اظہار کرنے اور حضرت نوحؑ کی شریعت جس پر وہ قائم تھے کو ساقط کر دینے کا حکم دیا۔ نیز انہیں علمِ تاویل (بیان کرنے) کے لئے مقرر کیا اور اپنی دعوت میں حضرت اسماعیلؑ کی طرف اشارہ کرنے کا حکم دیا اور خود ان عقائد کو توڑنے لگے جن پر لوگ قائم تھے اور مشکل مسائل میں ان کے ساتھ بحث و مناظرہ کرنے اور انہیں اپنی شریعت کی طرف بلانے لگے۔ حضرت ابراہیمؑ کا ان کیساتھ جو معاملہ تھا اس کا قصہ نیز ان کی باتوں کو (خدا کی) کتاب نے بیان کیا ہے۔

جب انہوں نے دیکھا کہ حضرت ابراہیمؑ کی ذات سے وہ کرامت ظاہر ہوگئی ہے جس نے ان کو حیران کر دیا ہے اور حضرت ابراہیمؑ نے ان کے سردار کیساتھ دلائل سے مناظرہ کیا ہے اور اس کا اعتقاد توڑ دیا ہے، یہاں تک کہ اسکو اپنی طرف پھیر دیا ہے اور اس نے حضرت ابراہیمؑ کی پیروی کی ہے، نیز اس کے پاس جو عقیدہ تھا اس کو ضائع کیا ہے اور اس نے (مزید) بحث اور حجت بازی سے اعراض کیا ہے تو

انہوں نے کہا اے ابراہیم! "مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ" (۵۹:۲۱) ہمارے معبودوں کے ساتھ کس نے ایسا کیا ہے؟ (اس میں) ہمارا مقصد ولی کے ساتھ ان کے ضد کا برپا کیا جانا اور اس کی شناخت ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کے ضد میں ضدیت اور شیطنت کی وہ تمام خصلتیں جمع ہوگئی تھیں جو حضرت آدمؑ کے ضد ابلیس، حضرت شیثؑ کے ضد عناق، حضرت ادریسؑ کے ضد عوج، حضرت نوحؑ کے ضد راسب اور حضرت سامؑ کے ضد حام میں تھیں، یہ خصلتیں اس میں مکمل ہوگئی تھیں اور یہ ان کی اولاد میں الگ الگ ہوگئی تھیں جو اس کے بعد اسکی پشت میں سے اور ان کے علاوہ (عام لوگوں میں سے) ضدیت کے ساتھ برپا ہوگئے تھے، جس طرح حضرت ابراہیمؑ میں نبوت، امامت اور پدری مکمل ہوگئی تھی، ان کے بعد ان کی اولاد میں یہ (مرتبے) الگ الگ ہوگئے، حضرت ابراہیمؑ کی اولاد کے مخالفین بشریت کے لحاظ سے نیز حکمت کے نسبوں کے جدا جدا ہونے کی وجہ سے خود ان میں سے تھے۔

حضرت اسماعیلؑ کا ضد، شیطان اور فرعون حضرت ابراہیمؑ کی پشت سے تھا، حضرت اسماعیلؑ کا ایک فرزند حضرت قیدارؑ پیدا ہوا وہ اپنے باپ کے بعد مرتبے کا مالک تھا۔ حضرت مضاض بنت عمرو الجرھمی سے حضرت اسماعیلؑ کے بارہ بیٹے پیدا ہوئے۔ حضرت قیدارؑ نے اپنے باپ کے بعد بیتُ اللہ کو آباد کیا۔

حضرت ابراہیمؑ نے ۹۹ سال کی عمر میں یہ بتانے کیلئے ختنہ کرایا کہ ان کو ۹۹ حدود کے مکمل ہونے پر تاویل ظاہر کرنے کا حکم ملا ہے، جیسا کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا ہے: "اِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ اسْمًا مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔" یقیناً اللہ کے ۹۹ نام ہیں جو ان کو شمار کرے گا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ جب بھی اس کو لفظ کے ظاہر کے لحاظ سے لیا جائے تو درست نظر نہیں آتا، کیونکہ لوگوں میں ہم بہت سے جاہل اور عام اشخاص اور ان کے علاوہ گزری ہوئی اُمتوں کے لوگوں میں سے بہت سوں کو

دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے پاس موجود تعلیمات کو تھامے رہنے، ان پر اعتماد کرنے اور ہمارے نبی حضرت محمدؐ کی پیروی سے پیچھے رہ جانے اور آنجنابؐ کے منکر ہونے کے باوجود ان ناموں کو شمار کر کے حفظ کر لیتے ہیں۔ خدا اس سے زیادہ قدر اور عزت والا ہے کہ وہ اس شخص کیلئے اپنی جنت کو حلال قرار دے جس کیلئے اسکے کفر اور شرک کی وجہ سے حرام قرار دیا ہو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد پہلے گزرا ہے کہ: "اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ" (۴:۴۸،۱۱۶)۔ خدا اپنے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہرانے کو معاف نہیں کرتا۔ تو وہ ان لوگوں کو ان ناموں کی تعداد کو شمار کرنے سے کیسے معاف کرتا ہے؟ اگر اس بات کی کوئی تاویل نہ ہو جو اس کو سہارا دے اور معنی نہ ہو جو اسکی طرف پھیر دیا جائے، تو یہ بات محال نظر آتی ہے، کیونکہ رسولِ خداؐ صرف وہی بات کرتے ہیں، جس کے کرنے کیلئے خدا نے انہیں حکم دیا ہو اور اس سے آگاہ کیا ہو۔ خدا تو صرف حق بات ہی کرتا ہے۔ ہم اس کا کافی وشافی بیان اسکی جگہ پر کریں گے۔

حضرت ابراہیمؑ اپنے ابتدائی زمانے میں ان کو مواد پہنچنے یا کہ (مرتبہ) سپرد کئے جانے یا کہ نبی بنائے جانے سے قبل حضرت نوحؑ کی شریعت میں پوشیدہ تھے یہاں تک کہ ان کے ۹۹ داعی ہو گئے۔ ان میں سے تیس داعیانِ بلاغ تھے۔ پس حضرت ابراہیمؑ نے ختنہ کرایا یعنی اپنے کام کو ظاہر کیا اور اپنے راز کو آشکار کیا اور حضرت نوحؑ کی شریعت سے منقطع ہو گئے۔ اپنے لئے ایک (نئی) شریعت بنائی اور اسکے ذریعے حضرت نوحؑ کی شریعت کو منسوخ کر دیا۔ ان کی شریعت حضرت نوحؑ کی شریعت کا باطن تھی، جس طرح عضوِ تناسل کا اگلا حصہ (ختنہ سے پہلے) غلاف میں ہوتا ہے اور جب غلاف کو کاٹ دیا جاتا ہے تو ظاہر ہو جاتا ہے اور باہر آجاتا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کا حضرت اسماعیلؑ کا ختنہ کرنے (کی تاویل یہ ہے) کہ جب حضرت ابراہیمؑ کے ۱۰۰ حدود پورے ہو گئے تو ان کے لئے حضرت اسماعیلؑ کو مقرر کیا

اور ان کو اپنے آگے اساسیت کے مرتبے میں برپا کیا، اور اپنے ۹۹ حدود جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے، کو حضرت اسماعیلؑ کی دعوت قائم کرنے کا حکم دیا اور ان کے کام کو پوشیدگی کے بعد ظاہر کیا۔ ان کے بھائی حضرت اسحاقؑ نے ان کے مرتبے کی وجہ سے ان سے حسد کیا، ان کے بھائی کا خیال تھا کہ وہ (اس) مرتبے کے مالک ہیں اور ان کیلئے حضرت ابراہیمؑ کی چاہت اور انہیں اپنی طرف سے مقرر کرنے کا ارادہ پہلے طے ہوچکا تھا، یہاں تک کہ (قربانی کا) معاملہ ان پر آپڑا، جیسا کہ اس جلَّ اسمُہٗ نے اپنے رسول پر نازل کردہ پیغام میں اپنے قول سے اسکو بیان کیا ہے: "قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۭ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ" (۱۰۲:۳۷)۔ ابراہیم نے کہا اے میرے عزیز بیٹے! میں تجھے خواب میں ذبح کرتا دیکھتا ہوں پس تم دیکھو تم کیا سمجھتے ہو، کہا کہ اے میرے عزیز باپ! جسکا حکم آپ کو ملا ہے اسکو بجالاؤ، اِن شاءاللہ مجھے صابرین میں سے پاؤ گے۔ ان کو ذبح کرنے سے مراد ان کو مقرر اور برپا کرنا تھا اور جہاں تک خدائے تعالیٰ کے اس قول کا تعلق ہے۔ "وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ" (۱۰۷:۳۷)۔ اور ہم نے ایک بہت بڑی قربانی کو اس کا فدیہ لیا۔ اس سے خدا کی مراد حضرت ابراہیمؑ کا حجتی میں اپنی جگہ اپنے لاحقوں میں سے ایک لاحق کو مقرر کرنا تھا۔ عام لوگ اور علمائے ظاہر یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ایک مینڈھا تھا جس کو حضرت ابراہیمؑ کے لئے جنت سے بھیجا گیا تھا تاکہ وہ اس کو حضرت اسماعیلؑ کے فدیے کے طور پر ذبح کردیں۔ میری عمر کی قسم! وہ لفظ کے ظاہر میں کچھ معنی تک پہنچے لیکن وہ اس کی شناخت سے اندھے اور جاہل رہے اور اس میں خدا نے جس کو مراد لیا تھا، اس کو نہ جانا۔ رسول اللہؐ نے قربانی کے دنبے کا وصف بیان کرتے وقت اسکا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ: "يَجِبُ اَنْ يَكُوْنَ يَنْظُرُ فِيْ سَوَادٍ وَيَأْكُلُ فِيْ سَوَادٍ وَيَمْشِيْ فِيْ سَوَادٍ وَ يَبْعَرُ فِيْ سَوَادٍ"۔ واجب ہے کہ وہ تاریکی میں دیکھتا ہو، تاریکی میں

کھاتا ہو، تاریکی میں چلتا ہو اور تاریکی میں مینگنیاں خارج کرتا ہو۔ دنبہ امامِ متم کی دلیل ہے اور تاریکی علمِ تاویل ہے وہ ایک پوشیدہ علم ہے اسے پایا نہیں جاتا مگر عہد و پیمان کے ذریعے سے، وہ اس کے صاحبان اور مالکان کے سوا تمام نگاہوں سے پوشیدہ ہے۔

حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ سے روایت کی جاتی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''کُلُّ اَحَدٍ یَظْلِمُنِیْ حَتّٰی اَخِیْ عَقِیْلٌ فَاِنَّہٗ کَانَ اِذَا رَمَدَتْ عَیْنَاہُ وَاَرَادَ اَنْ یَذُرُّوْھُمَا لَہٗ یَقُوْلُ مَا اُخَلِّیْکُمْ تَذُرُّوْا عَیْنَیَّ حَتّٰی تَذُرُّوْا عَیْنَیْ عَلِیٍّ قَبْلِیْ ظُلْمًا مِّنْہُ لِیْ وَحَسَدًا''۔ ہر ایک مجھ پر ظلم کرتا ہے، یہاں تک کہ میرا بھائی عقیل بھی، جب اس کی آنکھیں آشوب میں مبتلا ہو جاتی ہیں اور وہ انکی صفائی کرانا چاہتا ہے تو مجھ پر ظلم اور مجھ سے حسد کرتے ہوئے (لوگوں سے) کہتا ہے کہ میں اوقت تک آپ کو اپنی آنکھیں صاف کرنے نہیں دونگا جب تک کہ مجھ سے پہلے آپ علی کی آنکھیں صاف نہ کردیں۔ یہ (رویہ) حضرت اسماعیلؑ کے بھائی کے حسد کی مانند تھا جو وہ اپنے بھائی سے ان کی اساسیت کے مرتبے پر کرتا تھا۔ روایت کی گئی ہے کہ حسد تمام مقامات میں قابلِ مذمت ہے مگر علم میں۔ اس میں ترتیب اس بات پر دلیل ہے کہ علم کے درجات اور مراتب میں حسد قابلِ تعریف ہے اور ان کے علاوہ مقامات میں یہ قابلِ مذمت اور بُری ہے۔ پس حضرت اسماعیلؑ کا ختنہ اساسیت میں ان کے مرتبے سے حجاب ہٹانا اور امامت میں ان کی حد کو ظاہر کرنا تھا کیونکہ وہ ایک مرتبہ ہے جس کو پایا نہیں جاتا مگر اختصاص کے ذریعے، اور ایک منزلت ہے جس تک پہنچا نہیں جاتا مگر برگزیدگی کے ذریعے۔ حضرت ابراہیمؑ نے بقول خود اپنے پروردگار سے امامت کو ادھر موڑنے کی درخواست کی تھی جہاں ان کا ارادہ تھا: ''وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ'' (۲:۱۲۴)۔ کیا یہ مرتبۂ امامت میری اولاد کو بھی ملے گا؟ خدا نے ان کی مانگی ہوئی حاجت کو پورا نہیں کیا بلکہ اپنے ارشاد میں ان کو جواب دیا:

"لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ" (۲:۱۲۴)۔ میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔ خدا نے ان کو بتا دیا کہ ان کی اولاد میں ظالم اور مرتبۂ امامت سے منع کردہ ہستیاں بھی ہوں گی، اور حضرت اسماعیلؑ کے متعلق اور جس وصایت اور امامت کے ساتھ ان کو منتخب کیا تھا، اس کے بارے میں فرمایا: "وَ جَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ" (۴۳:۲۸)۔ خدا نے امامت کو ابراہیم کی پشت میں باقی رہنے والا کلمہ قرار دیا۔ پس جس کی عقل اور دل ہے تو دیکھ لے، جس کی آنکھ، سمجھ اور تفکر ہے تو جان لے کہ ہر دَور اور زمانے میں اساس اور اماموں کو مقرر کرنا خدا کے امر سے ہے، نہ کہ نصب کرنے والے اور (مرتبے کو) سپرد کردینے والے کے اختیار سے۔ اللہ عزّوجلّ کا قول اس کی تائید کرتا ہے: "اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ" (۶:۱۲۴)۔ خدا خوب جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں مقرر کرنا ہے۔ حضرت امام جعفر الصادقؑ سے روایت کی گئی ہے کہ جب ان سے ان کے بعد ہونے والے امام کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کون ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: "يَتَوَهَّمُوْنَ اَنَّ ذٰلِكَ اِلَيْنَا الْاِخْتِيَارَ فِيْهِ وَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا بِاِخْتِيَارِ اللّٰهِ وَاصْطِفَائِهٖ"۔ لوگوں کا خیال ہے کہ اسمیں ہمارا اختیار ہے، خدا کی قسم! وہ صرف خدا کے اختیار اور برگزیدگی سے ہوتا ہے۔

جب خدائے جلّ اسمہ نے اپنے دوست حضرت ابراہیمؑ کا اپنے فرزند حضرت اسحاقؑ کی طرف مائل ہونے اور ان سے محبت کرنے کو جان لیا نیز درجۂ عقل کے جلیل علوم میں ان کے سابق ہونے کی وجہ سے ان کو اپنے شریعت کے ظاہر اور اسکی خدمت کیلئے مقرر کرنے اور درجۂ امامت اور ائمہ جو کہ صاحبانِ مراتب اور تائید ہیں، پر حجاب کے طور پر مقرر کرنے کا حکم دیا تو حضرت ابراہیمؑ نے خدا کے حکم سے انہیں مقرر کیا اور اپنے فرزند حضرت اسماعیلؑ کو وصیت کی کہ وہ اپنے فرزند حضرت قیدارؑ کو تابوتِ سکینہ کو اپنے چچا حضرت اسحاقؑ کے بیٹے حضرت یعقوبؑ کے سپرد کردینے کا حکم دیں اور یہ خدا کے علمِ سابق اور ایک سبب کے مطابق تھا، جس کی ہم اپنی بساط کے مطابق تشریح

کریں گے اور اس کو کافی شافی طریقے سے بیان کریں گے۔

یہ بات ابھی گزری کہ حضرت ابراہیمؑ کا میلان حضرت اسحاقؑ کی طرف تھا، جبکہ خدا کی برگزیدگی حضرت اسماعیلؑ کے لئے تھی، پس حضرت اسماعیلؑ پر واجب نہ ہوا کہ وہ اپنے پاس پائے جانے والے اپنے باپ کی شریعت کے ظاہر کو حضرت اسحاقؑ کے سپرد کردیں، اس لئے کہ کہیں ان پر یہ بات نہ آئے کہ انہوں نے (مرتبے کو) سپرد کر دیا پھر ان کی دعوت باطل ہو جائے اور امر (امامت) ان سے واپس لوٹ جائے، اور نہ ان کیلئے اپنے بیٹے حضرت قیدارؑ کو اپنے دادا حضرت ابراہیمؑ کی شریعت کا ظاہر اپنے چچا حضرت اسحٰقؑ کو سپرد کر دینے کا حکم دینا واجب ہوا۔ اس لئے کہ ایسا کرنا ان کیلئے ممکن نہیں تھا نہ وہ ایسا کرنے کی پوزیشن میں تھے کیونکہ اس وقت واجب کردہ حکم، قطعی فیصلے اور پوشیدگی کے واجب کئے جانے کے سبب سے اماموں کے پوشیدہ ہو جانے اور امامت کی حد کے پوشیدہ رکھنے کی وجہ سے یہ ممکن نہ تھا اور نہ لوگوں کو بے کار چھوڑ دینا ممکن تھا، اور نہ کوئی وقت، خدا کے حق کو قائم رکھنے والے اور لوگوں کو اسکی طرف بلانے والے اور اس کے ذریعے ان کو بندہ بنانے والے کے بغیر باقی رہتا ہے۔ پس حضرت اسماعیلؑ نے حضرت ابراہیمؑ کی شریعت کے ظاہر کے ذریعے لوگوں کو بندگی سے وابستہ کیا، اور ان کو پوشیدہ کئے ہوئے باطن کی طرف اشارہ کیا اور بتایا کہ اس کا ایک حجاب ہے اور اس پر پابندی ہے۔ اس سے آنجناب کی مراد لیا ہوا عہد اور تاکیدی عہد و پیمان تھا۔ پس حضرت اسمٰعیلؑ نے شریعت کے ظاہر کو پھیلایا اور اس کو نمایاں کیا اور اس کے باطن کی طرف کنایہ کیا اور اس کو چھپا دیا مگر عہد و پیمان کے ذریعے اس تک رسائی ممکن بنادی۔ پس حضرت اسماعیل بن ابراہیم خلیلؑ کی وصیت اپنے بیٹے حضرت قیدارؑ جو کہ اپنی اولاد میں سب سے بڑے، ان کے مرتبے کے مالک، ان کے بعد ان کے جانشین اور وہ امام اور وصی تھے جو ناطق اور وصی سے ظاہر ہوئے تھے،

کے لئے یہ تھی کہ وہ اپنے چچا کے بیٹے حضرت یعقوبؑ کو تابوت سکینہ سپرد کردیں، جسمیں حضرت آدمؑ کا جسد تھا اور وہ حضرت نوحؑ کے ساتھ ان کی کشتی میں تھا اس وجہ سے حضرت اسماعیلؑ پر آزمائش واقع ہوئی اور وہ آزمائش مفاتحہ کے کٹ جانے کی طرح تھی۔ اِسلئے کہ ان کے ۱۰۰ داعی پورے نہیں ہوئے تھے۔ یہ اِسلئے کہ جب حضرت ابراہیم خلیلؑ نے حضرت اسماعیلؑ کو وصایت، اساسیت اور امامت کے پسندیدہ مقام و مرتبے میں مقرر کیا تو ان کو اپنے آپ اور اپنی حدّ (مرتبے) کو چھپانے اور اپنے لاحق کو امامت کے مقام میں مقرر کرنے کا حکم دیا تاکہ وہ ناطق کی لائی ہوئی ربانی وحی کی تنزیل کے ظاہر کو لوگوں کے لئے بیان کردیں، سو حضرت یعقوبؑ، حضرت قیدارؑ کی طرف سے دین اور شریعت کو قائم کرنے کے مرتبے میں برپا تھے۔ حضرت یعقوبؑ کا ضد اور فرعون ان کا بھائی عیص تھا، حضرت یعقوبؑ لاحق تھے اور عیص منافق تھا، وہ حضرت یعقوبؑ سے پہلے پیدا ہونے کی وجہ سے خود کو مرتبہ حاصل کرنے اور اس تک پہنچنے کا اہل سمجھتا تھا۔ پھر جب حضرت قیدارؑ نے اس کو محروم کیا اور حضرت یعقوبؑ کو نوازا، تو اس نے مرتبے پر حضرت یعقوبؑ سے حسد کیا اور آپ کے ساتھ سخت رویہ اختیار کیا۔

توریت نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ کا ختنہ کیا یعنی ان کو شریعت کے ظاہر کو قائم رکھنے سے منقطع ہونے کے لئے حکم فرمایا، کیونکہ وہ باطنی تاویل کیلئے مخصوص تھے۔ جس طرح ظاہری ختنہ (میں) عضوِ تناسل کے اگلے حصّے کے اوپر کی کھال کو کاٹ دینا ہوتا ہے اور جس کے بعد یہ حصّہ اپنے غلاف سے ظاہر ہو جاتا ہے اسی طرح حضرت اسماعیلؑ پر ظاہر سے کٹ جانا اور باطن کو برپا کرنا واجب ہو گیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ کیساتھ مؤمنین اور اپنے تمام غلاموں اور پیروکاروں کی اولاد کا بھی ختنہ کیا۔ وہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی شریعت والوں کیلئے اپنے اساس حضرت اسماعیلؑ کے کام کو ظاہر کیا، اسلئے کہ وہ انکے بعد وصی تھے۔ جہاں تک حضرت

ابراہیمؑ کے حضرت اسحاقؑ کے ختنہ کرنے کی بات ہے وہ یہ ہے کہ آنجناب نے ان سے انکے بھائی حضرت اسماعیلؑ کی اطاعت کرنے اور ان کی امامت کیلئے اقرار کرنے کا عہد لیا۔اسی طرح سے حضرت ابراہیمؑ نے حضرت لوطؑ کو حجتی کے مقام پر مقرر کرنے میں اس طرح کا عہد لیا۔انہوں نے حضرت لوطؑ کو رازدارانہ طور پر حکم دیا کہ وہ اپنے جزیرے اور علاقے میں نگرانی اور خوف کے باوجود پوشیدہ طریقے سے حضرت اسماعیلؑ کی دعوت قائم کریں اور حضرت ابراہیمؑ نے انہیں حضرت اسماعیلؑ تک آگے بڑھایا، پس حضرت اسماعیلؑ نے ان سے پوشیدہ طریقے سے اپنے لئے عہد لیا۔نیز ان سے اس بات کا بھی عہد لیا کہ وہ کسی کو آزمائے اور پختہ عہد لئے بغیر اس کیلئے اپنا کام ظاہر نہ کردیں۔سو حضرت لوطؑ،حضرت اسماعیلؑ کے لاحقوں میں سے ایک لاحق تھے،اور حضرت اسماعیلؑ کی موجودگی میں لوگوں کو انکی طرف دعوت دیتے تھے۔پس انہوں نے اسی طرح حضرت لوطؑ کو بھی وصیت کی اور ان کو اپنے اہل وعیال پر اپنا وصی مقرر کیا،اور ان کو اپنی مرتبت سے محروم نہیں کیا اسلئے کہ وہ ان کیلئے ان کے فرعون اور ضد کے زمانے میں دودھ پلانے والی ماں کے مرتبے میں تھے۔ چونکہ زمانہ دو حالات کی وجہ سے حضرت اسماعیلؑ کی اولاد کے اماموں کی حد کو ظاہر کرنے کا نہیں تھا،ان میں سے ایک حالت فرعونوں اور اضداد کا غلبہ اور اماموں کے پوشیدہ ہوجانے کی تھی،اور (دوسری حالت) امر کو گزرے ہوئے طریقے کے مطابق جاری کرنے،اماموں کے پوشیدہ ہوجانے،تین فترات کے مالکوں کے ظاہر ہوجانے اور لاحقوں کے اماموں کے مرتبے میں برپا ہوجانے کی تھی تاکہ خدا کا کلمہ پورا ہو اور اسکا نور بلند ہو، جیسا کہ فرمایا ہے:"يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ" (۶۱:۸)۔ وہ اپنے مونہوں کی پھونکوں سے خدا کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اور خدا اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے اگرچہ کافر بُرا ہی کیوں نہ مانیں۔

حضرت ابراہیمؑ کی ذرّیت کے متعلق خدا کا ارشاد اس بات کی دلیل ہے کہ ان کی پشت سے حضرت اسماعیلؑ اور انکی اولاد میں امامت جاری رہنے والی ہے، جیساکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھِمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ'' (۲:۱۲۷)۔ اور جب ابراہیم اور اسماعیل بیتُ اللہ کی بنیادیں بلند کر رہے تھے۔ اس آیت میں امامت ان کے بھائی حضرت اسحاقؑ کو چھوڑ کر حضرت اسماعیلؑ میں ہونے کا بیان ہے، نیز تبارک و تعالیٰ کا قول: ''وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ'' (۴۳:۲۸)۔ اور خدا نے امامت کو ابراہیم کی پشت میں باقی رہنے والا کلمہ قرار دیا۔ خدا نے اس سے امامت مراد لیا کہ وہ حضرت اسماعیلؑ کی اولاد اور ان کی پشت میں ہے۔ [یاد رہے] کہ اماموں کے اضداد اور فرعونوں سے انکی کوئی پشت خالی نہیں رہتی، جیسا کہ قصّۂ آدم میں ہمارا کیا ہوا ذکر گزرا کہ وہ خبیث اور پاکیزہ گارے سے پیدا کردہ تھے پس جو کچھ شر، حسد، کینہ، کفر، شرک، منافقت، دین سے نکل جانا، بدعہدی، فرعونیت، مخالفت، شیطنت اور ان کے علاوہ کوئی خصلت جس کی نسبت ان خصلتوں سے ہو وہ زمینِ بالا کے اس خبیث مٹی سے ہے جو پاکیزہ مٹی کے ساتھ ملائی ہوئی ہوتی ہے، اور جو کچھ سچائی، وفا، امانت، نیکیوں کے کام، نمازیں قائم کرنا، زکواۃ دینا، اطاعت، رضا، اور محبت کرنا اور اس جیسی اخلاقی خوبیاں زمینِ بالا کے اس پاکیزہ مٹی سے ہیں جو کہ تخلیق میں خبیث مٹی کے ساتھ ملائی ہوئی ہوتی ہے، اس لئے ضد ولی سے ہی برپا ہوگیا تاکہ خدا خبیث کو طیب سے الگ کر دے۔ پس باقی رہنے والا کلمہ جو کہ امامت تھی وہ حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں تھا اور برکت اور تسکین جو کہ ظاہری شریعت تھی وہ حضرت یعقوب بن اسحاقؑ کی اولاد میں تھی۔ دوسری حالت یہ کہ ادوار کے پورے ہونے تک شریعتوں کے ظاہر کرنے کے سبب سے برکت حضرت اسحاقؑ کی اولاد کو پہنچتی رہے، اسلئے حضرت اسحاقؑ کی اولاد حضرت اسماعیلؑ کی اولاد کیلئے لواحق اور ابواب بن گئے۔

مؤرخین نے تاریخ اور سرگزشتوں میں ذکر کیا ہے کہ خدائے عزوجل نہ کسی نبی کی توبہ، نہ کسی ولی کی برگزیدگی اور نہ کسی وصی کی تقرری اور نہ کسی عمل بجالانے والے سے اطاعت کا عمل قبول فرماتا ہے، اگرچہ وہ تمام دنیا سے کٹ کر عبادت اور کوشش کیوں نہ کرے مگر علی بن ابی طالب صلوات اللہ علیہ کی ولایت کے سبب سے۔ پس (ان میں سے) جو کوئی علی کی ولایت کے بغیر آتا ہے تو خدا اس کی نبوت، وصایت اور ولایت کو ساقط کر دیتا ہے اور اس کا عمل ضائع ہو جاتا ہے اور اس کے عمل کو پاکیزگی نہیں بخشتا، حضرت علیؑ، حضرت اسماعیل بن ابراہیمؑ کی ذریت سے ہیں نہ کہ حضرت اسحاقؑ کی اولاد سے۔ اس فضیلت سے بڑھ کر اور کون سی فضیلت ہے جس میں ان کے ساتھ کوئی اور شریک نہیں بلکہ حضرت علیؑ اکیلے اس کیلئے خاص کئے گئے ہیں۔ جس طرح اللہ اکیلا، یکتا اور بے نیاز ہے، اس کی خدائی میں کوئی شریک نہیں نہ تو اس کی بیوی ہے نہ بیٹا، اس طرح حضرت علیؑ اپنی فضیلت میں اکیلے، یکتا اور بے نیاز ہیں، اسمیں ان کا کوئی شریک نہیں اور نہ ان کا کوئی ہمسر ہے، بلکہ صرف وہ امام جو انکی اولاد سے ہیں، ان کے [اس] مقام اور فضیلت کو وراثت میں پاتے ہیں۔ جب ان میں سے ایک امام انکی جگہ برپا ہوتا ہے تو وہ اپنے زمانے کا یگانہ و یکتا ہوتا ہے، ان کا کوئی شریک نہیں ہوتا، وہ فرد اور بے نیاز ہوتا ہے اور ان کا کوئی ہمسر نہیں ہوتا۔

جیسے ہی یہ قول ختم ہوا، ہم دوسری حالت اور مرتبہِ لاحق کے ذکر کی طرف لوٹتے ہیں، جس پر حضرت اسحاقؑ کی اولاد میں نبوت اور رسالت قائم ہوئی تھی اور ہم نے حضرت یعقوبؑ کے کام اور تابوتِ سکینہ کو تحویل میں لینے کا ذکر کیا ہے جو کہ شریعت کا ظاہر تھا اس لئے کہ تابوت اپنے اندر پائی جانے والی چیز کا احاطہ، اسکی حفاظت اور اس کو چھپائے رکھتا ہے، جس طرح حضرت موسیٰؑ کے قصّے میں ان کی ماں کو حکم ملا تھا کہ تم موسیٰ کو تابوت میں رکھ دو اور ''فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ'' (۲۸:۷)۔ جب تم

اسکے معاملے میں ڈر جاؤ تو اسے دریا میں ڈال دو۔ یعنی اس کو تاویلی علم ودیعت کردو اور اگر تو وقت سے قبل علمِ تاویل کے ظاہر ہونے سے ڈر جاؤ کہ جسمیں اسکی ہلاکت ہوگی تو اسکو ظاہری علم کے حوالے کردو، یعنی ان کو اس ظاہر سے متعلق کلام کرنے کی اجازت دو جو جانا پہچانا ہے اور وہ اس کے ذریعے اس کو ودیعت کردہ علمِ تاویل چھپائے رکھے گا۔ پس حضرت یعقوبؑ، حضرت ابراہیمؑ کے ظاہر کیساتھ برپا ہوئے۔ توریت اور سرگزشتوں میں یہ بات مشہور ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسحاقؑ اور ان کے بعد ہونے والی اولاد سے حضرت اسماعیلؑ اور ان کے بعد قائم کے برپا ہونے تک آنے والی اولاد کیلئے باطنی دعوت قائم کرنے کا خدائی عہد لیا تھا۔ اسی طرح حضرت اسماعیلؑ سے اس بات پر خدا کا عہد و پیمان لیا گیا تھا کہ وہ اپنی شریعت کا ظاہر اور ظاہری دعوت حضرت اسحاقؑ اور ان کی اولاد کے سپرد کردیں اور اپنی اولاد کو بھی اس کی وصیت کریں اور سلف (سابق) خلف (لاحق) سے ایک دوسرے کیلئے وفا کرنے کا عہد لے، یہاں تک کہ دونوں فریق حضرت اسماعیلؑ کی اولاد کے قائم کو اپنا اپنا مرتبہ سپرد کردیں جو کہ حضرت محمد بن عبد اللہ بن عبدالمطلبؑ تھے۔ سو حضورؐ نے اپنے ظہور کے وقت دونوں مرتبوں کو وصول کیا، حضرت اسماعیلؑ کے آخری فرزند سے تاویل کا مرتبہ اور حضرت اسحاقؑ کے فرزندوں کے آخری جانشین، جن کی طرف حضرت عیسیٰؑ کے دور کے امامِ مُتمّ کی حیثیت سے اشارہ کیا جاتا تھا، سے شریعتوں کے ظاہر کا مرتبہ وصول کیا۔ حضرت اسماعیلؑ نے اپنے والد ماجد حضرت ابراہیمؑ سے اساسیت، امامت اور تاویل کے مرتبے کو وصول کیا جو ان کی اولاد میں ان کے بعد باقی رہنے والا کلمہ تھا۔ اور حضرت اسحاقؑ نے اپنے والد ماجد حضرت ابراہیمؑ سے نبوت اور تنزیل کا کام وصول کیا جو ان کے بعد ان کی اولاد میں ایک باقی رہنے والی حالت تھی جس کو وہ حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسحاقؑ کے دونوں مرتبوں کے مالک (حضرت محمدؐ) کے ظہور تک وراثت میں پا رہے تھے۔ حضرت اسحاقؑ کی اولاد

مستودع تھی جبکہ حضرت اسماعیلؑ کی اولاد مستقر، اسلئے کہ امرِ (نبوت و امامت) انہی کی طرف لوٹا اور انہی میں قرار پایا اور وہ وہی نسل تھے (جس میں خدا نے امامت کو باقی رہنے والا کلمہ قرار دیا) اور وہی باقی رہنے والے کلمے کے مالکان تھے، اور خدائے عزَّ و جلَّ کی طرف سے حضرت ابراہیمؑ کو جواب یہ تھا جب انہوں نے (خدا کے ارشاد): "اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا" (۲:۱۲۴)۔ میں تمہیں تمام لوگوں کا امام مقرر کرنے والا ہوں فرمانے پر: "وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ" (۲:۱۲۴)۔ کیا میری ذریت سے بھی؟ کہہ کر سوال کیا تھا۔ پس خدا نے حضرت اسحاقؑ سے متعلق ان کی خواہش کی کیفیت جان لی اور فرمایا کہ: "لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ" (۲:۱۲۴)۔ میرا عہد ظالموں کو پہنچنے والا نہیں۔ خدا نے آگاہ کرنے کیلئے ایسا فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ کی ذریت کے ظالم لوگ ان کی پشت میں باقی رہنے والے کلمے کے ان مالکان کے علاوہ ہیں جن کی طرف امر لوٹے گا اور ان میں اکٹھا ہوگا۔ پس حضرت یعقوبؑ نے خدا کے حکم اور وحی کے مطابق کام کیا اور اپنے چچازاد بھائی سے تابوتِ سکینہ کو وصول کیا اور اپنے دادا حضرت ابراہیمؑ کی شریعت کو زندہ کیا۔ ان کو بارہ بیٹے عطا ہوئے، سب سے چھوٹے بیٹے کو یوسف کہتے تھے۔ حضرت یعقوبؑ حضرت یوسفؑ کو بہت زیادہ چاہتے تھے اور ان کو دیگر اولاد پر ترجیح دیتے تھے۔ انہوں نے حضرت یوسفؑ سے حضرت اسماعیلؑ کی اولاد کی امامت کا عہد اور باطنی دعوت قائم کرنے کا پیمان لیا، جس کا ذکر پہلے گزرا، نیز ان کیلئے مرتبے کو ظاہر کیا اور اسے پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا اور کہا کہ "اے میرے عزیز بیٹے! یہ خدا کا راز ہے جسے میں آپ کے سپرد کر رہا ہوں اور اس پر آپ کو امانتدار بنا رہا ہوں، پس اسکو کسی کیلئے ظاہر کرنے سے ہوشیار رہنا اور اس بارے میں خدائی عہد کا خیال رکھنا۔ ان کا جو قصّہ تھا اس کو خدا نے اپنی تنزیل میں بیان فرمایا ہے۔

حضرت یوسفؑ کا مخالف اور فرعون ان کا بھائی لاوی [اصل: لابان] تھا یہ موقف اس کے حضرت یوسفؑ کے مرتبے پر حسد کرنے کی وجہ سے تھا۔ ہمارا مقصد جس کا

ہم نے ارادہ کیا ہے اور جس پر ہم نے یہ کتاب بنائی ہے یہ ہے کہ ہم نے صرف حجت کو بیان کرنے کیلئے اور جس کی تشریح اور بیان ہم نے [جو کچھ لکھا ہے وہ] چاہا اسکی دلیل قائم کرنے کیلئے لکھا ہے۔ اس لئے اس کتاب میں حضرت اسحاقؑ کی اولاد اور ان کے فرعونوں اور اضداد کے قصوں اور ان کی آزمائش کو مشہور کرنے کیلئے گنجائش نہیں۔ نیز ہم نے اس کو کوشش، طاقت، استطاعت اور وقت کی امکانیت کے مطابق ہماری اس کتاب میں ظاہر کیا ہے جس کو ہم نے رُسُوْمُ الدِّیْنِ اِلٰی مَعْرِفَۃِ التَّأْوِیْل کے نام سے لکھا ہے، اور ہم بات کو حضرت اسماعیلؑ کی اولاد کی امامت کی حد اور اس کے ایک امام سے دوسرے امام میں منتقل ہونے اور اسی طرح مخالفت ایک ضد سے دوسرے ضد میں منتقل ہونے کی طرف لوٹاتے ہیں۔ اللہ ہی درستی کی توفیق عطا کرنے والا اور بہترین اعتقاد کی طرف ہدایت دینے والا ہے۔

جب حضرت قیدارؑ تابوتِ سکینہ سپرد کرنے اپنے چچازاد بھائی حضرت یعقوبؑ کے پاس سرزمینِ شام آئے، جیسا کہ اسکا ذکر پہلے گزر چکا ہے، اس سے پہلے حضرت قیدارؑ کی دونوں آنکھوں کے درمیان چمکتا ہوا روشن نور دکھائی دے رہا تھا، اور ان کے نور کی چمک، رونق اور ان کی ہیبت اور عظمت کی وجہ سے کوئی بھی شخص ان کو نظر بھر کے دیکھ نہیں سکتا تھا، ان کی آنکھوں کے درمیان امامت کا نور تھا، تو حضرت یعقوبؑ نے پہلے کی طرح ان میں نور نہیں دیکھا۔ ان سے کہا اے چچازاد بھائی! کیا آپ نے ہماری طرف نکلنے سے پہلے اپنے اہل وعیال سے ملاقات کی تھی؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ حضرت یعقوبؑ نے ان کے ساتھ بات کرنا بند کر دیا، اور جان لیا کہ نورِ امامت ان سے منتقل ہو چکا ہے۔ حضرت یعقوبؑ نے اسکو اپنے دل میں چھپایا اور کسی کو اس سے متعلق آگاہ نہیں کیا، اور ان کے لائے ہوئے امر کے ظاہر کو قبول کیا اور ان کے آتے اور تابوتِ سکینہ کو ان کے سپرد کرتے وقت جو کچھ دیکھا تھا اس کو لوگوں سے پوشیدہ رکھا۔

حضرت اسماعیلؑ کے بارہ باعظمت بیٹے تھے۔ پس علم، امامت، حکمت اور خدا کا نورِ اعظم جو حضرت آدمؑ سے وراثت میں چلا آرہا تھا، وہ اپنے باپ حضرت اسماعیلؑ کے بعد جو کہ حضرت ابراہیمؑ کے اساس اور انبیاء واوصیاء اور اولین و آخرین کے علم کے وارث تھے، حضرت قیدارؑ میں جمع ہوگیا اور یہ نور منتقل ہوتا رہا اور علم بڑھتا اور پھیلتا رہا اور امامت کی میراث جاری رہی۔ پس حضرت قیدارؑ میں جو امامت تھی وہ ان کے فرزند حضرت حملؑ میں منتقل ہوگئی جو ان کے فرزندوں میں سب سے بڑے تھے۔ انہوں نے امامت کا مرتبہ پایا، اور سارے عرب جو کہ بتوں کو پوجتے تھے، اس کے باوجود وہ فیصلوں کے لئے حضرت حملؑ کے پاس آتے تھے، ان سے مشورہ اور ان کی پیروی کرتے تھے اور ان کی رائے کے مطابق (کسی بھی مہم کے لئے) نکلتے تھے۔ حضرت حملؑ ان کے درمیان اپنے دادا حضرت ابراہیمؑ کی شریعت کے مطابق فیصلے کرتے تھے۔ وہ انہیں قاضی (جج) کہتے تھے، نورِ امامت ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان چمکتا تھا۔ ان کے بھائی نے ان کے دنیا سے جانے تک ان سے حسد کیا انہوں نے امامت کو اپنے فرزند حضرت سلامانؑ کے حوالے کیا اور نور کو تلاش کیا تو پتہ چلا کہ وہ ان سے جدا ہو چکا ہے اور حضرت سلامانؑ کے ساتھ وابستہ ہو چکا ہے، پس حضرت سلامانؑ لوگوں میں قاضی کی حیثیت سے اپنے دادا حضرت ابراہیمؑ کی شریعت کے مطابق فیصلے کرتے ہوئے برپا ہوئے۔ لوگ خوف کے وقت ان کے پاس پناہ لیتے تھے اور اپنے مسائل کو فیصلوں کیلئے ان کے حضور پیش کرتے تھے، حضرت سلامانؑ کو صرف ایک فرزند عطا ہوا تھا۔ ان کا چچا یعنی ان کے باپ کا سگا بھائی اللہ کا دشمن اور ضد تھا۔ نیز وہ آپؑ کا بھی دشمن اور ضد تھا۔

حضرت سلامانؑ نے (آخری وقت میں) اپنے فرزند حضرت نبتؑ کے لئے امامت کی وصیت کی اور مرتبہ ان کے سپرد کر دیا۔ حضرت نبتؑ اسی نظم ونسق پر تھے جو ان کیلئے ترتیب دیا گیا تھا، انہیں پانچ بیٹے عطا ہوئے، انہوں نے اپنے کام کو چار سے

چھپا دیا اور پانچویں پر نص کیا جو کہ مرتبے کے لحاظ سے ان سب سے بڑے اور اعلیٰ تھے، اور وہ حضرت ھُمَیْسَعؑ تھے۔ حضرت نبتؑ نے امامت کی حدّ کو ان کے سپرد کر دیا جسے ان کے بھائیوں سے پوشیدہ رکھا تھا، اور ان کو حکم دیا کہ وہ اسے اپنے بعد اپنی اولاد میں سے اس کے مالک کے سپرد کر دیں اور وہ حضرت ادد بن ھُمَیْسَعؑ تھے۔ پس اپنے والد کے بعد حضرت اددؑ ان سے پہلے گزرے ہوئے اماموں کے طریقے پر حضرت ابراہیمؑ کی شریعت کے ظاہر کے مطابق فیصلے کرتے ہوئے برپا ہوئے۔ حضرت ھُمَیْسَعؑ نے حضرت اددؑ کو حکم دیا کہ ان کے پاس جو مرتبہ ہے اس کو دنیا سے رحلت کرتے وقت اپنے فرزند حضرت آدؑ کے حوالے کر دیں۔ حضرت اددؑ کا حضرت آدؑ کے علاوہ اور کوئی فرزند نہ تھا، اور وہ نور (دنیا کو) منور کرتا ہوا حضرت آدؑ کی آنکھوں کے درمیان رہا۔ حضرت آدؑ اپنے بعد چھ فرزند چھوڑ گئے، پس ان سے نور کے منتقل ہوتے وقت انہوں نے مرتبے کو اپنے بیٹے حضرت عدنانؑ کے حوالے کیا جو کہ ان سب سے بڑے تھے، پس ان کے بھائی نے مرتبے پر ان سے حسد کیا، عرب اپنے (مسائل کے) فیصلوں کیلئے حضرت آدؑ سے رجوع کرتے تھے، اور (کسی بھی اہم کام کیلئے) ان کی رائے اور حکم سے نکلتے تھے، ان کا زمانہ فترت کا تھا، انہوں نے اپنے کام اور اپنے آپ کو چھپا دیا اور خوف کے وقت وہ اپنے جائے قرار سے شام کی طرف مہاجر بن کر نکلے جس طرح رسولِ خدا حضرت محمد بن عبداللہؐ اپنی جائے قرار اور جائے پیدائش سے اپنے دارِ ہجرت کی طرف مہاجر بن کر نکلتے تھے اور وہ حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں امام، ان کے ثقہ اور صاحب تھے۔ حضرت شعیبؑ آنجناب کے لاحق، باب، حجّت، صاحبِ فترت اور ان پر حجاب تھے۔ حضرت عدنانؑ ہی اپنے حجّت (حضرت شعیبؑ) کی زبان اور وساطت سے درخت سے حضرت موسیٰؑ کے ساتھ مخاطب ہوئے تھے، اور حضرت موسیٰؑ کو حضرت خضرؑ کے ذریعے آزمانے والے بھی وہی تھے۔ حضرت خضرؑ ان کے ایک حجّت تھے، اور وہی عبدِ صالح (نیک بندہ) تھے۔ حضرت آدؑ حضرت

عدنانؑ کو نورِ امامت [جو کہ ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان تھا] کا مقام ہونے کی وجہ سے اپنے چھ بیٹوں پر ترجیح دیتے تھے، وہ نور اور قوت والے حضرت اسماعیلؑ سے چوتھے امام تھے، اسلئے کہ چھٹا امام ہمیشہ مُتِمّ ہوتا ہے اور ساتواں امام نور اور قوت کا مالک ہوتا ہے۔ جب حضرت آدؑ کے رحلت کا وقت آگیا تو مرتبے کو اپنے فرزند حضرت عدنانؑ کے سپرد کر دیا اور جو امامت کا راز ان کے سپرد کیا تھا انہیں اس کے پوشیدہ رکھنے کی وصیت کی اور ان کو حکم دیا کہ وہ امامت کا اہل تیار ہونے تک اس راز کو سوائے ان کے جن پر وہ بھروسہ کرتے ہوں نہ پھیلائیں۔ حضرت عدنانؑ کو (جوانی میں) کوئی بیٹا عطا نہ ہوا، ان کے بڑھاپے کے بعد حضرت معدؑ پیدا ہوئے۔ ان کے دنیا سے رحلت کرنے کا وقت قریب آگیا تھا، سو انہوں نے حضرت معدؑ کو اپنے کام اور خدا کے راز کو اپنی اولاد سے بننے والے امام کے حوالے کرنے تک پوشیدہ رکھنے کی وصیت کی۔ حضرت معدؑ سے تین فرزند پیدا ہوئے، ان میں سے ایک حضرت نزارؑ تھے جو کہ ان کے مقام کے وارث اور ان کے بعد امام تھے۔ ان میں سے ہر امام کو اپنے زمانے میں قاضی کے نام سے پکارا جاتا تھا، اور ان میں سے ہر ایک کے پاس لوگ اپنے احکام کے سلسلے میں پناہ لیتے تھے اور وہ ان کے اوامر و نواہی کے سلسلے میں ان کی اطاعت کرتے تھے اور انہوں نے ان کے دلوں میں جو ہیبت اور بڑائی ڈال دی تھی اس کی وجہ سے وہ ان سے ڈرتے تھے اور ان کو بڑا سمجھتے تھے۔ حضرت نزارؑ اپنے مخالفین سے ستر اور پوشیدگی میں رہے، فرعونون نے ان پر اپنی بڑائی ظاہر کی، خدا کی خوشنودی اور رحمت کی طرف منتقل ہونے تک ان کا زمانہ فترت اور نگرانی کا تھا۔ انہوں نے مرتبے کو اپنے فرزند حضرت مضرؑ کو سونپ دیا۔ اس وقت حضرت مسیح عیسیٰ بن مریمؑ کا ظہور قریب آچکا تھا، حضرت مضرؑ پوشیدگی میں رہے یہاں تک کہ انہوں نے حضرت الیاسؑ کو چھوڑا، امامت ان کے سپرد کر دی، ان کو خدا کے راز سے آگاہ کیا، اور ان کو اپنے کام

کو پوشیدہ رکھنے کی وصیت کی۔ حضرت الیاسؑ غالب فرعونوں کی قوت کی وجہ سے تقیہ کے تحت پوشیدہ رہے۔ ان کو حضرت مدرکہؑ کے سوا کوئی بیٹا عطا نہ ہوا۔ پس انہوں نے حضرت مدرکہؑ کو نبوت کی میراث اور امامت کا نور سپرد کر دیا اور نورِ امامت سلف سے خلف کی آنکھوں میں منتقل ہوتا رہا۔ حضرت مدرکہؑ نے اپنے بعد حضرت خزیمہؑ اور آٹھ بیٹے چھوڑے۔ حضرت خزیمہؑ کے زمانے میں حضرت مسیح عیسیٰ بن مریمؑ کے دور کے فرعون لوگ ظاہر ہوئے، انہوں نے فساد اور قتل کا بازار گرم کیا، حضرت خزیمہؑ اپنے متعلق ڈر گئے اور پوشیدگی اختیار کی، اور اپنے کام کو مشہور نہ کرنے کے لئے اپنے لاحق کو اپنی جگہ مقرر کیا اور وہ حضرت مریمؑ کے کفیل اور پرورش کرنے والے حضرت زکریاؑ تھے۔ حضرت مریمؑ حضرت زکریاؑ کی حجت اور باب تھیں امام کے بھیجے ہوئے نمائندے نے ان سے ملاقات کی تھی اور ان کیلئے علم بیان کیا تھا اور ان سے حضرت مسیحؑ کے ظہور کی خوشخبری دی تھی اور بتایا تھا کہ وہ صاحبُ العصر ہونگے، جیسا کہ خدائے عزّ و جلّ نے ارشاد کیا ہے: "فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا" (١٩:١٧-١٩)۔ پس ہم نے مریم کی طرف اپنی روح کو بھیجا تو وہ ایک مکمل بشر کی صورت میں ظاہر ہوگئی، مریم نے کہا اگر آپ متقی ہیں تو میں آپ سے خدا کی پناہ چاہتی ہوں، اس نے کہا کہ میں تو تیرے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا نمائندہ ہوں، مجھے اس لئے بھیجا گیا ہے کہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا عطا کردوں۔ پس انہوں نے حضرت مریمؑ کو وہ تاویلی علم دیا جو حضرت زکریاؑ کو نہیں پہنچا تھا، نہ تو وہ اس سے آگاہ ہوئے تھے نہ اسکو جانتے تھے۔ چنانچہ خدائے عزّ و جلّ نے اس کو یوں بیان کیا ہے: "كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ" (٣:٣٧)۔ جب بھی زکریا مریم کے پاس حجرے میں داخل ہوتا تھا تو اس کے پاس رزق

پاتا تھا، پوچھتا تھا کہ اے مریم! یہ تمہیں کہاں سے ملا تو وہ کہتی تھی کہ یہ خدا کے پاس سے آیا ہے اور خدا جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ پس وہ ان کی بات "یہ رزق خدا کے پاس سے آتا ہے" سے حیرت میں پڑ جاتے تھے۔ اس سے حضرت مریمؑ کی مراد ان کی طرف امام کا بھیجا ہوا نمائندہ اور داعی تھا اور ہم نے کتاب اُصُوْلُ الدِّیْنِ بِمَعْرِفَةِ التَّأْوِیْل میں اس قصّے کی کافی وشافی وضاحت کی ہے۔ (اس وقت) دشمنوں کی کثرت اور ان کے اکٹھے ہونے کی وجہ سے امام کا ظہور ممکن نہیں تھا۔ جب حضرت عیسیٰؑ ظاہر ہوئے اور انہیں رسول کی حیثیت میں بھیجا گیا تو انہوں نے اپنی شریعت قائم کی اور سیاحت کیلئے حریص ہوئے۔ جس طرح حضرت موسیٰؑ اپنے امامِ وقت سے ملے تھے اسطرح امام سے ملنے کی کوشش کی لیکن امام سے مل نہ سکے، نہ انہیں پا سکے، اس لئے حضرت عیسیٰؑ کی نہ دعوت قائم ہوئی اور نہ ان کا دارِ ہجرت تھا، نہ ان کا مرتبہ مکمل ہوا، نہ وہ اپنے زمانے کے امام سے مل سکے اور نہ اپنے لئے دارِ ہجرت بنا سکے۔ حضرت امام خزیمہؑ نے پانچ بیٹے چھوڑ کر دنیا سے رحلت فرمائی۔ ان میں ایک حضرت کنانہؑ تھے، حضرت خزیمہؑ نے انہیں علم اور میراث سپرد کیا، اور نور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان ظاہر ہو گیا پس حضرت کنانہؑ نے اپنے زمانے میں عربوں میں دعوت ظاہر کی، انہوں نے حضرت کنانہؑ کی قربت چاہی اور انکی اطاعت کی۔ حضرت کنانہؑ نے اپنے بعد (کے زمانے کیلئے) تین اولاد چھوڑ کر رحلت فرمائی، امرِ امامت ان کے فرزند حضرت نضرؑ میں تھا نہ کہ ان کے بھائیوں میں۔ انہوں نے اپنے کام کو دنیا سے جاتے وقت تک ان کے بھائیوں سے پوشیدہ رکھا، حضرت نضرؑ صرف حضرت مالکؑ کو چھوڑ کر دنیا سے چلے گئے ان کو دوسرا کوئی بیٹا عطا نہ ہوا۔ حضرت مالکؑ نے حضرت فہرؑ کو چھوڑ کر دنیا سے رحلت فرمائی اور آنجنابؑ کا انکے علاوہ اور کوئی فرزند پیدا نہ ہوا۔ حضرت فہرؑ کی دونوں آنکھوں سے نور اکیلے حضرت غالبؑ میں منتقل ہو گیا، اور ان کو بھی ان کے علاوہ اور کوئی فرزند عطا نہ ہوا۔

حضرت غالبؑ نے اپنے بعد اکیلے حضرت لوئیؑ کو چھوڑا اور انہیں بھی ان کے علاوہ کوئی فرزند عطا نہ ہوا، اور نور ان کی طرف منتقل ہو گیا۔ حضرت لوئیؑ نے اپنے بعد تنہا حضرت کعبؑ کو چھوڑا۔ حضرت کعبؑ نور کے لحاظ سے ان تمام اماموں سے زیادہ طاقتور اور جلالت کے لحاظ سے ان سے بڑھ کر تھے۔ عربوں نے ان کی اطاعت و فرمانبرداری کی، کیونکہ وہ اپنے دور کے ساتویں امام تھے۔ حضرت کعبؑ نے اپنے بعد اپنے فرزند حضرت مرہؑ اور تین دیگر فرزندوں کو چھوڑا۔ انہوں نے اپنے کام کو اپنے فرزندوں سے پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ ان کے دنیا سے جانے کا وقت قریب آیا تو ان کے پاس جو کچھ تھا اس کو اپنے فرزند حضرت مرہؑ کے سپرد کر دیا۔ حضرت مرہؑ نے اپنے بعد حضرت کلابؑ کو چھوڑا اور ان کو امامت کے مرتبے میں مقرر کیا۔ حضرت کلابؑ نے اپنے والد سے مرتبے کو وصول کیا اور نور ان کی طرف منتقل ہو گیا۔ انہوں نے اپنے بعد حضرت قُصَیؑ اور دیگر دو فرزندوں کو چھوڑا اور امامت کی میراث کو حضرت قُصَیؑ کو سونپ دیا اور نور ان کی طرف منتقل ہو گیا۔ حضرت قُصَیؑ کے زمانے میں مخالفین طاقتور ہو گئے اور حضرت عیسیٰؑ کی شریعت کے منقطع ہو جانے (کا وقت) قریب آ گیا تھا۔ انہوں نے اپنے بعد عبد شمس اور حضرت عبد منافؑ (اوّل) کو چھوڑا، نور حضرت عبد منافؑ کی شخصیت میں ظاہر ہو گیا اور انہوں نے اپنے والد حضرت قُصَیؑ سے مرتبے کو وصول کیا۔ ان کیلئے ان کے بھائی عبد شمس کا حسد زیادہ ہو گیا، اور اس نے حضرت عبد منافؑ کیلئے اپنے دل میں برائی اور عداوت چھپائے رکھا۔ حضرت عبد منافؑ نے اپنے بعد اپنے فرزند حضرت ہاشمؑ کو چھوڑا، ان کا نام عمرو تھا، اور وہ ہاشمِ اکبر تھے ان کا نام علا بھی تھا۔ وہ تمام عربوں پر غالب آ گئے، ان پر سرداری کی اور نگران بن گئے انہوں نے حضرت ہاشمؑ کی اطاعت و فرمانبرداری کی ان کے پاس بیت اللہ اور اس کے گرد طواف کرنے کی ذمہ داری اور آبِ زمزم کی وراثت تھی۔ حضرت قُصَیؑ کے حضرت

قیدار بن اسماعیلؑ اور حضرت یعقوب ابنِ اسحٰقؑ کی طرح بارہ بیٹے تھے۔ حضرت قصیؑ کی بارہ اولاد قریش کے قبیلوں کی شاخیں تھیں، حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹے تھے، ان میں سے ایک ولی تھے اور وہ حضرت یوسفؑ تھے اور باقی انکے اضداد تھے۔ اسی طرح حضرت قیدارؑ کے بارہ بیٹوں کا گروپ تھا، ان میں سے ایک ولی تھے اور وہ حضرت حملؑ تھے اور باقی ان کے اضداد اور حسد کرنے والے تھے اور اس طرح حضرت قصیؑ کے بارہ بیٹے تھے، ان میں سے ایک ولی تھے اور وہ حضرت عبد منافؑ (اوّل) تھے اور باقی ان کے اضداد اور حسد کرنے والے تھے۔

حضرت ہاشمؑ نے حضرت عیسیٰؑ کے دور کے آخری امام یعنی امامِ مُتمِم سے جو کہ حضرت اسحاقؑ کی اولاد سے تھے، نبوت کی وراثت وصول کی، پس انکی طرف دو حدّ یعنی نبوت اور امامت آگئیں۔ انہوں نے نبوت اور امامت کے ان مرتبوں کو حضرت عبد المطلبؑ کے سپرد کر دیا۔ حضرت عبد المطّلبؑ نے نبوت اور امامت کی حدّ کی حیثیت میں بارہ حجتوں کو مقرر کیا جن میں حضرت عَمرو بن نُفیل، حضرت اُبیّ ابنِ کعب، حضرت زید بن عَمرو، حضرت عبداللہ بن عثمان، حضرت حارث بن عبد المطّلب، حضرت حمزہ بن عبد المطّلب، حضرت زبیر بن عبد المطّلب، حضرت ابو طالبؑ (جو کہ عبد مناف بن عبد المطّلبؑ تھے)، حضرت عبد اللہ بن عبد المطّلبؑ، حضرت صہیب الرومی، حضرت زید بن اسامہ اور حضرت ورقہ بن نوفل تھے۔

حضرت عبد المطّلبؑ کا نام عامر اور شیبہ تھا اور حضرت ابو طالبؑ کا نام عمران اور عبد مناف (ثانی) اور ذُوالکفل تھا۔ حضرت عبد المطّلبؑ نے خدا کے انہیں عطا کردہ مرتبے کو اپنی زندگی میں ہی اپنے فرزند حضرت عبد اللہؑ کے سپرد کر دیا۔ سو حضرت عبد اللہؑ نے نبوت اور امامت کا مرتبہ وصول کیا۔ حضرت عبد المطّلبؑ سے اس کا مواد (تائید) لوٹ گیا اور چلا گیا۔ جب حضرت عبد اللہؑ کے فرزند حضرت محمدؐ کے پیدا ہونے کے (کچھ عرصہ) بعد ان کی وفات کا وقت آگیا، تو اس مرتبے کو واپس پیچھے کی طرف نہیں لوٹنا تھا،

پس حضرت عبداللہؑ نے اپنے بھائی حضرت ابو طالبؑ کو حاضر کیا جو کہ ان کے سگے بھائی تھے اور دونوں سات مہینے کی مدت کے بعد جڑواں پیدا ہوئے تھے، انہوں نے حضرت ابو طالبؑ پر نص کیا، اور ان کو وصیت کی، اور انہیں اپنے فرزند حضرت محمدؐ پر کفیل بنایا اور ان کو دونوں مرتبے سپرد کر دیا۔ وہ حضرت محمدؐ کی کفالت (پرورش) کرنے کی وجہ سے ذوالکفل کہلائے۔ وہ حضرت عبداللہؑ سے جا ملنے تک حضورؐ کی کفالت کرتے رہے۔ حضرت ابو طالبؑ نے اپنے آگے حضرت خدیجہ بنت خویلدؑ، حضرت میسرہ، حضرت بحیراؑ اور حضرت مرقال کو حجتی کے مرتبے پر مقرر کیا، کیونکہ وہ امانت کے مالک تھے اسلئے ان کے بارہ حجّت نہیں تھے، جس طرح حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں ان کی زندگی ہی میں انکے بھائی اور وصی حضرت ہارونؑ کے انتقال کی وجہ سے یہی کچھ گزرا تھا اور اساسیت کو الٹے پاؤں نہیں لوٹنا تھا اور چونکہ حضرت ہارونؑ کا [اس وقت] اس مرتبے کا مستحق کوئی فرزند نہیں تھا، اسلئے انہوں نے حضرت ہارونؑ کی اولاد میں سے اس مرتبے کا مالک سن بلوغت تک پہنچ کر اس کو وصول کرنے تک حضرت یوشع بن نونؑ کو خلیفہ بنایا اور ان کو وصیت کی اور انہیں اپنے مقام اور مرتبے میں مقرر کیا، حضرت یوشعؑ (امامِ) مستودع تھے۔ رسولِ اکرم فرماتے تھے: "تَسَلَّمْتُ مِنْ خَمْسَةٍ وَسَلَّمْتُ اِلٰی خَمْسَةٍ۔" میں نے (علم کو) پانچ حدود سے لیا اور اسے پانچ حدود کے سپرد کر دیا۔ زیادہ تر شیعوں نے یہ سمجھا کہ اس سے رسولؐ نے روحانی حدود کو مراد لیا ہے، جن کو سابق، تالی، جدّ، فتح اور خیال کا نام دیا جاتا ہے، یہ نام عالمِ نیستی پر واقع ہوتے ہیں اور رسولِ خداؐ ہمیں عالمِ نیستی کی طرف منتقل کر دینے سے پاک ہیں۔ انہوں نے اپنے کسی کلام میں ہمیں اشارہ فرمایا ہے کہ یہ حدود جن کا ذکر گزرا، موجود ہیں اور دیکھے جا سکتے ہیں۔ ان کا ارشاد ہے: "اِذَا رَأَيْتُمْ دِحْيَةَ الْكَلْبِيَّ عِنْدِيْ فَهُوَ جِبْرَائِيْلُ يَأْتِيْنِيْ فِيْ صُوْرَتِهِ۔" جب تم میرے پاس دِحْیَۃُ الکلبی کو دیکھو تو (جان لو) کہ وہ جبرائیل ہے جو اس کی صورت میں میرے پاس آتا ہے۔ پس

رسولؐ نے اپنے اشارے سے حدود کے جسمانی اور دیکھے جانے والی حالت میں موجود ہونے کی طرف رہنمائی کی، اور جن پانچ حدود سے انہوں نے (علم) لیا تھا، ان سے تربیت پانے میں درجہ وار اور ایک کے اوپر ایک حدؔ میں حضرت زید بن عمرو، حضرت عمرو بن نفیل، حضرت میسرہ، حضرت خدیجہؑ اور حضرت ابو طالبؑ کو مراد لیا، جس طرح پانچ روحانی حدود درجہ وار اور ایک کے اوپر ایک ہیں یعنی سابق، تالی، جدّ، فتح، اور خیال۔ ان میں حدّ اور مرتبے کے لحاظ سے سب سے بلند سابق اور سب سے پست اور کم تر خیال ہے، جو کہ ناطق سے وابستہ ہوتا ہے۔ پس حضرت ابو طالبؑ سابق کے مقابل تھے، حضرت خدیجہؑ تالی کے مقابل، اور حضرت زید بن عمرو جدّ کی طرح تھے، حضرت عمرو بن نفیل فتح کی طرح تھے اور حضرت میسرہ خیال کی مثال تھے۔ ہم نے اس علم کو جتنا کھولنا ممکن ہوا کھول دیا، انسان میں ان حدود کی مثال عقل، نفس، ذکر، ذہن اور فکر ہیں۔ پس عقل سابق ہے اور نفس تالی، ذکر جدّ، ذہن فتح اور فکر خیال ہے۔ جب رسولؐ نے مرتبہ وصول کیا اور علوی مواد ان سے وابستہ ہوا اور وہ نبوت کے مرتبے میں برپا ہو گئے اور اپنی قوم کو خدا کی اطاعت اور اس پر ایمان لانے کی دعوت دی، تو ان کے ضد اور دشمن نے حسد کا اظہار کیا۔ ان کے دو ضد اور فرعون تھے، ان میں سے ایک طاقتور اور فرعونیت و تکبّر میں بہت سخت تھا، اس لئے کہ وہ امامت کے مرتبے کا دعویٰ کرتا تھا، اور اس نے خود کو اس مرتبے میں مقرر کیا تھا۔ وہ لوگوں کو اپنی (امامت کی) طرف دعوت دیتا تھا، ان کو اپنے پروردگار کی اطاعت سے روکتا تھا، اور ان کیلئے ان کے بُرے اعمال کو مزین کرتا تھا اور وہ ان اعمال کو اچھا دیکھتے تھے، وہ عبدالعُزیٰ (ابولہب) تھا۔ دوسرا ضد ابوجہل بن ہشام تھا۔ خدا نے ان کے بارے میں کلام نازل کیا ہے اور اسمیں ان دونوں کو مختص کیا ہے۔ رسولِ خداؐ فرماتے تھے کہ: "لِکُلِ نَبِیٍّ شَیْطَانٌ وَلِی شَیْطَانَانِ"۔ ہر نبی کا ایک شیطان ہوتا ہے مگر میرے دو شیطان ہیں۔ یعنی ابوجہل اور عبدالعزیٰ۔ ہماری اس کتاب

کے پہلے حصے میں ہمارا قول گزرا کہ ہر نبی کا ضد ان سے ہوتا ہے، خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے: "اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَاَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ" (۶۴:۱۴)۔ یقیناً تمہاری بیویوں اور اولاد میں تمہارے دُشمن ہیں سو ان سے ہوشیار رہنا۔ پس بیوی اور بیٹا انسان کے لئے ہر قریب سے بڑھ کر قریب ہیں اور دُشمنی ان کی فطرت میں رکھی گئی ہے، اسکی جڑ حسد ہے، نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ" (۱۱۳:۵) تم کہدو کہ میں حسد کرنے والے کے شر سے (صبح کے پروردگار کی) پناہ مانگتا ہوں جب وہ حسد کرنے لگے۔ پس عبدالعزیٰ رسولِ خداؐ کا فرعون اور ضد تھا اور دیگر لوگ دُشمنی اور ضدّیت میں اسکے پیروکار تھے اور عبدشمس حضرت عبد منافِؑ (اوّل) کا فرعون اور ضد تھا اور باقی لوگ دُشمنی اور ضدّیت میں اس کے پیروکار تھے۔ اسی طرح فرید حضرت قیدارؑ کا فرعون اور ضد تھا اور باقی لوگ دُشمنی میں اسکے پیروکار تھے۔ اسی طرح لاوی (اصل لابان) حضرت یوسفؑ کا فرعون اور دُشمن تھا اور باقی لوگ دشمنی میں اس کے پیروکار تھے۔ صخر بن حرب، ابی بن خلف، ... عمرو بن عبدود، اسود بن اسود، عاص بن عاص، حکم بن عاص دُشمنی اور ضدّیت میں عبدالعزیٰ (ابولہب) کے جتنان اور ابواب تھے اور وہ رسولِ خداؐ کے خلاف برانگیختہ کئے ہوئے اور ان پر جھپٹنے والے تھے۔ عبدالعزیٰ روم کے بادشاہ ہرقل کی طرف بھاگ گیا تھا، اسلئے کہ جب اس سے شیطنت اور لعنت ظاہر ہوئی تو حضرت زبیر بن عبدالمطّلب نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تھا اور اس کی طلب میں چل پڑا تھا یہاں تک کہ وہ ہرقل کے پاس پہنچ گیا تھا اور اس سے عبدالعزیٰ کو اسکے حوالے کرنے کی درخواست کی تھی۔ ہرقل نے اس سے طلب کیا کہ وہ عبدالعزیٰ کو قتل نہیں کرے گا۔

حضرت محمدؐ نے دو مرتبوں کو وصول کیا۔ حضرت اسحٰقؑ کی اولاد سے نبوت اور رسالت کا مرتبہ اور حضرت اسماعیلؑ کی اولاد سے امامت اور اساسیت کا مرتبہ۔ پس رسولِ کریمؐ حضرت اسماعیلؑ کے (چھوٹے ادوار میں سے ایک چھوٹے) دَور کے

چھٹے امام اور حضرت عیسیٰؑ کے دَور کے ساتویں امام تھے۔ عرب کے لوگ حضرت عبدالمطلبؑ، جن کا نام شِیبۃُ الحمدؑ اور عامرؑ تھا، رسولِ خداؐ کے والد حضرت عبداللہؑ اور حضرت ابو طالب عبد منافؑ (ثانی) کو تائید وابستہ ہونے کے مقام پر ہونے کی وجہ سے جادوگر کہتے تھے اور ان پر حیران کُن اور خطرناک کام کرنے کی تہمت لگاتے تھے۔ روایت کی گئی ہے کہ حضرت اُبیؑ بن کعب پہلا شخص تھا جس نے حضرت محمدؐ سے عہد لیا تھا اور جسکی حضرت محمدؐ نے حضرت عَمرو بن نفیل سے پہلے فرمانبرداری کی تھی۔ اس نے آنحضرتؐ کو حضرت عمرو بن نفیل تک بلند کیا تھا جو کہ حضورؐ اور ان کے مرتبے کو جانتا تھا اس لئے کہ وہ امامِ مُتمّ کے دَور میں دعوت کا کام کرتا تھا۔ حضرت بحیراؑ نے رسول اللہؐ کو نبوت اور رسالت کا مرتبہ اور حضرت اسحٰقؑ کی اولاد کے پاس جو کچھ تھا، سپرد کیا تھا جس طرح آنحضرتؐ نے حضرت ابو طالبؑ سے حضرت اسماعیلؑ کی اولاد کے پاس جو امامت اور اساسیت کا مرتبہ تھا، کو وصول کیا تھا۔ پس آنحضرتؐ نبی، رسول، اساس اور امام تھے، وہ اپنے مبعوث ہونے سے پہلے اور مبعوث ہونے کے بعد ہر وقت حضرت اُبیؑ کی تعریف کرتے تھے، فرماتے تھے: اَقْرَاءَ کُمْ اُبَیَ۔ اُبیؑ تم میں سب سے زیادہ مہمان نواز ہے۔ اس میں حضورؐ کی مراد یہ تھی کہ وہ علم سے (میری) مہمان نوازی کرتا تھا اور (مجھے) پناہ دیتا تھا، جس طرح تم میں سے کوئی کھانے پینے کی چیزوں سے اپنے مہمان کی مہمان نوازی کرتا ہے۔ نیز آنحضرتؐ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''اَقَمْتُ مَعَ جِبْرَائِیْلَ سَنَتَیْنِ وَ اَقَمْتُ مَعَ مَیْکَائِیْلَ عِشْرِیْنَ سَنَۃً''۔ میں جبرائیل کے ساتھ دو سال رہا اور میکائیل کے ساتھ بیس سال رہا۔ اس سے ان کی مراد حضرت اُبیؑ بن کعب کے ساتھ ان کا دو سال تک رہنا تھا جس کی طرف جبرائیل کے نام سے اشارہ کیا گیا ہے یہاں تک کہ جب آنحضرتؐ نے حضرت اُبیؑ کے ظرف کو خالی کیا اور اس کے پاس جو کچھ علم تھا، اس کو حاصل کر لیا تو اس نے انہیں حضرت زید بن عمرو تک بلند کیا، جس پر

میکائیل کا نام واقع ہوا ہے۔ آنجنابؑ حضرت زید کیساتھ بیس سال رہے جس کا انہوں نے ذکر کیا اور جب انہوں نے حضرت زید کے پاس جو کچھ تھا، اسکو مکمل طور پر لے لیا تو حضرت زید نے ان کو زمانے کی حجت تک بلند کیا جو کہ حضرت خدیجہؑ تھیں۔ حضرت خدیجہؑ سے علم قبول کرتے وقت ان کی مکمل جوانی کا وقت تھا یہ کہ جب آپ حضرت آدمؑ، ان کے وصی اور ان کے دَور کے چھ امام، حضرت نوحؑ، ان کے وصی اور ان کے دَور کے چھ امام، حضرت ابراہیمؑ، ان کے وصی اور ان کے دَور کے چھ امام، حضرت موسیٰؑ، ان کے وصی اور ان کے دَور کے چھ امام، حضرت عیسیٰؑ، ان کے وصی اور ان کے دَور کے چھ اماموں کو شمار کریں گے تو ان کی تعداد چالیس حدود کی بنے گی، حضرت خدیجہؑ چالیس کے عدد کو پورا کرنے والی تھیں، جیسا کہ اللہ عزّوجلّ نے فرمایا ہے: "حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً" (۴۶:۱۵)۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی مکمل جوانی کو پہنچا اور چالیس سال کا ہوا۔ پس جب حضرت محمدؐ نبوت اور رسالت کے اپنے مرتبے تک پہنچے، تو امر کو وصول کرنے والے بن گئے، آنحضرتؐ حضرت خدیجہؑ سے مرتبہ وصول کرنے کے بعد اپنے مرتبے میں برپا ہو گئے اور اپنی شریعت تالیف کی۔ اور اسی مرتبے سے ان کی اپنے آپ پر گواہی تھی۔ پس انہوں نے لوگوں کو اپنی شریعت کے ظاہر کی طرف بلایا اور ان سے پہلے گزرے ہوئے پیغمبروں کی طرح لوگوں میں دین کے احکامات قائم کئے۔ ان کا قول تھا: "تَسَلَّمْتُ مِنْ خَمْسَةٍ"۔ میں نے وحی کو پانچ حدود سے لیا۔ ان کی مراد اس ترتیب کے مطابق وحی کو لینا ہے جس کا ہم نے ذکر کیا۔ یہ بات روایت کی گئی ہے کہ حضرت خدیجہؑ نے پیر کے دن دوپہر کے وقت اسلام قبول کیا اور وہ وہی دن تھا جس میں رسولؐ بھیجے گئے اور ان سے (علوی) مواد وابستہ ہوا اور حضرت علیؑ نے منگل کے دن دوپہر کے وقت اسلام قبول کیا۔ حضرت خدیجہؑ اور حضرت علیؑ کے اسلام لانے کے درمیان پانچ نمازوں کا فرق ہے جن کا پورا وقت ۲۴ گھنٹے کا ہے، اس کا سبب یہ ہے کہ

حضرت علیؑ نے آنحضرتؐ سے وہی کچھ وصول کیا جسے آنحضرتؐ نے حضرت خدیجہؑ سے وصول کیا تھا۔حضرت خدیجہؑ آنحضرتؐ کو نبوت اور رسالت کے مراتب سپرد کرنے والی تھیں، پس رسولؐ نے پانچ حدود سے (وحی کو) حاصل کیا جن کی مثال پر پانچ نمازوں کو مقرر کیا، اور وہ حضرت خدیجہؑ اور حضرت علیؑ کے اسلام لانے کے درمیان کی شخصیات ہیں اور وہ چار حدودِ نبوت، رسالت، اساسیت اور امامت پر دلیل تھے۔ یہ بات بھی روایت کی گئی ہے کہ رسولؐ نے اپنا آدھا حصّہ مولا علیؑ کو دیا ہے یعنی انہوں نے وہ حصّہ مولا علیؑ کو دیا جس کو (علوی حدود) سے پایا تھا۔خداوندکریم نے فرمایا ہے: "قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ" (۲:۱۴۴)۔ہم تمہارے چہرے کو آسمان کی طرف نظریں دوڑاتا اور تلاش کرتا دیکھتے ہیں، پس ہم تمہیں ایک ایسا قبلہ دیں گے کہ جس سے تم راضی ہو جاؤ گے، سو تم اپنے چہرے کو حرمت والی مسجد کی طرف پھیر دو اور تم سب جہاں کہیں بھی ہوں اپنے چہروں کو اس کی طرف پھیر دو۔اپنے رسولؐ کے لئے خدا کا ارشاد: "ہم تیرے چہرے کو آسمان میں نظریں دوڑاتا اور تلاش کرتا دیکھتے ہیں" سے مراد آنحضرتؐ کا ان کے امامِ عصر (حضرت ابوطالبؑ) کے ہاتھ میں موجود نبوت اور رسالت کے مرتبے کو دیکھنا ہے جنہوں نے ان کو یہ مرتبہ سپرد کیا تھا، اس لئے کہ امام کی مثال آسمان کی سی ہے۔ "اور ہم تمہیں ایک ایسا قبلہ دیں گے کہ جس سے تم راضی ہو جاؤ گے"، یہ آنحضرتؐ کے لئے امام کا خطاب ہے، جن کو چار مراتب سپرد کرتے وقت فرمایا تھا، جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔امام نے ان سے فرمایا کہ میں نے تمہارے لئے اس کو منتخب کیا ہے کہ جس کا تمہارا وزیر اور وصی بننے اور مرتبوں میں تمہارا حصّہ دار ہونے سے تم راضی ہو جاؤ گے۔میں نے تمہیں حضرت ابراہیمؑ کے مرتبے نیز ان کے حضرت اسماعیلؑ کو اپنا آدھا حصّہ دینے سے متعلق آگاہ کیا، جنہوں نے حضرت ابراہیمؑ کے

ساتھ ان کی طرح بیت اللہ کی بنیادوں کو بلند کیا تھا۔ پس تم اپنے چہرے کو مسجدِ حرام کی طرف پھیر دو، خدا نے ان کے چہرے سے ان کے وصی حضرت علیؑ کو مراد لیا اور شطر (طرف، آدھا) سے مراد جاری نور کے ذریعے سے کلمہ کا جو تائیدی مواد آنحضرتؐ سے وابستہ ہوا تھا، اس کا آدھا حصّہ ہے۔ مسجدِ حرام حضرت ابراہیمؑ ہیں، اس لئے کہ انہوں نے اپنے دونوں فرزندوں حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسحاقؑ کے درمیان اپنی شریعت کے ظاہر اور اس کی تاویل کے باطن کو تقسیم کیا تھا۔ پس انہوں نے نبوت اور رسالت کو حضرت اسحاقؑ اور ان کی اولاد میں رکھا تھا اور اساسیت اور امامت کو حضرت اسماعیلؑ اور ان کی اولاد میں رکھا تھا، سو جو کچھ حضرت ابراہیم خلیلؑ میں جمع ہوگیا تھا، وہ ان کے فرزندوں میں تقسیم ہوگیا۔ ظاہر و باطن کے دونوں مرتبے حضرت ابراہیمؑ کے بعد صرف حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہ بنتِ رسولؐ کے فرزند حضرت امام حسینؑ میں جمع ہوگئے۔ سو حضرت امام حسینؑ میں وہی مرتبے مکمل ہوگئے جو حضرت ابراہیمؑ میں مکمل ہوئے تھے۔

رسولؐ کا (مراتب کو) سونپنے سے مراد وصول کردہ مراتب کا آدھا حصّہ ہے، اور وہ اساسیت اور امامت کا مرتبہ ہے۔ پس رسولِ انورؐ (مراتب کو) وصول کرنے والے اور مسلمانوں کے درمیان پانچ حدود مقرر کرکے ان کو سپرد کرنے والے تھے، ان کو تائید پہنچانے والے حدود سے انہوں نے چار مراتب کو وصول کیا تھا، یعنی نبوت، رسالت، اساسیت اور امامت، ان سے فیض حاصل کرنے والے کو انہوں نے دو مرتبے سونپے تھے، اساسیت کا مرتبہ اور امامت کا مرتبہ، اس لئے وہ فرماتے تھے: "عَلِيٌّ مِنِّيْ كَمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ"۔ "علی میرے لئے اس مرتبے میں ہیں جس مرتبے میں موسیٰ کے لئے ہارون تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ انہوں نے (وصی کو) نبوت اور رسالت کا جو (آدھا) مرتبہ سپرد کیا تھا اس سے آگاہ کرنے کے لئے یہ فرماتے تھے۔ پس اساسیت اور امامت انکے وصول کردہ مراتب کے آدھے تھے۔ انہوں نے مراتب

کو وصول کرنے کے بعد شریعت تالیف کی، لوگوں کو اسکی طرف بلایا، ان میں شریعت کے احکام کو قائم کیا اور خود سے پہلے گزرے ہوئے ناطقوں کی طرح اسکی خاطر اس کے انکار کرنے والوں کے ساتھ جہاد کیا۔ جب انہوں نے اپنی شریعت کو مقرر کیا، تلوار، کوڑے، خوف، رغبت، وعدہ، ڈراوا، جانوں کے ہلاک کرنے، اموالِ غنیمت، نسل اور اولاد کو قید کرنے، اور اہلِ کتاب سے ان کی بے قدری کی حالت میں جزیہ وصول کرنے کے ذریعے شریعت کے احکام قائم ہو گئے، اور کوئی کوشش کے قابل حکم باقی نہ رکھا مگر یہ کہ اس کو پہنچا دیا اور نہ کوئی (دینی) مقصد باقی رکھا مگر یہ کہ اس کو پورا کیا اور راہِ خدا میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت ان پر اثر انداز نہ ہو سکی، [پھر] ان کو دھمکایا گیا، انہیں دھمکی اور ڈراوے کیساتھ مخاطب کیا گیا۔ ان سے فرمایا گیا کہ شریعت کے سارے احکامات جنہیں تم نے وضع کیا ہے، جن کو قائم کیا ہے، جن کو پہنچایا ہے، اور جن کو بنایا ہے، اگر تُو نے علیؑ کو اپنا وصی، ایک بڑی حد اور اس کو اپنا اساس اور حکمت کا مالک مقرر نہیں کیا، اس کے مرتبے کو مشہور نہیں کیا، اس کی اطاعت (لوگوں پر) واجب نہیں کی اور سب لوگوں کے سامنے اس کے مرتبے کو ظاہر نہیں کیا جہاں شہری اور دیہاتی دونوں سنیں، تو تُو نے خدا کے پیغام کو نہیں پہنچایا، اگر تُو نے ایسا نہ کیا تو اپنے پروردگار کے پیغام کو نہیں پہنچایا، نہ تجھے اپنی شریعت کو قائم کرنا کوئی فائدہ دے گا اور نہ تیری ملت کے فرائض اور سنتیں تیرے لئے مفید ثابت ہوں گی، اور تیرے (نام کو) نبوت کے دفتر سے مٹایا جائے گا۔ پس آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو اپنا اساس، وصی اور امام مقرر کیا اور لوگوں سے ان کی بیعت لی، اور بتایا کہ علیؑ کی اطاعت اور ولایت کے بغیر خدا کا کوئی دین ہی نہیں، اور ان کی مَوَدَّت اور محبت کے سوا نہ کوئی نعمت ہے، پس حضرت فاطمہ بتولؑ کے خاوند کی اطاعت اور دوستی و محبت کے بغیر اُمّت کو رسولؐ کی وضع کردہ شریعت فائدہ نہیں دے سکتی۔

جابر جعفی سے روایت کی گئی ہے کہ اس نے حضرت امام محمد باقرؑ سے عرض کیا: بہت سارے لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے امامت کو حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ دونوں کی اولاد میں رکھا ہے امام نے فرمایا: خدا کی قسم! انہوں نے جھوٹ کہا ہے، کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کو نہیں سنا ہے جو فرماتا ہے کہ "وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ" خدا نے امامت کو ابراہیم کی اولاد میں باقی رہنے والا کلمہ قرار دیا۔ کیا خدا نے اسکو حسینؑ کے علاوہ کسی اور کی اولاد میں رکھا ہے؟ (کفایۃ الاثر، الخزاز، ص ۲۴۶)۔

نہ ان لوگوں کا کوئی فرض اور سنت اور واجب کردہ عمل قبول ہوسکتا ہے۔ اس لئے آنحضرتؐ نے (خدا کی طرف سے) دھمکی آمیز اور ڈرانے والے خطاب کے بعد حضرت علیؑ کو مقرر فرمایا۔ آنجنابؑ کو مقرر کرنے کے بعد ان کیلئے (خدا کی طرف سے) رغبت دلانے والا خطاب تھا، پہلے خطاب میں تھا کہ: "يَاأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ" (۶۷:۵)۔ اے رسول! اس پیغام کو پہنچا دو جو تیرے پروردگار کی طرف سے تیری طرف نازل کیا گیا ہے، اگر تو نے اسے نہیں پہنچایا تو اس کی رسالت کا حق ہی ادا نہ کیا۔ نیز فرمایا: "وَلَوْلَا أَنْ ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا إِذًا لَأَذَقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيرًا" (۱۷: ۷۴-۷۵)۔ اگر ہم نے تم کو ثابت قدم نہ رکھا ہوتا تو تمہارا ان کی طرف ذرا سا مائل ہو جانا قریب تھا، اس صورت میں ہم تمہیں زندگی اور موت کا دہرا عذاب چکھاتے پھر تم ہمارے مقابلے میں کوئی مددگار بھی نہ پاتے۔ حضرت علیؑ کو مقرر کرنے کے بعد خدا کا خطاب تھا کہ: "اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا" (۵:۳)۔ آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطورِ دین پسند کرلیا۔ رسولؐ کے حضرت علیؑ کو اساسیت اور وصایت کے مقام پر مقرر

کرنے سے پہلے لوگ مسلمان تھے، مگر خدا نے ان کا اسلام مکمل نہیں کیا تھا نہ ان پر اپنی نعمت تمام کی تھی وہ کمی اور کوتاہی کے تحت تھے، وہ رسولؐ کی شریعت کو قائم رکھے ہوئے تھے اور تنزیل کی تلاوت پر کاربند تھے یہاں تک کہ جب انہوں نے حضرت علیؑ کی دوستی و اطاعت کی اور ان سے محبت اور ان کی پیروی کی تو خدا نے ان کے دین کو مکمل کردیا اور ان کی کمی و کوتاہی کو پورا کیا۔ تاویل پر اعتقاد رکھنے اور وصی سے راضی ہونے اور ان کی فرمانبرداری کرنے کی وجہ سے ان کی تنزیل (قرآن کا ظاہر) پختہ ہوگئی۔

اے مومنو! آپ یقین کو بہتر بناؤ، ہدایت یافتہ لوگوں کے راستے کی پیروی کرو، خدا کی سیدھی راہ پر ثابت قدم رہو اور ایسی قوم کیساتھ دوستی مت کرو جن پر خدا غضب ناک ہوا ہے۔ نہ وہ آپ سے ہیں، نہ آپ ان سے ہیں۔ وہ جانتے ہوئے خدا کے بارے میں جھوٹ بولتے ہیں۔ خدا ہمیں اور آپ کو ہدایت پانے کے بعد بہک جانے سے اپنی پناہ میں رکھے، ہلاکت کے راستوں سے دور رکھے، پرہیزگاری میں ہماری اور آپکی مدد فرمائے اور اس (کام) کی توفیق عطا فرمائے جس کو وہ چاہتا ہے اور جس سے وہ راضی ہوتا ہے۔ وہ دعا کو سننے والا، بہترین عطا کرنے والا اور بڑی امید والا ہے، وہ نیکی کا بدلہ دیتا ہے اور نعمتوں کو ثواب میں دیتا ہے۔ خدا کا دُرود و سلام اس کی خلقت میں سے بہترین شخصیت (حضرت محمدؐ) اور ان کے امر کے مالکان اور ان کے وصی اور ان کی اولاد کے اماموں پر ہو جو کہ ان کی پشت میں خدا کا باقی رہنے والا کلمہ ہیں۔ اور سلام ہو ان سب پر، جس طرح سلام بھیجنا چاہئے۔

قصّہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام

۲

اب ہم حضرت ابراہیمؑ کی ولادت کے باطن سے ابتدا کرتے ہیں۔ جان لو کہ حضرت ابراہیمؑ کی ماں جو ان کو لیکر بھاگ گئی تھی، ایک داعی تھا۔ وہ یہ کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے والد حضرت تارخؑ کے حضور میں پرورش پائی تھی۔ توریت میں آیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے چچا حاران کی بیٹی حضرت سارہؑ سے شادی کی تھی۔ وہ حضرت لوطؑ کے والد تھے۔ کہا گیا ہے کہ حاران (نامی) حضرت ابراہیمؑ کے ایک بھائی بھی تھے۔ اور سارہؑ، حضرت ابراہیمؑ کے چچا کی بیٹی تھی۔ وہ سارہ بنتِ حاران بن قامر تھیں یعنی بڑا حاران چھوٹے حاران کا چچا تھا۔ حاران اور حضرت ابراہیمؑ حضرت تارخؑ کے فرزند تھے، وہ دونوں سگے بھائی تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کو اس علم میں سے کچھ حصّہ ملا تھا جو دین کے دشمنوں سے بچا کر رکھا ہوا ہے۔ وہ اس تھوڑے سے علم سے اس زمانے کے لوگوں میں سے جو اہلِ باطل تھے، ٹکر لیتے تھے۔ وہ (حقیقت) کو بار بار طلب اور تلاش کرتے تھے۔ پس ان سے حق کا وجود (کبھی) پوشیدہ نہ ہوا، کیونکہ جس وقت انہوں نے پرورش پائی تھی (اس وقت) جب ان کے والد نے ان میں طلب اور قوت دیکھی تو ان سے متعلق ان کے مخالف سے ڈر گئے۔ جب خدا نے ان کی نیت کو جان لیا تو ان کے لئے ان کے (دینی) بھائی اور دوست کو ظاہر کیا، جیساکہ کتاب نے ان سے متعلق بیان کیا ہے کہ ان کیلئے ستارہ ظاہر ہوا اور اس کا ظہور رات کے ایک حصّے اور تاریکی کی شدت کے وقت تھا۔ اس وقت وہ دوست اور بھائی خدا کے دین اور اس کی توحید کی طرف دعوت دیتا

تھا۔ جب ان کو ستارے میں موجود نور میں سے جو کچھ حاصل ہوا اور انہوں نے وہ کچھ دیکھا جس نے ان کو خوش کر دیا تو وہ رات کی تاریکی میں چلنے لگے۔ جب ان کیلئے اپنے دوست سے چمکدار نور روشن ہوگیا تو وہ اس میں چلے اور جب نور پر تاریکی کے جوش کی وجہ سے ان پر اندھیرا چھا جاتا تھا تو وہ اپنے دشمن سے پوشیدہ ہو جاتے تھے۔ جب انہوں نے اپنے دوست کی دلیل و برہان اور اس کی تائید کی قوت کو دیکھا تو اس کیلئے پروردگاری کی گواہی دی: (کہا کہ یہی میرا پروردگار ہے) وہ اس کے دامن گیر تھے اور اس کے کام میں (کبھی) شک نہیں کیا بلکہ وہ اس کے پیروکار اور اس کی ہدایت حاصل کئے ہوئے تھے اور (تائیدی) مواد اس سے حضرت ابراہیمؑ پر نازل ہوتا تھا، یہاں تک کہ انہوں نے ستارے کے نور کو پوری طرح سے حاصل کرلیا۔ یہ اس کے دن اور مدت کے مکمل ہوتے وقت تھا۔ جب ان کے بھائی اور دوست کی وفات اور (دنیا سے) غائب ہونے کا وقت آگیا جو کہ ان کا قول تھا: "لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ" (۶:۷۶)۔ میں غروب ہونے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ تو اس نے حضرت ابراہیمؑ کو اپنے حجّت تک بلند کیا اور وہ چاند تھا جس کے بارے میں (خدا کی) کتاب نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اسکو دیکھا، اسکو دیکھتے وقت ان میں پایا جانے والا اضطراب پُرسکون ہوگیا۔ ستارے (داعی) نے حجّت سے حضرت ابراہیمؑ کو اپنے مرتبے میں مقرر کرنے اور اس کا وارث بنانے کی درخواست کی، کیونکہ وہ اسکے سب سے عزیز (علمی) فرزندوں میں سے تھے۔ پس حجّت نے ان کو اس درجے میں مقرر کیا۔ جب ان سے چاند کا نور وابستہ ہوا جو کہ ستارے کے نور سے بڑھ کر تھا تو کہا: "هٰذَا رَبِّيْ" (۶:۷۷) یہ میرا پروردگار ہے۔ حضرت ابراہیمؑ اسکے حضور میں کوشش کرتے رہے یہاں تک کہ اسکے غروب ہونے (کا وقت) آگیا اور اُسے غائب ہو جانا تھا جیسا کہ ہم نے کہا (اس وقت) چاند (حجّت) نے انہیں اپنے زمانے کے امام تک بلند کیا اور امام سے انہیں اپنے ہاں اس کے مرتبے میں مقرر کرنے کی

درخواست کی۔ پس امام نے اس کی درخواست قبول فرمائی اور حضرت ابراہیمؑ اس کے مرتبے میں مقرر ہو گئے۔ جب امامِ زمان جو کہ حضرت صالحؑ تھے کو (دنیا سے) لے جانے کا وقت آ گیا تو انہیں نبوت کا نور اور اولیا کی میراث کو حضرت ابراہیمؑ کے سپرد کر دینے کیلئے وحی کی گئی۔ پس انہوں نے اسکو بجا لایا اور لپنے نقیبوں کو حاضر کیا اور ان کی موجودگی میں نور اور میراث کو حضرت ابراہیمؑ کے سپرد کر دیا۔ ان کے معاملے کو کتاب نے بیان کیا ہے، جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے: "وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا" (۴۱:۱۹) اے نبی! تو کتاب میں ابراہیم کا ذکر کر، وہ بہت سچا اور نبی تھا۔ مرتبہ سپرد کئے جاتے وقت حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم سے فرمایا: "يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ" (۶:۷۸-۷۹)۔ اے میری قوم! میں اس سے بری ہوں جسکو تم خدا کیساتھ شریک ٹھہراتے ہو، میں نے اپنا چہرہ یک رُخ ہو کر اس کی طرف کر لیا ہے، جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ انہوں نے اس قول سے یہ مراد لیا کہ انہوں نے اپنا رُخ اس ذات کی طرف کیا ہے جس نے نطقاء کو مقرر کر لیا ہے جو کہ آسمان ہیں اور اساسوں کو بنایا ہے جو کہ زمین ہیں اور میں تمہارے اماموں سے بری ہوں جن کو تم نے اپنے زمانے کے ناطق کے اماموں کیساتھ شریک ٹھہرایا ہے اور ان کو ناطق کے اماموں کے سوا معبود بنایا ہے میں یک رُخ اور سب سے کٹ کر ہوں۔ حنیف کے معنی ہیں کسی چیز سے ہٹنے یا الگ ہونے والا، بقول ان کے کہ میں تمہارے باطل سے ہٹ کر ہوں اور نہ میں ان میں سے ہوں جو گمراہی کے امام کو ہدایت کے امام کیساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔

روایت کی گئی ہے کہ ناطق کے درجے تک ترقی کرنے سے پہلے جب ان کو حجتی میں مقرر کیا گیا تھا تو ان کو بذاتِ خود لوگوں کے سرداروں کے ساتھ بحث و

مناظرے کی اجازت دی گئی تھی یہاں تک کہ انہوں نے ان کے پاس جو (غلط عقائد) تھے ان کو توڑ دیا تھا، اور اسکے متعلق خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے: "فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ" (۲۱:۵۸) پس ابراہیم نے سوائے ان کے بڑے بت کے باقی بتوں کے ٹکڑے کر دیئے شاید وہ اس (بڑے بت) کی طرف لوٹ جائیں۔ وہ اپنے دین کے معاملے میں اس (بڑے بت=سردار) کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اور اسکی پیروی کرتے تھے۔ اس نے پوشیدہ طور پر حضرت ابراہیمؑ کے لئے اقرار کرلیا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ نے امید کی کہ وہ لوگ ان کی طرف رجوع کریں گے جس طرح اس سردار نے رجوع کیا تھا۔ جب قوم مناظرے کے لئے جمع ہو گئی تو لوگوں نے کہا: "مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ" (۲۱:۵۹) اے ابراہیم! ہمارے معبودوں کے ساتھ کس نے ایسا کیا ہے؟ پس انہوں نے اس شخص کی طرف اشارہ کیا اور ان کا قول تھا۔ "بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْئَلُوْهُمْ" (۲۱:۶۳) ان بتوں کو ان کے اس بڑے بت نے توڑ دیا ہے میری کہی ہوئی بات کی سچائی کیلئے اس سے پوچھو۔ جب ان کے ساتھی نے اس بات پر ان کے ساتھ بحث و مناظرہ کیا تو ان پر حجت لازم ہوگئی۔ "فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ" (۲۱:۶۴-۶۵) وہ اپنے لوگوں کی طرف واپس گئے یعنی اپنے اماموں کے ساتھ جو بڑے لوگ تھے، ان کی طرف گئے۔ ان سے کہا کہ یقیناً تم ہی ظالم ہو پھر وہ پلٹ گئے۔ یعنی ان لوگوں نے اپنے سرداروں کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا، کیونکہ انہوں نے (علم کو) ان سے لیا تھا اور وہ ان کی زبانوں سے بولتے تھے، یعنی ان کی کوئی حجت نہیں تھی جو قائم ہوتی نہ کوئی علم تھا جس سے دل کے غم سے شفا حاصل ہوتی۔ اس وقت حضرت ابراہیمؑ نے کہا: "اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ" (۲۱:۶۶)۔ کیا تم لوگ خدا کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرتے ہو یعنی تمہارا ولی جو کہ (تمہارے خیال کے مطابق) خدا کے حکم سے مقرر ہے اسکا نہ کوئی دین ہے نہ خدا کی طرف سے کوئی اختیار

ہے۔"اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ" (۲۱:۶۷) تف ہے تم پر، اور ان پر بھی جن کو تم پوجتے ہو۔ جب شیطانوں کے سردار حضرت ابراہیمؑ کے ضد کے پاس جمع ہو گئے اور ان کے لئے فتنے کی آگ جلائی اور ان کی برائی کیلئے اس امید پر اکٹھے ہو گئے کہ: "لِيُطْفِئُوا نُوْرَ اللهِ بِأَفْوَاهِهِمْ" (۶۱:۸) تاکہ وہ اپنی مونہوں کی پھونکوں سے خدا کے نور کو بجھا سکیں، تو خدا نے ان لوگوں کو اعمال کے لحاظ سے سب سے زیادہ خسارہ پانے والوں میں سے بنا دیا اور حضرت ابراہیمؑ کے لئے ان کی جلائی ہوئی آگ کو بجھا دیا۔

روایت کی گئی ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں پھینکنے کیلئے منجنیق کی طرف آگے بڑھایا گیا تو فرشتوں نے خدا کے حضور میں شور مچایا۔ خدا نے ان سے فرمایا اگر میرا بندہ تم سے مدد طلب کرے تو اس کی مدد کر دو اور اس تعالیٰ نے جبرائیل کو حضرت ابراہیمؑ کے پاس بھیج دیا جو اس وقت منجنیق کی ہتھیلی پر تھے۔ جبرائیل نے ان سے کہا اے ابراہیم! کیا کوئی حاجت ہے؟ انہوں نے جواب دیا: تجھ سے کوئی حاجت نہیں ہے جبرائیل نے پوچھا: کیا خدا سے کوئی حاجت ہے؟ انہوں نے جواب دیا: خدا سے بھی کوئی حاجت نہیں۔ لوگوں نے ان کو آگ میں پھینک دیا، پھر خدا نے ان کو اتارا اور وہ اچانک ایک سرسبز باغ میں تھے۔

اس وقت حضرت ابراہیمؑ (دین کے کام کے لئے) برپا تھے اور حضرت ھودؑ کی شریعت کی طرف (لوگوں کو) دعوت دے رہے تھے یہ حضرت سامؑ اور حضرت نوحؑ کی تاویل تھی۔ حضرت ابراہیمؑ اپنی دعوت کو قبول کرنے والے مؤمنین میں سے ہر ایک کو دار الضد سے چلے جانے کا حکم دیتے تھے۔ یہ ان کی مدد کرنے سے اپنا ہاتھ کوتاہ ہونے اور خود پر آنے والی آزمائش کو جاننے کی وجہ سے تھا۔ نیز ان کی صبر کی کمی کے سبب سے تھا۔ رسولِ خداصلعم (بھی) حضرت بحیرأ کی امامت کی طرف دعوت دیتے اور حضرت عیسیٰؑ کی شریعت کو قائم کرتے وقت اپنے مستجیبوں کو اسکا حکم دیتے تھے۔ ان کیلئے آنجنابؐ کا

قول تھا: مَنۡ لَمۡ تَکُنۡ لَہٗ عَشِیۡرَۃٌ تَمۡنَعُہٗ مِنۡ ضِدِّہٖ فَلۡیَفِرَّ اِلیٰ اَرۡضِ الۡحَبۡشَۃِ۔ جسکا کوئی قبیلہ نہ ہو جو اس کو اپنے ضد سے بچائے تو وہ سرزمینِ حبشہ کی طرف بھاگ جائے۔

توریت میں یہ بات آئی ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ سے اپنے پروردگار کی طرف سے (تائیدی) مادہ وابستہ ہوا تو پروردگار نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ تم اپنے دارالضد اور اس شہر جسمیں تم نے پرورش پائی ہے، سے اُس شہر کی طرف نکل جاؤ جس کا پروردگار نے تم کو وارث بنایا ہے۔ اس وقت حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بھتیجے حضرت لوطؑ کو شام کی طرف بھیجا تاکہ وہ ان کیلئے دارِ ہجرت طلب کریں۔ حضرت لوطؑ، حضرت ابراہیمؑ کے بھیجے ہوئے کام کی غرض سے نکلے، وہ شہروں میں گھومتے رہے یہاں تک کہ وہ مقدس سرزمین تک آئے جو کہ حضرت ابراہیمؑ کے قبر کی جگہ ہے۔ وہ اپنی دعوت کو قبول کرنے والے کو حضرت ابراہیمؑ کی امامت کی طرف دعوت دیتے تھے۔ اس شہر کے لوگوں نے ان کی دعوت قبول کی۔ جب ان کا ہاتھ مضبوط ہوگیا اور ان کی (دینی) نسل زیادہ ہوگئی تو انہوں نے حضرت ابراہیمؑ کو اپنی طرف سفر کرنے کیلئے خط لکھا۔ حضرت ابراہیمؑ اپنے دارالضد سے اپنے ساتھ باقی بچے ہوئے اپنے داعیوں اور تنگی اور مصیبت میں صبر کرنے والے بڑے مؤمنین کے ساتھ نکلے۔ اس دن انکی تعداد بھروسے اور دینداری والے تین سو تیرہ مردوں کی تھی۔ روایت کی ہوئی باتوں میں سے ایک یہ کہ جب امام (حضرت ابراہیمؑ) کیلئے اپنے حدود کو جمع کرتے کرتے لوگوں کے ان کے بھروسے اور دینداری کی اس صفت کے حامل ہونے کے بعد یہ تعداد مکمل ہوگئی تو آنجنابؑ تیزی سے سفر کرتے رہے یہاں تک کہ حران نامی شہر میں داخل ہوگئے۔ اسکا بادشاہ بھی علمِ نجوم میں بصیرت رکھتا تھا اور اسکے باشندے ہمارے اسی وقت تک اسی حالت پر ہیں۔ ان تک مذہبِ حق پہنچا تھا اسلئے کہ حضرت صالحؑ کا کوئی داعی بادشاہ کے پاس آیا تھا، بادشاہ نے اپنے نجوم میں جو کچھ دیکھا تھا اسمیں حضرت ابراہیمؑ کی حالت بھی تھی کہ عراق میں ایک شخص پیدا ہوگا اور

اسکے ملک کی خرابی اور بادشاہی کا زوال اسکے ہاتھوں سے ہوگا۔جب حضرت ابراہیمؑ حران میں داخل ہوگئے تو اسمیں کئی دن رہے اور ان کے ہاتھوں ان مؤمنین کی ایک بڑی تعداد نے نجات حاصل کی جن سے حضرت لوطؑ نے ان کیلئے عہد لیا تھا۔حضرت ابراہیمؑ ہر شہر میں اپنی دعوت قبول کرنیوالے سے فرماتے تھے کہ آپ اپنے دارالضد سے چلے جائیں۔وہ آنے والی آزمائش کو جاننے کی وجہ سے اسے شام کی طرف سفر کرنے کا حکم دیتے تھے۔

ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت سارہؑ جو کہ بادشاہ کی بیٹی تھی انہوں نے کتابیں پڑھی تھیں اور لوگوں کی تاریخ کا بھی مطالعہ کیا تھا،اور ان کے باپ کی طرف سے مذہبِ حق کی کچھ تعلیمات بھی ان تک پہنچی تھیں۔انہوں نے یہ طے کیا تھا کہ وہ صرف اس شخص سے شادی کریں گی جسمیں یہ یہ علامات دیکھیں گی اور اسکے بارے میں اپنے والد سے پوچھا تو انہوں نے اس کو منظور کرلیا۔پس انہوں نے اپنے لئے لوگوں کے بیٹھنے کی ایک بڑی اور بہترین جگہ بنائی تھی اور اسکے اوپر کے حصے میں ایک جگہ بنائی تھی وہ اس میں جائزہ لینے کے لئے بیٹھتی تھیں۔وہ گھر میں داخل ہونے والوں کو دیکھتی تھیں مگر ان کو کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔جب انہوں نے اپنے نجوم میں (وہی) صفت کو دیکھا اور ان کیلئے وقت کا قریب آنا ظاہر ہوگیا تو انہوں نے کھانا پکانے کا حکم دیا۔وہ اس دن تک اوقات کو دیکھتی رہی تھیں اور انہوں نے کھانا پکانے اور شہر کے لوگوں کو اپنے کھانے کیلئے بلانے کا حکم دیا۔یہ سب کچھ اپنی حاجت کو طلب کرنے اور اپنے دل میں پوری ہونے والی (امید) کی خاطر تھا۔لوگ گروہ کے بعد گروہ اس مجلس میں داخل ہوتے رہے،دسترخوان بچھے ہوئے تھے اور کھانا کھا کر واپس جاتے رہے یہاں تک کہ شہر کے لوگوں میں سے عام و خاص سب آگئے وہ اس جگہ سے انہیں دیکھتی تھیں جہاں ان کو کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔جب ان کے شہر کے خاص لوگوں میں سے کوئی باقی نہ رہا تو انہوں نے پردیسیوں اور شہر میں آنے والوں کو کھانا کھلانے کا حکم دیا۔انہوں نے ایک بڑے،اعلیٰ قدر و قیمت والے اور

موتی اور جواہرات سے سجے ہوئے ایک تاج کو بنایا تھا اور قسم کھائی تھی کہ جب وہ اس شخص کو دیکھے گی جن کے بارے میں دلائل درست ثابت ہوتے ہوں تو وہ اس تاج کو ان کے سر پر رکھے گی۔ جب کچھ دن گزر گئے اور وہ وہی وقت تھا جسمیں انہوں نے امر کو پورا ہوتے دیکھا تو حضرت ابراہیمؑ اور ان کے اصحاب جو کہ مؤمنین اور ان کی دعوت کو قبول کرنے والے تھے، کو شہر میں پردیسی کی حالت میں داخل ہوتے وقت لایا گیا، پس پردیسیوں کی جماعت کو کھانا کھلانے کیلئے لایا گیا اور وہ کھانا کھانے کیلئے دستر خوان پر بیٹھ گئے۔ حضرت ابراہیمؑ ان کیساتھ تھے جب وہ مجلس میں بیٹھ گئے اور حضرت سارہؑ نے ان کو دیکھا تو ان کے دل نے یقین کرلیا کہ وہ وہی ہیں۔ اس وقت انہوں نے اس شخص کو ان کی طرف بھیجا جو ان سے بات کرسکتا تھا۔ جب ان سے کچھ ایسی باتیں سنیں جو ان تک پہنچی تھیں تو انہوں نے اپنی ایک کنیز کو تاج کے ساتھ نیچے بھیج دیا وہ لوگوں سے گزرتی ہوئی حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئی اور تاج کو ان کے سر پر رکھ دیا۔ اس وقت حضرت ابراہیمؑ کو بادشاہ کے پاس لے جایا گیا اس نے حضرت ابراہیمؑ سے ان کا حال پوچھا اور ان کے ملک کے بارے میں بھی سوال کیا کہ وہ کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جانا چاہتے ہیں حضرت ابراہیمؑ نے اس کو اپنے متعلق آگاہ کیا۔ اسکے نزدیک یہ بات درست ثابت ہوئی کہ وہی مطلوب شخصیت ہیں۔ بادشاہ نے ان سے کہا کہ میری بیٹی نے قسم کھائی ہے کہ وہ صرف اس شخص سے شادی کریں گی جسکو اپنے لئے منتخب کیا ہو اور میں نے ان کیلئے اسکا بندوبست کیا ہے۔ انہوں نے ان لوگوں میں سے آپ کو منتخب کیا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا میں ایک پردیسی شخص ہوں اور میں سفر پر ہوں۔ بادشاہ نے ان سے کہا وہ آپ کی شریکِ حیات ہیں اگر آپ چاہتے ہیں تو اسی وقت ان کے پاس جائیں جب تک آپ یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ پس حضرت ابراہیمؑ نے حضرت سارہؑ کیساتھ شادی کی، جس طرح حضرت موسیٰؑ نے حضرت شعیبؑ کی بیٹی صفراء کے ساتھ شادی کی تھی اور وہ ان

کیساتھ کئی دن رہے۔ روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے حضرت سارہؑ اور ان کے والد سے اپنا عہد و پیمان لیا تھا اور ان کے والد کو ان کے شہر میں مقرر کیا تھا۔ وہ لوگوں کو حضرت ابراہیمؑ کی طرف دعوت دیتا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ حضرت سارہؑ اور ان مؤمنین کے ساتھ وہاں سے روانہ ہوگئے جو اُن کے ساتھ تھے۔

روایت کی گئی ہے کہ حضرت سارہؑ کے ساتھ ان کی شادی روحانی اور جسمانی دونوں طرح سے تھی اور انہوں نے حضرت سارہؑ کو دعوت کرنے کی آزادی دی تھی، اور جو کوئی کسی خاتون کے ساتھ روحانی اور جسمانی دونوں طریقے پر شادی کرتا ہے تو اس کے ہوتے ہوئے کسی دوسری خاتون کیساتھ شادی نہیں کرتا اور نہ کسی کنیز کو پسند کرتا ہے مگر اس کی رضا سے، اور نہ اس سلسلے میں اس کے دین اور دنیا کی کسی چیز پر اعتراض کرتا ہے اور اسطرح کی شادی حضرت ابراہیمؑ کے فرزندوں میں سے حضرت رسولِ خداؐ نے حضرت خدیجہؑ اور حضرت علی بن ابی طالبؑ نے حضرت فاطمہ زہراؑ کے ساتھ کی تھی، اور ان کے بعد ان کے فرزندوں میں سے حضرت امام جعفر صادقؑ نے حضرت اسماعیلؑ... کی والدہ ماجدہ کے ساتھ کی تھی۔

حضرت ابراہیمؑ اپنے اہل و عیال کے ساتھ روانہ ہوگئے اور بعلبک نامی جگہ پر آگئے۔ وہ حران اور مصر کا آخری صوبہ تھا۔ مصر کا مالک اور قبطیوں کا بادشاہ بہت بڑی شان اور بادشاہی والا تھا اور علمِ نجوم کو جانتا تھا۔ اس نے دوسرے بادشاہ کی طرح اپنے نجوم میں دیکھا اور (جان لیا) کہ اسکی بادشاہی کا زوال ایک شخص کے ہاتھ سے ہونے والا ہے جو عراق سے نکلے گا۔ اس نے بعلبک کی نگرانی شروع کی اور اس نے یہ علاقہ اپنی بیٹی کو عطا کیا جو کہ حضرت ہاجرہؑ تھیں۔ ان کے ساتھ اپنے خاص لوگوں میں سے اس شخص کو بھیجا جس پر اسکا اعتبار تھا۔ اپنی بیٹی کے وہاں قیام کرنے کی وجہ سے اسکو اس علاقے کی حفاظت کرنے اور اس میں داخل ہونے والے کی تلاشی لینے کا حکم دیا۔ وہ بادشاہ کی،

کی ہوئی وصیت کے مطابق (آنے والوں کی) تلاشی لیتا رہا اور تمام خبریں اپنی مالکن کو پہنچتا رہا یہاں تک کہ حضرت ابراہیمؑ وہاں پہنچے تو اس میں موجود (ذمہ دار) شخص نے انہیں دیکھ لیا۔ اس نے حضرت ابراہیمؑ کی جو ہیبت اور بہترین روپ دیکھا تو اس نے اسے خوفزدہ کر دیا۔ اس نے حضرت ابراہیمؑ کی تلاشی لی اور انکے پاس کتابوں اور دیگر چیزوں میں سے اسکے کام کی کوئی چیز نہ پائی۔ جب اس نے حضرت ابراہیمؑ کی تلاشی لینی شروع کی تو اس دوران اسکی نظر حضرت سارہؑ پر پڑی تو وہ ان کی بہترین صورت کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا ہو گیا۔ اس نے حضرت ابراہیمؑ سے ان کے بارے میں پوچھا کہ ان کا حضرت سارہؑ کیساتھ کیا رشتہ ہے؟ حضرت ابراہیمؑ نے اس سے فرمایا کہ یہ میری بہن ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے ان کے ساتھ پہلے روحانی طریقے پر کی ہوئی شادی کی وجہ سے راہِ دین کے بھائی چارے کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے جو کچھ مراد لیا تھا، اس خسارہ پانے والے شخص نے اس کے علاوہ اور کچھ مراد لیا۔ اس نے حضرت سارہؑ کیساتھ شادی کرنے کی ان سے درخواست کی وہ اسکے منظور کرنے سے رُک گئے۔ پس اس نے حضرت ابراہیمؑ کو گرفتار کر لیا اور بعلبک میں ان کا قید کیا جانا ہمارے اس وقت تک مشہور ہے۔ اس نے حضرت سارہؑ کو ان سے لے لیا اور ان کو لے کر اپنی مالکن حضرت ہاجرہؑ کا رُخ کیا۔ اس فاسق نے یہ نہ جانا کہ خدا کا امر اسکے اولیا میں کس طرح جاری ہے۔ وہ عزّوجلّ فرماتا ہے: ''وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ'' (۳:۵۴)۔ ان لوگوں نے (خدا کے ساتھ) مکر کیا تو خدا نے بھی (ان کے ساتھ) مکر کیا۔ ''فَلَا یَاْمَنُ مَکْرَ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ'' (۷:۹۹) خدا کے مکر سے صرف خسارہ پانے والے لوگ ہی بے خبر رہتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کو اپنے پروردگار پر بھروسہ ہونے کی وجہ سے اس شخص کے کسی عمل نے خوفزدہ نہیں کیا۔ جب حضرت سارہؑ، حضرت ہاجرہؑ کے پاس داخل ہوئیں، اور انہوں نے حضرت سارہؑ کا جو جلال دیکھا تو اس نے انہیں خوفزدہ کیا اور وہ ان کے مرتبے سے ڈر گئیں۔ اور حضرت سارہؑ کو ان سے فائدہ

اٹھانے کا موقع ممکن ہوگیا۔ وہ ان سے نرم انداز میں گفتگو کرتی رہیں یہاں تک کہ ان پر حضرت سارہؑ کی جو ہیبت طاری ہوگئی تھی وہ کم ہوگئی۔ انہوں نے موقع حاصل ہوتے ہی حضرت ہاجرہؑ سے حضرت ابراہیمؑ کی امامت کا عہد و پیمان لیا اور ان کو آگاہ کیا کہ انہی کا انتظار کیا جارہا ہے۔ وہ اور دوسرے لوگ اس دن سے ان ہی کا انتظار کر رہے ہیں جب سے انہوں نے حضرت ابراہیمؑ کو اپنے نجوم میں دیکھا ہے۔

عام لوگوں نے روایت کی ہے کہ جب حضرت سارہؑ اس ظالم شخص کی طرف گئیں اور اس نے انکی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تو اسکا ہاتھ سوکھ گیا۔ اس نے ان سے مدد طلب کی، انہوں نے اسکی مدد کی۔ اس کو تین مرتبہ یہ مرض لاحق ہوگیا، وہ یہ کہ اس کی مالکن حضرت ہاجرہؑ نے اس وقت (دینِ حق کی) دعوت کی اور اس کو حضرت ابراہیمؑ کے حال اور جس کام پر وہ مقرر تھے سے آگاہ کیا۔ اس نے حضرت سارہؑ کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تو انہوں نے اس سے حضرت ابراہیمؑ کی امامت کا عہد و پیمان لیا۔ یوں خدا نے ظالم کے ہاتھ کو اپنے اولیا سے روک دیا۔ اس نے حضرت ابراہیمؑ کو آزاد کیا اور ان کو اموال اور خلعتیں پیش کی مگر حضرت ابراہیمؑ نے ان کو قبول نہیں کیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے بعلبک میں اسکو اپنے حال پر رکھا کہ وہ ان کی دعوت کا فریضہ انجام دیتا رہے۔ اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ وہاں سے نکل گئے۔

روایت کی گئی ہے کہ جب حضرت ہاجرہؑ نے حضرت سارہؑ کو دیکھا کہ وہ ان کے پاس سے نکل گئی ہیں تو کہا کہ میری مالکن کے جانے کے بعد میری کوئی زندگی نہیں ہے۔ اسلئے عام لوگوں نے روایت کی ہے کہ وہ حضرت سارہؑ کی کنیز تھیں۔ حضرت ابراہیمؑ چل پڑے یہاں تک کہ فلسطین آئے۔ توریت میں آیا ہے کہ جب فلسطین میں حضرت ابراہیمؑ کا کام درست طریقے سے چلنے لگا تو خدا نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ تم مشرق اور مغرب میں اپنی نظر دوڑاؤ، تم جو کچھ دیکھو گے میں نے اسکو تمہیں عطا کردوں گا اور تمام اہلِ زمین

کو تمہارے بعد تمہاری اولاد کیلئے غلام اور کنیزیں بنادوں گا۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوطؑ (لوگوں کی) اصلاح کرتے رہے یہاں تک کہ انکے مجموعے میں اضافہ ہوگیا اور دونوں کی دعوت مضبوط ہوگئی۔ ان (کی زیادہ تعداد) کی وجہ سے وہ زمین تنگ ہوگئی جس میں وہ مقیم تھے، جگہ تنگ ہونے کی وجہ سے انکے راعی (گڈریے) گھاس اور پانی پر آپس میں جھگڑنے لگے۔ تو خدا نے حضرت ابراہیمؑ کی طرف وحی بھیجی کہ زمین کو اپنے اور لوطؑ کے درمیان تقسیم کردے۔ خدائے عزّوجلّ نے حضرت لوطؑ کی دونوں شریعتوں یعنی حضرت نوحؑ کی شریعت کے آخری حصّے کیساتھ حضرت صالحؑ کی شریعت کی پہلے جو خدمت اور اسمیں نصیحت کی تھی، نیز انہوں نے حضرت ابراہیمؑ کے لئے جس دارِ ہجرت کے بنانے کی ابتدا کی تھی، اس کی وجہ سے ان کے حصّے میں کمی نہیں کی۔ حضرت ابراہیمؑ نے ان کو حاضر کیا اور ان سے فرمایا: اپنے لئے جو علاقہ چاہو اس کو لو اور اس کی طرف چل پڑو۔ انہوں نے سدوم اور عمورا کو پسند کیا۔ اپنے اصحاب کو جمع کیا اور ان کی طرف چل پڑے وہ زیادہ وسائل، آبادی، سرسبزی اور زرخیزی والا علاقہ تھا۔ اس کے باشندے شریر اور اپنے پروردگار کے نافرمان تھے اور بہت زیادہ برائیوں کا ارتکاب کرتے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ، حضرت لوطؑ کے بعد فلسطین میں مقیم رہے یہاں تک کہ ان کے مال مویشی، غلام اور دعوت کو قبول کرنے والے زیادہ ہوگئے۔ فلسطین کے بادشاہ نے ان سے کہا: آپ نے میری زمین تنگ کی، اپنے لئے ایک سرزمین تلاش کرو تاکہ اس کی طرف جاسکو۔ حضرت ابراہیمؑ بیرسبع کی طرف نکل گئے۔ وہ مکّہ کا صحرا تھا انہوں نے اس کو آباد کیا اور اس میں سات سال رہے۔

توریت میں آیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ ایک دن سدوم اور عمورا کی طرف جھانکے۔ خدا نے انکی طرف وحی بھیجی کہ اس علاقے کی قوم کے بُرے اعمال بہت زیادہ ہوگئے ہیں اور ان کی بَلا میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے اور اسکے ظالم لوگوں کے خلاف مظلوم

لوگوں کی چیخ و پکار زیادہ ہوگئی ہے۔ پس میں اسکو اسمیں موجود باشندوں کے ساتھ ہلاک کرنے والا ہوں، میں نے اس سے تم کو آگاہ کیا۔ کیونکہ جو میرے اولیا کی وجہ سے مجھ سے دشمنی کرتا ہے تو میں اس سے انتقام لیتا ہوں۔ میں اپنے دشمنوں کیساتھ ان کی بلا زیادہ ہوتے وقت جو کچھ کرنے والا ہوں، اس سے تجھے آگاہ کیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا: اے پروردگار! تو بُرے شخص کے گناہ کی وجہ سے نیک شخص اور بدکار کے گناہ کی وجہ سے نیکوکار کو ہلاک کرنے سے پاک ہے۔ شاید اس علاقے میں پچاس نیکوکار موجود ہوں۔ خدا نے فرمایا: اے ابراہیم! ان کو تلاش کرو اگر تم نے ان لوگوں میں پچاس نیکوکاروں کو پایا تو میں بروں کو انہیں عطا کردونگا (یعنی نیکوکاروں کی وجہ سے بدکاروں کو معاف فرماؤنگا)۔ انہوں نے عرض کیا: اگر پچاس میں سے پانچ نیکوکار کم ہوجائیں تو ان پانچ کی وجہ سے خلقت کو ہلاک کردو گے۔ حضرت ابراہیمؑ خدا کے حضور میں بار بار رجوع کرتے اور پانچ پانچ نیکوکاروں کو کم کرتے رہے یہاں تک کہ معاملہ دس پر ٹھہر گیا۔ خدا نے فرمایا: اگر تو نے دس نیکوکاروں کو پایا تو میں ان لوگوں کو ہلاک نہیں کروں گا۔ اس وقت حضرت ابراہیمؑ مایوس ہو گئے۔ خدا نے اسی رات سدوم کی طرف دو فرشتوں کو بھیجا اور انہیں سدوم کو الٹ دینے کا حکم دیا۔ دونوں فرشتے شہر کی طرف آگئے، انہوں نے حضرت لوطؑ کو شہر کے دروازے پر بیٹھا ہوا پایا۔ وہ فرشتوں سے خندہ پیشانی کیساتھ ملے اور ان سے مہمان بننے کی درخواست کی وہ اس سے رُکے رہے۔ حضرت لوطؑ نے اصرار کیا اور نرمی دکھائی۔ وہ آمادہ نہیں تھے یہاں تک کہ انہوں نے فرشتوں کے سامنے زمین پر بوسہ دیا۔ پس انہوں نے حضرت لوطؑ کی درخواست کو قبول کیا۔ جب وہ ان کے پاس آگئے اور مکمل طور پر مجلس میں براجمان ہوئے تو حضرت لوطؑ اس سوال کے ساتھ انکی طرف متوجہ ہوئے کہ آپ دونوں کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ خدا نے ہمیں اس شہر کی طرف بھیجا ہے اور ہمیں اس کو الٹ دینے کا حکم دیا ہے، اس لئے

کہ لوگوں کا ظلم خدا تک بلند ہوا ہے اور اس کا وعدہ ان لوگوں کے لئے پورا ہو چکا ہے۔ وہ اسی سوال و جواب میں تھے کہ اچانک شہر کے لوگ حضرت لوطؑ کے گھر کی طرف آگئے اور ان سے پوچھا کہ وہ دونوں آدمی کہاں ہیں جنہوں نے آپ کے ہاں رات گزاری ہے؟ ان کو ہماری طرف بھیج دو تاکہ ہم ان کیساتھ غلط کاری کریں۔ حضرت لوطؑ نے جواب دیا: تمہیں اس عمل کی دعوت کس نے دی ہے جبکہ میری (روحانی) بیٹیاں پاک اور کنواری حالت میں ہیں وہ آپ کے لئے زیادہ پاک ہیں۔ انہوں نے کہا: ہمیں آپ کی بیٹیوں کی کوئی ضرورت نہیں، ہم آپ کے مہمانوں کو نہیں چھوڑیں گے۔ جب ان کی گفتگو طویل ہوگئی تو انہوں نے حضرت لوطؑ سے کہا کہ آپ کل ہمارے پاس رہنے آئے تھے، آج ہم پر غلبہ پانے والے بن گئے۔ انہوں نے حضرت لوطؑ کے پاس داخل ہونے کا ارادہ کیا۔ حضرت لوطؑ نے انکے سامنے دروازہ بند کر دیا انہوں نے اسکو توڑنے کا ارادہ کیا۔ دونوں آدمیوں (فرشتوں) نے حضرت لوطؑ کو لیا اور گھر میں داخل کر دیا اور دروازے کو مضبوطی سے بند کر دیا۔ وہ لوگ ہلوں کے پھاڑوں سے دروازے پر ضربیں لگانے لگے اور گرد و نواح سے ان کے ساتھی بھی جمع ہوگئے۔ اس وقت دونوں آدمیوں نے حضرت لوطؑ سے کہا: آپ اپنے اہل و عیال اور آپ پر ایمان رکھنے والے جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں، ان کو جمع کریں۔ ہم ان (نافرمان) لوگوں کو ابھی ہلاک کرنے والے ہیں۔ حضرت لوطؑ نے ان سے صبر کرنے کی درخواست کی مگر انہوں نے انکار کیا۔ پس حضرت لوطؑ نے اپنی بیٹیوں، بیوی اور دیگر مؤمنین کو بلایا اور شہر سے نکل گئے۔ دونوں آدمیوں نے انہیں تاکید کی کہ کوئی بھی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے اور شہر کے اعمال میں سے کسی چیز پر نہ رُکے رہے۔ حضرت لوطؑ اپنے اہل و عیال کے ساتھ چل پڑے۔ دونوں آدمی (فرشتے) بھی ان کے ساتھ نکل گئے یہاں تک کہ فرشتے ان کو شہر سے نکال کر اس علاقے کے صحرا میں لے آئے۔ خدا نے ان لوگوں پر آگ کے ساتھ سرخ گندھک برسایا (جس سے) شہر اور اس کے باقی باشندے

جل گئے۔ جب حضرت لوطؑ کی بیوی نے گندھک کی بارش پڑتے سنا تو پیچھے مڑ کر خدا کے اس کے باشندوں کے ساتھ کرنے والے عمل کو دیکھنے لگی۔ پس اس پر بھی وہی عذاب نازل ہوا جو ان پر نازل ہوا تھا۔ حضرت لوطؑ، ان کی بیٹیاں اور ان کے ساتھ جو مؤمنین تھے وہ شہر کے باقی ماندہ حصّے سے نکلنے تک چلتے رہے۔ پس حضرت لوطؑ نے ایک غار کو دیکھا، اس میں پناہ لی اور رات بسر کی اور دعا اور گریہ وزاری کرنے لگے اور اپنی دعا میں کہا اے اللہ! تو مجھے ایک جگہ عنایت کر جس میں، میں پوشیدہ رہ سکوں۔ وہ اسی طرح دعا کرتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ پس وہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ روانہ ہوگئے یہاں تک کہ زیادہ وسائل والے ایک چھوٹے سے گاؤں آ گئے۔ حضرت لوطؑ اس جگہ رہے یہاں تک کہ ان کی نسل زیادہ ہوگئی اور معاملہ مشہور ہوگیا۔ ان کی طرف فلسطین کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ نکلا اس کیساتھ پانچ بادشاہ اور تھے، انہوں نے حضرت لوطؑ کے ساتھ جنگ کی یہاں تک انہوں نے حضرت لوطؑ کے ساتھ جو لوگ تھے ان کی ایک بڑی تعداد کو قتل کر دیا، حضرت لوطؑ کو قید کر لیا اور ان کے ساتھ جو کچھ مال و اسباب تھا، اس کو غنیمت کے طور پر لے لیا۔ اسکی خبر حضرت ابراہیمؑ تک پہنچی تو انہوں نے اپنے علماء اور اپنے خاص گروہ، اہلِ دعوت، داعیوں اور ان کے پیروکار مؤمنین کو جمع کیا، ان کے پاس جو خاص لوگ تھے ان کی تعداد عام پیروکاروں کے علاوہ تین سو تیرہ تھی۔ وہ ان کے ساتھ روانہ ہوگئے یہاں تک کہ نابلس اور اس کیساتھ والے علاقے میں اپنے دشمن تک پہنچ گئے۔ پس حضرت ابراہیمؑ نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کے آخری شخص کو بھی قتل کر دیا یہاں تک کہ ان سے دریاؤں اور پہاڑوں کو بھر دیا۔ حضرت لوطؑ اور مؤمنین کی جماعت کو ان کے ہاتھوں سے چھڑا لیا پھر اپنے خاص اصحاب میں پکارا کہ وہ ان کے اموالِ غنیمت میں سے کوئی چیز نہیں اٹھائیں اور ان اموال کو (عام) پیروکاروں کے حوالے کر دیں۔ وہ حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئے اور عرض کی کہ یہ غنیمتیں ہم پر بھاری ہوگئیں جبکہ آپ نے اپنے

غلاموں اور دوستوں کو ان سے منع کیا۔حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ: خدا کی قسم! میں ان میں سے جانوں کے سوا ایک دھاگہ یا اس سے بڑھ کر کوئی بھی چیز نہیں لوں گا، جانیں (اشخاص) میرے لئے ہیں اور اموال اور اسباب تمہارے لئے ہیں۔

جب فلسطین کے بادشاہوں کو حضرت ابراہیمؑ کے کئے ہوئے عمل کی خبر پہنچی تو انہوں نے حضرت ابراہیمؑ کی طرف خلعتیں اور بہت زیادہ اموال اور تحفے بھیج دیئے۔ حضرت ابراہیمؑ نے ان کو قبول نہیں کیا اور ایلچیوں سے کہا کہ آپ لوگ بادشاہ سے کہیں کہ کل آپ ہمیں اپنے ملک سے بھگا رہے تھے اور آج آپ ہمیں تحفے بھیج رہے ہیں۔ بادشاہ نے ایلچیوں کو یہ کہتے ہوئے لوٹا دیا کہ ہم نے آپ کے ساتھ بھائی چارہ قائم رکھنے اور صلح کرنے کی رغبت کی وجہ سے یہ تحائف بھیجے ہیں اور ہم نے بھلائی کے ساتھ آپ کو پڑوس میں رکھا ہے اور جب تک ہم سے سخت موقف ظاہر نہ ہو تو آپ کو شک نہ ہو۔حضرت ابراہیمؑ نے اس سے انکار کیا اور اپنے علاقے کی طرف روانہ ہو گئے۔فلسطین کا بادشاہ بذاتِ خود ان سے بیر سبع میں ملنے کے لئے نکلا، دونوں نے صلح کر لی اور حضرت ابراہیمؑ بادشاہ کے ساتھ واپس آ گئے اور زمین کو آپس میں تقسیم کیا، دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے ساتھی کے لئے اس بات پر قسم کھائی کہ وہ ان کے لئے کوئی بُرا موقف ظاہر نہیں کرے گا اور دونوں نے خود پر اس کو گواہ بنایا اور دونوں میں سے ہر ایک اپنے تقسیم کردہ حصے میں رہا۔حضرت لوطؑ عمان میں رہے یہاں تک وہ تینوں رحلت کر گئے۔ اگر ہم حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوطؑ کے ظاہر ہونے سے لیکر غائب ہونے تک کے احوال کو تفصیل سے بیان کریں تو ان کی تشریح اس کتاب کی حد سے طویل ہو گی۔

روایت کی گئی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے رہنے کی مدت طویل ہو گئی اور حضرت سارہؑ سے ان کو کوئی فرزند عنایت نہیں ہوا جو ان کے مرتبے کا وارث ہوتا۔حضرت سارہؑ ان کو دیکھتی تھی کہ وہ حضرت ہاجرہؑ کی طرف دیر تک دیکھتے رہتے ہیں۔ جب حضرت سارہؑ

حضرت ابراہیمؑ کو دیکھتی تھیں کہ وہ حضرت ہاجرہؑ کو دیر تک دیکھتے رہتے ہیں تو اس وقت حضرت ہاجرہؑ اور حضرت سارہؑ کے درمیان مسائل پیدا ہوتے تھے۔ توریت میں یہ بات آئی ہے کہ حضرت ہاجرہؑ، حضرت سارہؑ سے بھاگ گئی تھیں اور ان کو ایک فرشتہ نظر آیا تھا جس نے ان سے کہا تھا: اے خدا کی باندی تو اپنی مالکن کے پاس جاؤ تو حاملہ ہوگی اور ایک فرزند کو جنم دیگی، اس کا نام اسماعیل رکھنا۔ وہ بہت سخی ہوں گے اور ان کے بارہ بزرگ بیٹے پیدا ہوں گے، اور ان کے لئے تمام قومیں تابعِ فرمان ہوں گی۔ جب حضرت سارہؑ فرزند کے پیدا ہونے سے مایوس ہوگئیں تو حضرت ابراہیمؑ سے کہا: میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ ہاجرہؑ کی طرف دیر تک دیکھتے رہتے ہیں، میں ایک شرط پر اس کو آپ سے بیاہ دونگی۔ انہوں نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اگر انہوں نے ایک بیٹے کو جنم دیا تو آپ ان کو اور ان کے بیٹے کو میرے شہر سے باہر لے جائیں گے اور اگر انہوں نے ایک کنیز کو جنم دیا تو اسکو تربیت کے لئے میرے حوالے کریں گے جسطرح میں نے اسکی ماں کی تربیت کی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس کی ذمہ داری لی اور یہ بات ایسی ہے جیساکہ ہم نے کہا کہ امام اس خاتون کے ہوتے ہوئے کسی اور سے شادی نہیں کرتے جس سے امام پیدا ہوتا ہو مگر اس کی رضا سے۔ پس حضرت ابراہیمؑ نے حضرت ہاجرہؑ سے شادی کی اور انہوں نے حضرت اسماعیلؑ کو جنم دیا۔ توریت میں ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت اسماعیل صلوات اللہ علیہ پیدا ہوئے تو اس وقت حضرت ابراہیمؑ کی عمر ۶۴ سال تھی۔ جب خدائے جلَّ اسمہُ نے حضرت سارہؑ کی نیت جان لی تو ان کے بڑھاپے تک پہنچنے اور فرزند سے مایوس ہو جانے کے بعد انہیں حمل سے نوازا اور وہ حضرت اسحاقؑ تھے۔ جب حضرت ابراہیمؑ کے ۹۹ سال مکمل ہوگئے تو انہوں نے تیشے سے ختنہ کرایا۔ نیز انہوں نے حضرت اسماعیلؑ کا ختنہ کیا وہ ۹ سال کے بچے تھے اور حضرت اسحاقؑ کا بھی ختنہ کیا وہ سات دن کے بچے تھے۔ جب حضرت سارہؑ نے دیکھا کہ حضرت

اسماعیلؑ پیدا ہو گئے ہیں تو انہوں نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا وہ عہد و پیمان کہاں ہے جو آپ نے ہاجرہؑ اور ان کے فرزند کے بارے میں کیا تھا؟ پس حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ کو لیا اور ان کے ساتھ مکّہ کے بیابان یعنی اپنے باپ حضرت آدمؑ کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے اور اس کو اپنے لئے اور اپنے بعد اپنی اولاد کے قائم (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ذریعے اپنے دور کے مکمل ہونے تک اپنی نسل کیلئے دارِ ہجرت بنا دیا۔ جب حضرت اسماعیل بن ابراہیمؑ اپنے باپ کے علاقے سے نکلے تو اپنے لئے ایک دارِ ہجرت کی تلاش کی، اسی طرح حضرت اسماعیل بن جعفر صادقؑ جب اپنے باپ کے دارِ ہجرت سے نکلے تو اپنے لئے ایک دارِ ہجرت کی تلاش کی۔ اسلئے عرب کے لوگ اسماعیل کے امر (دعوت) کے پوشیدہ ہونے کی مدت میں مکّہ کے گرد رہے۔ حضرت قیدار بن اسماعیلؑ نے ان سے اس کا عہد لیا تھا کہ اس جگہ کو آنے والے لوگ گزرے ہوئے لوگوں سے وراثت میں پاتے رہیں یہاں تک کہ وہ امر (دعوت) کیلئے کوشش کرتے تھے، اور اس کی خاطر صبر کرتے ہوئے قتل ہو جاتے تھے اور حضرت اسماعیلؑ کے فرزند حضرت محمدؐ کے برپا ہونے سے حضرت اسماعیلؑ کے امر (دعوت) کے ظاہر ہونے کی خوشخبری دیتے تھے کہ حضورؐ ان کیلئے حضرت اسماعیلؑ کے امر کو ظاہر کریں گے اور اس کی طرف دعوت دینگے۔ جب آنحضرتؐ ظاہر ہوئے اور انکی دعوت آشکار ہوگئی تو عرب اور عجم کے ان اہلِ بصائر اور معرفت نے ان کو تسلیم کیا جو ان کی ذات میں اس دعوت کا انتظار کر رہے تھے اور رائے، قیاس، نابینائی اور التباس والوں اور ابلیس کی عبادت کرنے والوں نے ان کی مخالفت کی جن کا خیال تھا کہ ایک زمانہ تھا (جسمیں) خدا نے اپنی زمین کو ایک عدل کرنے والے حجّت سے خالی چھوڑا ہے۔

توریت میں آیا ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ کے ساتھ مکّہ کی طرف روانہ ہوئے تو وہ جُرْھُمْ قبیلے کے ساتھیوں کے ایک گروہ کے ساتھ تھے جو مکّہ کی

گھاٹیوں میں رہنے لگے تھے۔حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ کو ان میں شامل کر دیا اور ان سے حضرت اسماعیلؑ کی امامت کا عہد و پیمان لیا۔انہوں نے حضرت اسماعیلؑ کو سات بکریاں دیں وہ حضرت اسماعیلؑ کے مال کی بنیاد تھیں۔حضرت اسماعیلؑ ان لوگوں کیساتھ پلے بڑھے اور انکی زبان میں کلام کیا۔ان میں سے معاذ بن عَمرو الجرھمی کی بیٹی سے شادی کی، ان سے بارہ بزرگ بیٹے پیدا ہوئے۔جیسا کہ توریت سے یہ روایت آئی ہے ان میں سب سے بڑے حضرت قیدارؑ تھے جنہوں نے اپنے والد حضرت اسماعیلؑ کے بعد بیت اللہ کو آباد کیا۔حضرت ابراہیمؑ نے ختنہ ۹۹ سال کی عمر میں کرایا تھا وہ اپنے ۹۹ داعی پورے ہونے تک حضرت نوحؑ کی شریعت میں پوشیدہ تھے۔۹۹ داعیوں میں ۳۰ داعی بلاغ تھے۔انہوں نے حضرت اسماعیلؑ کا ختنہ اس وقت کیا تھا جب ان (حضرت ابراہیمؑ) کے ۱۰۰ داعی مکمل ہوگئے تھے وہ یہ کہ انہوں نے حضرت اسماعیلؑ کو ان پر مقرر کیا تھا۔یہ حضرت داوٗدؑ کی ۹۹ دنبیاں تھیں انہوں نے حضرت اوریا بن حنّان کی بیوی سے ان کو مکمل کرنا چاہا تھا اور یہ کہ انہوں نے خلیفہ ہونے کی وجہ سے مُتِم کے مرتبے کا دعویٰ کیا تھا، جب ہم اس تک پہنچیں گے تو اس کو اسکی جگہ پر بیان کریں گے۔

جب حضرت ابراہیمؑ کے ۹۹ حدود مکمل ہوگئے، جن کا ذکر پہلے گزرا، تو انہوں نے حضرت نوحؑ کے ظاہر (تنزیل اور شریعت) کو چاک کر دیا اور اپنے آگے حضرت اسماعیلؑ کو مقرر کیا پس وہ ان ننانوے حدود کو (علمی) مدد دینے والے بن گئے۔روایت کرنے والوں نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے حضرت اسماعیلؑ کے ساتھ مؤمنین اور تمام غلاموں اور پیروکاروں کی اولاد کا بھی ختنہ کیا تھا یہ کہ انہوں نے اپنی دعوت قبول کرنے والوں کے لئے اپنے بعد (مقرر ہونے والے) اپنے اساس اور وصی کا مرتبہ ظاہر کیا تھا جو کہ حضرت اسماعیلؑ تھے۔جہاں تک ان کیساتھ حضرت اسحاقؑ کے ختنے کی بات ہے اس سے مراد ہے کہ ان کے بھائی حضرت اسماعیلؑ کی امامت کا ان سے عہد و پیمان لیا تھا۔

قصّۂ حضرت لوط علیہ السّلام

جب حضرت ابراہیمؑ نے حضرت لوطؑ کو حجّت مقرر کیا تو انہیں رازدارانہ انداز میں کہا کہ وہ اپنے علاقے میں حضرت اسماعیلؑ کی دعوت قائم کریں۔ نیز آنجنابؑ نے انہیں حضرت اسماعیلؑ کی طرف آگے بڑھایا اور ان سے اپنے لئے عہد و پیمان لیا اور اپنے آگے حجّت مقرر کیا، جسطرح (بعد میں) حضرت موسیٰؑ نے حضرت یوشع بن نونؑ کو حجّت مقرر کیا تھا اور انہیں حضرت ہارونؑ کے فرزندوں پر اپنا وصی بنایا تھا اور آنجنابؑ نے حضرت شعیبؑ کے زمانے اور فرعون کی بادشاہی کے دَور میں اپنی دودھ پلانے والی ماں (کے درجے میں) ہونے کی وجہ سے انہیں اپنی میراث میں پائے جانے والے ان کے حصّے سے محروم نہیں رکھا تھا۔ جب آنجنابؑ دعوت کے مالک بن گئے تو انہیں اپنے نقیبوں میں سے ایک نقیب بنا دیا اور جب حضرت ہارونؑ (دنیا سے) گزر گئے تو انہیں حضرت ہارونؑ کے فرزندوں اور نقیبوں پر خلیفہ بنا دیا۔

خدا نے حضرت ابراہیمؑ پر بیس (۲۰) صحیفے نازل کئے۔ وہ حضرت لوطؑ کو مقرر کرنے اور حضرت اسماعیلؑ کی طرف دعوت کرنے کیلئے زمین میں اپنے نقیبوں کو مکّہ کی طرف پھیلا دینے کے بعد مکّہ روانہ ہوگئے تاکہ اسے آباد کرسکیں، جیسا کہ خدا نے ان کے بارے میں بیان فرمایا ہے: "اِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاھِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمَاعِیْلُ" (۱۲۷:۲)۔ جب ابراہیم اور اسماعیل بیت اللہ کی بنیادیں بلند کر رہے تھے۔ ان کے بلند گھر سے مراد اُن کی شریعت تھی جو گزشتہ شریعت پر بلند کی گئی تھی۔ انہوں نے منسوخ کردہ

شریعت کے لوگوں کو اپنے اساس کے ذریعے اپنی شریعت میں داخل ہونے کا حکم دیا، اسلئے خدا ان کے بارے میں فرماتا ہے: "اِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَ اِسْمٰعِيْلُ" (۲:۱۲۷)۔ جب ابراہیم اور اسماعیل بیت اللہ کی بنیادیں بلند کر رہے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ کو شریعت کی تاویل کرنے کی وجہ سے اپنے ساتھ شریک بنایا۔ ان کے حرم کی بنیادیں چار تھیں اور وہ پرندے تھے جن سے انہوں نے منسوخ کردہ شریعت کے پہاڑوں کی طرف اشارہ کیا، ان سے اپنی طرف اور اپنے وصی حضرت اسماعیلؑ کی طرف دعوت قائم کرنے کا عہد لیا اور ان کو بتایا کہ یہ خدا کے حکم اور وحی سے ہے۔ روایت میں آیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو یہ چار حرم سپرد کئے گئے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ نے ان کے ذریعے زمین کے جزائر میں (موجود) نقیبوں کی طرف اشارہ کیا جو کہ زمین کے پہاڑ اور اس کی میخیں ہیں اور ان کو قیامت تک دعوت قائم کرنے کا حکم دیا۔ روایت میں آیا ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ کی وفات کا وقت آگیا تو انہوں نے حضرت اسحاقؑ سے حضرت اسماعیلؑ اور ان کی اولاد کے قائم جو کہ حضرت محمدؐ تھے، کے برپا ہونے تک ان کی طرف باطنی دعوت قائم کرنے کا عہد و پیمان لیا، اور حضرت اسماعیلؑ سے (شریعت کے) ظاہر اور اس کی دعوت کو حضرت اسحاقؑ کے سپرد کرنے کا عہد و پیمان لیا، حضرت اسحاقؑ اور ان کے بعد ان کے فرزندوں کو ظاہر کو برپا کرنے کا حکم دیا اور حضرت اسماعیلؑ کی اولاد کے قائم یعنی حضرت محمدؐ تک ان میں سے ہر گزشتہ شخصیت آنے والی شخصیت سے دونوں دعوتیں قائم کرنے کیلئے، ایک دوسرے کیلئے وفاداری کرنے اور ان میں سے جس سے امر وابستہ ہو جائے اسکو (مرتبہ) سپرد کرنے پر عہد لینے کا حکم دیا۔ دونوں فرزندوں نے جو شرط ان پر رکھی گئی اس پر عمل کرنے کا جواب دیا۔ چنانچہ خدا ان کی حضرت اسماعیلؑ سے کی ہوئی بات کے بارے میں فرماتا ہے: "يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ" (۳۷:۱۰۲)۔ اے میرے عزیز بیٹے! میں خواب میں تجھے ذبح کرتا دیکھتا ہوں۔

حضرت اسماعیلؑ کہتا ہے: "یٰۤاَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ" (۱۰۲:۳۷) اے میرے عزیز باپ! جو آپ کو حکم ملا ہے اسکو بجا لائیے۔ نیز فرماتا ہے: "سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ" (۱۰۲:۳۷) اگر خدا نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ اس وقت حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ کو امرِ امامت اور حضرت اسحاقؑ کو امرِ نبوت سپرد کر دیا۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: "یٰۤاِبۡرٰہِیۡمُ قَدۡ صَدَّقۡتَ الرُّءۡیَا" (۳۷: ۱۰۴-۱۰۵) اے ابراہیم! تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ نیز ارشادِ خداوندی ہے: "اِنَّا کَذٰلِکَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ" (۱۰۵:۳۷)۔ ہم احسان کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔ اس گھر کا نام ذبح خانہ رکھا گیا، جسمیں حضرت ابراہیمؑ نے اپنے دونوں فرزندوں حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسحاقؑ سے ایک دوسرے کیلئے اس وعدے کو پورا کرنے کا عہد لیا تھا جسکی شرط دونوں پر رکھی تھی۔ اس لئے حضرت عیسیٰؑ نے (بھی) ایک جگہ کو لیا تھا جہاں وہ اپنے حواریوں میں سے بعض کا بعض کو مرتبہ سپرد کرنے کا عہد لیتے وقت ان کے ساتھ سب سے الگ ہو جاتے تھے، جسطرح حضرت ابراہیمؑ نے اصل میں اس عہد کو لیا تھا، لیکن لوگ اسمیں موجود خدا کے راز سے واقف نہ ہو سکے۔ اسمیں (حضرت عیسیٰؑ کے) شاگرد اپنی دعوت کو قبول کرنے والوں سے عہد و پیمان لیتے تھے۔ حضرت محمدؐ نے اس کا نام بَیۡتُ النَّحۡر رکھا، جیساکہ خدا کا ارشاد ہے: "فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانۡحَرۡ" (۱۰۸:۲)۔ اے محمد! تم اپنے پروردگار کیلئے نماز قائم کرو اور نحر کرو۔ اور اسمیں حضورؐ نے اپنے اساس سے اور اساس نے اپنے نقیبوں سے بعض کے بعض کو سپرد کرنے اور منسوخ کی ہوئی شریعت میں سے جس کو مقرر کیا جائے، اس کو مقرر کرنے کا عہد لیا، جسطرح حضرت ابراہیمؑ نے اپنے فرزند سے عہد لیا تھا، اسی طرح حضرت موسیٰؑ نے اپنے نقیبوں سے عہد لیا تھا جب انہوں نے ان کو جمع کیا تھا اور انہیں گائے ذبح کرنے کا حکم دیا تھا اور ان کیلئے ایک چھری بنائی تھی جس کی لمبائی بارہ انچ تھی۔ اور انہیں حکم دیا تھا کہ وہ اس کو ذبح کے علاوہ کسی اور چیز میں استعمال نہ

کریں اور ذبح کرنے کیلئے صرف اس شخص کو آگے کریں جس کی امامت میں نماز پڑھنے کیلئے وہ راضی ہوں۔ اسمیں حضرت موسیٰؑ کا اشارہ اس نگران کی طرف تھا جس کی امامت سے وہ راضی ہوئے تھے۔

حضرت اسماعیلؑ کی ماں حضرت ہاجرہؑ اپنے فرزند کے دارِ ہجرت میں ٹھہری ہوئی تھیں اور وہ مکّہ تھا اور حضرت سارہؑ اپنے فرزند حضرت اسحاقؑ کے دارِ ہجرت میں ٹھہری ہوئی تھیں۔ جب حضرت سارہؑ کو حضرت اسماعیلؑ کو امامت مرتبہ کا سپرد کرنے کا حکم ملا تو وہ ہنس پڑیں۔ ہنسا، دانت دکھانا ہے جو کہ قہقہ ہے اور وہ پوشیدہ چیز کا ظاہر کرنا ہے۔ وہ یہ کہ وہ چیخ پڑیں اور امر (امامت) کے ظاہر کرنے کا ارادہ کیا۔ اِس وقت خدا فرماتا ہے: "فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ" (۱۱:۷۱)۔ پس اس وقت ہم نے اس کو اسحاق اور اس کے بعد یعقوب کی خوش خبری دی۔ اس وقت وہ پُرسکون ہوگئیں۔ یہ تھی وہ (مشکل) جسے وہ حضرت اسماعیلؑ کو مرتبہ تسلیم کرنے کے معاملے میں پاتی تھیں۔ انہوں نے حضرت اسماعیلؑ کو مرتبہ سپرد کردیا اور حضرت اسماعیلؑ نے انہیں ان کے فرزند حضرت اسحاقؑ کا دارِ ہجرت سپرد کردیا اور انہیں اسمیں ٹھہرنے کا حکم کردیا۔ اس وقت حضرت ابراہیمؑ نے دنیا سے پردہ فرمایا اور ان کے بعد امر (امامت) کو انکی زمین پر ان کے جانشین حضرت اسماعیلؑ نے سنبھالا وہ اپنی زندگی کی مدّت میں امر اور نہی فرماتے رہے۔ جب ان کی وفات کا وقت آگیا تو انہوں نے نبوت کی میراث اور تابوتِ سکینہ جس کا ذکر پہلے گزرا، کو اپنے فرزند کے سپرد کردیا اور انہیں امرِ نبوت کو حضرت یعقوبؑ کے سپرد کردینے کی وصیت کی۔ پس وہ حضرت یعقوبؑ کی طرف گئے اور انہیں انبیاء کی میراث سپرد کی اور انہیں وصیت کی کہ وہ اسے عیص کے سپرد نہ کردے، اور کہا کہ ایسا کرنے سے خدا کی پناہ اور اسکو امامت کی میراث بھی سپرد نہ کردینے کی وصیت کی کہ خدا کو یہ منظور نہیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

جب حضرت اسماعیلؑ کی وفات کا وقت آگیا تو خدا نے ان کی طرف، انبیاء کی میراث کو اپنے بھائی حضرت اسحاقؑ کے سپرد کر دینے کی وحی بھیجی، حضرت اسحاقؑ ان کے آگے حجّت تھے جو ان کے نقیبوں کو مقرر کرتے تھے۔ پس حضرت اسماعیلؑ نے ان (نقیبوں) کو بُلایا اور ان کی موجودگی میں میراث کو حضرت اسحاقؑ کے حوالے کیا اور ان کو حضرت اسحاقؑ پر اور خود پر گواہ بنایا، اور حضرت اسحاقؑ سے اس ذمہ داری کو پورا کرنے کا عہد و پیمان لیا جسکا عہد حضرت اسماعیلؑ سے اپنے والد نے لیا تھا۔ توریت نے بتایا ہے کہ حضرت اسماعیلؑ سو سال تک زندہ رہے [اور یہ ان کے نام پر دعوت قائم ہونے کی مدّت ہے] اور پھر وفات پا گئے اور مکّہ میں حجر کے مقام پر اپنی ماں حضرت ہاجرہؑ کے ساتھ دفن کئے گئے۔ حضرت ابراہیمؑ، ان کے وصی اور ان کے دَور کے اماموں اور فترات کے صاحبان کے دَور کی مدّت گیارہ سو ساٹھ سال چھ مہینے اور اٹھارہ دن ہے۔

قصّۂ حضرت اسحاق علیہ السلام

حضرت اسماعیلؑ کے بعد حضرت اسحاقؑ اللہ عزّوجلّ کے حکم سے برپا ہوئے اور اپنے ماموں کی بیٹی سے شادی کی اور اس سے دو بیٹے عیص اور حضرت یعقوبؑ پیدا ہوئے۔ حضرت اسحاقؑ کیلئے ان کے والد حضرت ابراہیمؑ کی وصیت حضرت یعقوبؑ کو مرتبہ سپرد کر دینے کی تھی، جیسا کہ اس بارے میں قول پہلے گزرا۔ حضرت ابراہیمؑ کیلئے اللہ کا ارشاد تھا: ''وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا'' (۱۹:۴۹)۔ اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب دیا اور ہم نے دونوں میں سے ہر ایک کو نبی بنایا۔ حضرت اسحاقؑ عیص سے محبت کرتے تھے جب انہوں نے امر (نبوت) کو حضرت یعقوبؑ سے ہٹانا چاہا تو ان کی بینائی چلی گئی، وہ ان سے تائید کا منقطع ہو جانا تھا۔ ان دونوں کے بارے میں روایت کی گئی ہے کہ حضرت یعقوبؑ بھیڑ بکریاں چراتے تھے اور عیص شکاری تھے۔ والد نے عیص سے کہا کہ وہ شکار کرے اور شکار کو لے آئے اور اس کو اپنے والد کے نام پر قربانی کر دے۔ نیز اس کو ان کے حضور میں پیش کرے تاکہ وہ انہیں بابرکت بنا دے۔ ان کی ماں نے عیص کو کی جانے والی آنجنابؑ کی وصیت سن لی۔ وہ آنجنابؑ کو چاہتی تھی جبکہ حضرت اسحاقؑ عیص کو چاہتے تھے۔ اسی طرح سے یہ بات روایت کی گئی ہے کہ دونوں جڑواں پیدا ہوئے تھے۔ جب ان کی ماں کو دردِ زہ شروع ہوا تھا تو دونوں اس کے پیٹ میں لڑ پڑے تھے۔ حضرت یعقوبؑ نے عیص سے کہا تھا کہ میں آپ سے پہلے نکلوں گا، اس لئے کہ ان کا حمل پہلے ٹھہرا تھا۔ عیص نے کہا تھا آپ مجھ سے پہلے وجود میں آنے

پر فخر کرتے ہیں، خدا کی قسم! اگر آپ پہلے نکل گئے تو میں ماں کا پہلو چاک کردوں گا اور اس سے باہر نکلوں گا۔ حضرت یعقوبؑ نے کہا کہ میں بعد میں نکلوں گا اور آپ کو پہلے نکلنے دوں گا۔ آپ میری ماں کو ہلاک مت کرنا۔ عیص پہلے پیدا ہوا اور حضرت یعقوبؑ ان کے پیچھے ان کے ٹخنے سے جڑی ہوئی حالت میں پیدا ہوئے۔ اس لئے ان کی ماں (اس وقت سے) عیص کو چھوڑ کر حضرت یعقوبؑ سے محبت کرتی تھی، جب اس نے اپنے پیٹ میں ان کے بھائی کے ساتھ کرنے والی سرگوشی کو سنا تھا۔

عیص کا یہ نام اپنی ماں کے پیٹ میں عصیان (نافرمانی) کی وجہ سے رکھا گیا اور حضرت یعقوبؑ نے یہ نام اپنے بھائی کے پیچھے نکلنے (متعقب) کی وجہ سے پایا۔ (جب) حضرت یعقوبؑ اپنی بھیڑ بکریاں چرا کر آگئے، تو انکی ماں نے ان سے کہا اے میرے عزیز بیٹے! تیرے باپ نے تیرے بھائی کو اس دن قربانی کی نیت سے شکار کرنے کا حکم دیا ہے وہ جو کچھ شکار کرے گا اس کو لے آئے گا اور اپنے باپ کے نام پر ذبح کرے گا تاکہ وہ اس میں برکت بھر دے۔ تو بھی اس وقت جا اور بکری کا ایک بچہ لے آ اور اسکو اپنے باپ کے نام پر ذبح کر اور ان کے حضور میں قربانی پیش کر، میں تیرے کام میں حیلہ کروں گی۔ پس حضرت یعقوبؑ گئے اور بکری کا ایک بچہ لے آئے اور اس کو ذبح کیا ان کی ماں نے بکری کے بچے کی کھال کو لیا اور اس کو پھاڑ دیا اور اس (کے ٹکڑوں) کو حضرت یعقوبؑ کی کمر اور بازوؤں میں پہنایا تاکہ حضرت اسحاقؑ ان کو پہچان نہ سکیں اور ان کو عیص کے مشابہ بنا دیا اس لئے کہ عیص زیادہ گھنے بالوں والا تھا، ان کو اپنے باپ کے حضور میں قربانی پیش کرتے وقت کہا کہ (اس دوران) بات کرنے سے احتیاط کرنا یہ کہ جب انہوں نے اپنے والد کے حضور میں قربانی پیش کی تو حضرت اسحاقؑ نے ان کی کمر اور بدن پر ہاتھ پھیرا، ان کو گھنے بالوں والا پایا، ان کو اپنے سینے سے لگایا اور بابرکت بنا دیا اور وہ (بینائی چلی جانے کی وجہ سے) ان کو پہچان نہ سکے۔

حضرت یعقوبؑ اپنے راستے پر ہو لئے ان کی ماں نے یہ عمل حضرت اسحاقؑ کی لغزش سے ڈر جانے کی وجہ سے کیا، جب اس نے دیکھا کہ وہ عیص کی طرف مائل ہیں۔ پھر جب حضرت یعقوبؑ کے بعد عیص اپنے شکار اور ذبیحہ کے ساتھ آئے اور اس کو اپنے والد کے نام پر ذبح کیا تو حضرت یعقوبؑ نے ان کی بات سنی اور ذبح کرنے کے عمل کو محسوس کیا تو کہا تم کہاں سے آئے اور کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا جہاں آپ نے جانے کا حکم دیا تھا۔ انہوں نے کہا اے میرے عزیز بیٹے! تیری ماں نے مجھے دھوکہ دیا ہے اور یعقوب کو میرے پاس بھیجا ہے، مگر تم بھی میرے پاس اپنی قربانی کے جانور کو لے آؤ۔ پس وہ اس کو لے آیا اور حضرت اسحاقؑ نے اس میں سے تناول کیا اور اس پر اپنا ہاتھ پھیرا اور اس کو بابرکت بنا دیا۔ جب حضرت اسحاقؑ ان کے ایک دوسرے پر جھپٹنے اور ان کو وہ گزند پہنچنے سے ڈر گئے جو ان سے قبل حضرت آدم کے دونوں بیٹوں کو پہنچا تھا تو انہوں نے زمین کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ عیص سے کہا کہ میں نے تم کو سمندر پار کا حصہ دیا وہ حصہ (آج) عیص کی اولاد کے ہاتھوں میں ہے، یہ اس لئے کہ وہ اس کے سب سے چھوٹے فرزند تھے اور عیص کو اسی وقت وہاں جانے اور اپنے نام کی دعوت کرنے کا حکم دیا۔ حضرت یعقوبؑ نے مقدس سرزمین کی وراثت پائی جو کہ آج تک ان کے باپ حضرت ابراہیمؑ کا گھر ہے۔ جب حضرت اسحاقؑ کی وفات کا وقت آ گیا تو انہوں نے حضرت یعقوبؑ اور ان کے شاگردوں کو حاضر کیا اور ان کی موجودگی میں حضرت یعقوبؑ کو مرتبہ سپرد کر دیا۔

قصّہ حضرت یعقوب علیہ السلام

حضرت یعقوبؑ خدا کے امر اور وحی کے مطابق برپا ہوئے۔ ان کے والد حضرت اسحاقؑ نے انہیں اہلِ شام کے پاس سے نہ ہٹنے، (کچھ مدت کیلئے) حران جانے اور اپنے ماموں لابان کی بیٹی راحیل جو کہ چھوٹی بیٹی تھی سے شادی کرنے اور بڑی بیٹی جو کہ لیا تھی سے شادی نہ کرنے کی وصیت کی تھی۔ جب ان کے والد دنیا سے غائب ہو گئے اور ان کا کام درست طریقے سے چلنے لگا تو اپنے شہر سے حران جانے کی غرض سے نکلے، بیتُ المقدس کی جگہ انہیں رات نے آلیا۔ وہاں صحرا تھا اور اسمیں کوئی مانوس انسان بھی نہ تھا، وہ بیتُ المقدس کی جگہ ایک پتھر کو تکیہ بنا کر سو گئے۔ انہوں نے اسی رات خواب دیکھا کہ ان کے سر کے پاس ایک سیڑھی آسمان کی طرف کھڑی کر کے رکھی گئی ہے، اچانک آسمان دروازوں کی صورت میں کھل جاتا ہے اور ان کی طرف فرشتے گروہ در گروہ نازل ہوتے اور ان سے مصافحہ کرتے ہیں اور (اس سیڑھی سے آسمان کی طرف) بلند ہو جاتے ہیں۔ خدا نے اسی رات خواب میں انکی طرف وحی بھیجی کہ: ''اِنَّنِیۡۤ اَنَا اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدۡنِیۡ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ'' (۲۰: ۱۴)۔ میں وہ اللہ ہوں کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس تو میری عبادت کر، میں تیرے اور تیرے آبا و اجداد کا معبود ہوں، میں نے تجھے اور تیرے بعد تیری نسل کو اس مقدس سرزمین کا وارث بنایا اور تجھے اور ان کو بابرکت بنایا، تمہارے اندر کتاب، حکمت اور نبوت کو رکھا، میں تیرے ساتھ ہوں، میں تیری حفاظت کروں گا یہاں تک کہ میں تجھے اس جگہ لوٹا دونگا اور اس کو تیرے

اور تیری اولاد کیلئے گھر قرار دونگا، وہ اس میں میری عبادت کریں گے۔

جب حضرت یعقوبؑ نے اس جگہ کو پہچانتے وقت اپنے گھر کو دیکھا جس کو خدا نے انہیں عطا کیا تھا تو گھبرا کر بیدار ہو گئے۔ پس انہوں نے پتھروں سے اس کو گھر کی صورت پر بنایا اور اپنی حاجت کیلئے (وہاں سے) روانہ ہو گئے۔ جب وہ سرزمینِ حران پہنچے تو اپنے ماموں لابان کے پاس آئے، انہوں نے حضرت یعقوبؑ کی عزت و تکریم اور بہترین مہمان نوازی کی، پھر اس کے بعد انہوں نے ان کی حاجت کے بارے میں پوچھا، حضرت یعقوبؑ نے انہیں اپنے والد کی وصیت کے بارے میں بتایا اور ان سے ان کی بیٹی راحیل کی شادی کرانے کی درخواست کی۔ انہوں نے کہا کہ آپ سات سال تک مسلسل میری بھیڑ بکریاں چرائیں (اس کے بعد) راحیل تمہاری ہوگی۔ پس حضرت یعقوبؑ نے ان کی بھیڑ بکریوں کو چرایا، جب سات سال مکمل ہو گئے تو ان سے اپنی بیگم کے لے جانے کا مطالبہ کیا۔ جب رات ہوگئی تو وہ حضرت یعقوبؑ کے پاس چھوٹی بیٹی کو چھوڑ کر بڑی بیٹی کو لے آیا جس کا نام لیا تھا، وہ اسی رات اس کے پاس گئے۔ جب صبح ہوگئی تو انہوں نے اس کو پہچانا اور اپنے ماموں کے پاس اس کی عدالت میں آگئے، وہ اپنی ملت کے سردار تھے ان سے کہا کیا آپ نے مجھ سے وعدہ اور میں نے آپ سے اس پر اتفاق نہیں کیا تھا کہ آپ چھوٹی بیٹی کو مجھ سے بیاہ دیں گے، کیا میں نے آپ کو آگاہ نہیں کیا تھا کہ اس کیلئے میرے والد کی وصیت اور مجھ سے عہد و پیمان تھا؟ آپ نے بڑی بیٹی کو مجھ سے بیاہ دیا اور میری سات سال کی خدمت کو حلال سمجھا۔ اس نے ان سے کہا اے بھانجے! آپ جیسے آدمی! آپ اپنے ماموں کو اس جگہ اور عدالت کی مجلس میں رسوا کرتے ہو اور مجھے بڑی کو چھوڑ کر چھوٹی بیٹی کو بیاہ دینے والا قرار دیتے ہو، اگر دوسرے سات سال بھی میری خدمت کرو تو میں آپ سے دوسری بیٹی بھی بیاہ دونگا۔ پس انہوں نے اپنے ماموں کی مزید سات سال خدمت کی اور ان سے راحیل کو

لیا اور ان کے شہر سے سفر کا ارادہ کرلیا تو انہوں نے حضرت یعقوبؑ کو اس سے منع کیا اور کہا: بھیڑیں جو سیاہ بچے اور بکریاں جو چتکبرے بچے پیدا کریں گی وہ خاص کر آپ کیلئے آپ کی اجرت کے طور پر ہوں گے۔ حضرت یعقوبؑ نے اس کو قبول کیا۔ پھر انہوں نے اخروٹ، چنار اور انجیر کی ایک ایک لاٹھی جو گیلی حالت میں تھی کو لیا، اور ان کا چھلکا اتار کر انہیں بھیڑ بکریوں کے حوضوں میں پھینک دیا جہاں سے وہ پانی پیتی تھیں جب انہوں نے وہاں سے پانی پیا تو بھیڑوں نے سیاہ اور بکریوں نے چتکبرے بچوں کو جنم دیا۔ پس وہ سارے حضرت یعقوبؑ کے ہو گئے، وہ چھوٹے، فربہ اور بہترین تھے، اور بڑے، سوکھے اور کمزور بھیڑ بکریاں لابان کیلئے رہ گئے۔ حضرت یعقوبؑ کے جانور زیادہ ہو گئے جبکہ لابان کے جانور ہلاک ہو گئے۔ اس لئے ان کے بارے میں کہا جاتا ہے اور مثال بیان کی جاتی ہے کہ بنی اسرائیل کے بکری کے بچے ان کے مینڈھوں سے بہتر ہوتے ہیں۔

جب لابان کی اولاد نے ان پر نازل شدہ غریبی اور حضرت یعقوبؑ کو حاصل ہونے والا فائدہ دیکھا تو ان پر بہت بھاری گزرا، حضرت یعقوبؑ سے ان کا حسد زیادہ ہو گیا، اور انہوں نے ان کے قتل کا ارادہ کرلیا۔ جب حضرت یعقوبؑ کی اولاد کو لابان کی اولاد کے کیئے ہوئے ارادے اور ان کے حسد کی خبر پہنچی تو وہ اپنے والد کے پاس آئے اور انہیں اس کے بارے میں بتایا۔ پس حضرت یعقوبؑ کو اپنی جان کا خوف لاحق ہو گیا، انہوں نے اپنے اہل اور اولاد کو جمع کیا اور لابان کے علاقے سے بھاگ کر نکل گئے۔ جب لابان کو اس کی خبر پہنچی تو اس نے اپنے مال اور غلاموں کو جمع کیا اور حضرت یعقوبؑ کی طلب میں اور ان کو لوٹانے اور انکار کی صورت میں قتل کرنے کی غرض سے نکلا۔ جب وہ شام کے وقت حضرت یعقوبؑ سے ملا تو حضرت یعقوبؑ نے انہیں وہ رات اپنے ہاں گزارنے کیلئے کہا پس اس نے اپنے خواب میں ایک کہنے والے کو دیکھا جو ان سے کہہ رہا تھا: اگر تم نے یعقوب کو گزند پہنچانے کا ارادہ کیا تو ہم تم کو ہلاک کر دیں گے۔

جب اس نے صبح کی تو حضرت یعقوبؑ سے کہا: کس چیز نے آپ کو ایسا کرنے پر اُبھارا؟ حضرت یعقوبؑ نے جواب دیا: مجھ میں اپنے علاقے کا اشتیاق پیدا ہو گیا تھا۔ اس نے کہا: مجھے اس سے متعلق آگاہ کرنا آپ پر واجب تھا تاکہ میں اور میرے اہل وعیال دفوں اور طنبوروں کے ساتھ آپ سے ملنے اور آپ کو رخصت کرنے کیلئے آتے۔ دونوں کے درمیان جو گفتگو ہوئی اس کی تشریح طویل ہے، لابان نے کہا: میں آپ کے ساتھ برائی نہیں کرسکتا، اس لئے کہ آپ کے معبود نے مجھے اس سے خبردار کیا ہے، لیکن میرے معبود کو میرے لئے لوٹا دو۔ اس کی بیٹی راحیل نے اپنے باپ کا بت چرایا تھا، حضرت یعقوبؑ نے اس سے پوچھا، آپ کے معبود کو کس نے اٹھایا ہے؟ اس نے جواب دیا: میں نے آپ کے بعد اسے تلاش کیا وہ آپ کے سامانِ سفر میں موجود ہے، مجھ کو تلاش کرنے کی اجازت دیں حضرت یعقوبؑ نے کہا سامانِ سفر کی تلاشی لو، جس کے پاس اپنے معبود کو پاؤ اسکو قتل کردو اور اسکو کام کیلئے باقی مت رکھو۔ پس لابان سامانِ سفر کی طرف آیا اور ایک کے بعد دوسری چیز کی تلاشی لی یہاں تک کہ وہ راحیل کے سامان تک آیا۔ جب اس نے لابان کو اپنے پاس آتے دیکھا تو معبود کو اٹھایا اور اس کو اپنے دونوں رانوں کے درمیان رکھ دیا اور اس پر بیٹھ گئی۔ لابان نے سامان کی تلاشی لی اور کچھ نہ پایا اور اسکی طرف آیا تو کہا: مجھے مت چھونا، مجھے وہ حالت درپیش ہوئی ہے، جو خواتین کو درپیش ہوتی ہے (یعنی حیض کی حالت میں ہوں)۔ پس وہ اس کے پاس سے لوٹ گیا، حضرت یعقوبؑ نے اس سے کہا: آپ ہمارے یہاں اپنی مراد کو پہنچے نا! میرے آباؤ اجداد مجھ پر اور آپ پر گواہ ہیں۔ پس آپ میرا تعاقب نہ کریں اور نہ میرے لئے گزند ظاہر کریں۔ لابان نے ان سے کہا: ہمارے اور ناحور کے معبود ہم پر گواہ ہیں، وہ دونوں ہمارے درمیان فیصلہ کریں گے۔ وہ حضرت یعقوبؑ کے پاس سے اپنے علاقے کی طرف لوٹ کر چلا گیا۔

لابان نے اپنی دونوں بیٹیوں کو حضرت یعقوبؑ کے ساتھ شادی کے وقت دو کنیزیں دی تھیں حضرت یعقوبؑ نے ان دونوں کنیزوں کے ساتھ نکاح کرلیا تھا۔ ان سے حضرت یعقوبؑ کے چار بیٹے پیدا ہوئے تھے، حضرت راحیل کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی وہ حضرت یوسفؑ، حضرت بنیامینؑ اور حضرت دنیہ تھی، حضرت بنیامینؑ سے چھ بیٹے پیدا ہوئے تھے۔ حضرت یعقوبؑ کے اپنی اولاد سے بارہ پوتے تھے، پس انہوں نے ان بیٹوں اور پوتوں کو اپنے حضور میں شاگرد بنایا۔ ان کے پاس اُمتیں جمع ہوگئیں اور حضرت یعقوبؑ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے رہے۔ وہ شاگرد ان کے نام کی دعوت پھیلا رہے تھے، یہاں تک کہ ان کیلئے ایک بہت بڑی خلقت جمع ہوگئی۔ جب حضرت یعقوبؑ اپنے ملک کے قریب پہنچے اور ان کے پاس (اپنے بھائی) عیص کی قوت اور جس حالت میں وہ تھا، کی خبر پہنچی تو نابلس آئے۔ وہ علاقہ حمیریوں کا تھا، وہ ان کے درمیان ایک مدت تک رہے، ان کی اولاد ملکوں کا سفر کرنے اور واپس آنے لگے۔

حضرت یعقوبؑ جب نابلس سے اپنے والد کے گھر جانے کے ارادے سے نکلے تو عیص کو یہ خبر پہنچی۔ اس پر اس نے اپنے پیروکاروں اور اپنی دعوت کو قبول کرنے والوں کو جمع کیا اور کہا کہ میں یعقوبؑ سے ملوں گا اور ان کو اور ان کی اولاد کو قتل کروں گا، اور ان سے اپنا بدلہ لے لونگا۔ حضرت یعقوبؑ کو اس کے پیروکاروں کو جمع کرنے کی خبر پہنچی تو ان کو لکھا کہ یہ (خط) یعقوبؑ اسرائیل اللہ کی طرف سے اسکے مالک عیص کیلئے ہے۔ عیص نے اس تحریر کو دیکھا اور کہا کہ وہ تو صرف مجھ سے مدد مانگنے آیا ہے اور اس لئے انہوں نے یہ نام رکھا ہے۔ میں انکی طرف اکیلا جاؤنگا اور اگر میں نے ان سے اسکے برعکس کوئی رویہ دیکھا، تو میں ان کے قتل پر قادر ہوں۔ جب میں ان سے ملوں گا تو ان کو سلام کروں گا، اور گلے لگاؤں گا اور اپنے ہاتھ کو ان کی شہ رگ پر رکھوں گا، اور اس کو قتل کرنے کی غرض سے نچوڑوں گا، اور (ان کے جانے سے) راحت پاؤں گا اور شہر

(بھی) اطمینان حاصل کرے گا۔ حضرت یعقوبؑ اپنے زمانے کے لوگوں میں سب سے زیادہ طاقتور اور بہادر تھے، انہوں نے اپنے جمع کردہ لوگوں کو منتشر کر دیا اور عیص کی طرف اپنے اہل و عیال کے ساتھ بذاتِ خود نکلے۔ جب وہ عیص کے قریب گئے تو اپنی اولاد کو حکم دیا کہ وہ عیص کو ان سے روک دیں اور اس کو قریب نہ آنے دیں، اور انہوں نے اپنی اولاد کو اپنے گرد جمع کر دیا پس عیص ڈر گیا کیونکہ حضرت یعقوبؑ کی اولاد اور پوتے طاقتور اور بہادر تھے۔ جب عیص نے حضرت یعقوبؑ کے قریب آنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے اس کو دور کر دیا اور اسکو ایذا دینے کا ارادہ کیا اور کہا اے خدا کے دشمن! خدا کے ولی کے پاس سے دور ہو جا! پس وہ ڈر گیا اور اس نے ان کا موقف اور حضرت یعقوبؑ کی ہیبت دیکھی تو اس نے اسے خوفزدہ کر دیا، اور وہ اپنے کئے پر نادم ہوا۔ حضرت یعقوبؑ شہر میں داخل ہو گئے اور عیص کے جمع کردہ لوگوں کو ہٹایا اور شہر کو آباد کر دیا۔ اپنے دادا کی قبر کو قبلہ بنا دیا اور لوگوں سے پوشیدہ ہو گئے، اور اپنے گرد اپنے پوتوں کو مقرر کیا، اور ان کو اپنی پناہ لینے دی اور ان کیلئے بیتُ المقدس کے گرد سات مرتبہ طواف اور اس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کا وہ طریقہ مقرر کیا جو ان کے والد حضرت آدمؑ نے فرشتوں (حدود) کے ساتھ مل کر مقرر کیا تھا۔

جب عیص نے وہ منظر دیکھا تو اس نے اسے خوفزدہ کر دیا۔ کسی دن جب ان پر رات چھا گئی تو اس کی آنکھ کے سامنے سے پردہ ہٹایا گیا، تو اس نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ آسمان سے اُتر رہے ہیں اور حضرت یعقوبؑ سے مصافحہ اور ان کو سلام کر رہے ہیں اور بیتُ المقدس کی پناہ میں آ رہے ہیں، اور اس کے گرد تسبیح اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھ رہے ہیں۔ اس وقت اس منظر نے اسے خوفزدہ کر دیا اور اس نے جان لیا کہ حضرت یعقوبؑ کے مقابلے میں اسکی کوئی طاقت نہیں، اسکا حیلہ ان پر پورا نہیں ہو سکتا۔ پس اس نے حضرت یعقوبؑ سے ان کے شہر سے چلے جانے کی اجازت چاہی، انہوں نے اس کو

اجازت دی پس وہ اپنی جگہ واپس چلا گیا اور سمندر پار کرلیا، اور اس کے ساتھ جو بھی تھے ان کو جمع کرلیا۔ پس سمندر پار جس کو بھی دیکھا جاتا ہے وہ اس کے پیروکاروں اور جماعت میں سے ہے اور اس کے اور اسکے سب سے چھوٹے فرزند کی پشت سے ہے۔ حضرت یعقوبؑ نے اسکے (جانے کے) بعد شہر کو آباد کیا اور جب ان کا کام درست طریقے پر چلنے لگا تو ہر شہر سے ان کے پاس وفود آنے لگے اور آنے والوں میں حضرت قیدارؑ بھی تھے جو حضرت اسماعیلؑ کی وصیت کے مطابق ان کے پاس آئے تھے، اس بارے میں پہلے قول گزرا ہے۔ روایت کی گئی ہے کہ جب حضرت قیدارؑ، حضرت یعقوبؑ کے شہر کے قریب آئے تو حضرت یعقوبؑ نے اپنے پوتوں کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ میرے چچا کا بیٹا قیدار مجھے تابوتِ سکینہ اور نبوت کی میراث سپرد کرنے آیا ہے اور وہ ایسے دن میں میرے پاس آئے گا اور اسی دن حضرت قیدارؑ آئے، اور ان پر تھوڑی سی ہیبت طاری ہوگئی۔ حضرت یعقوبؑ نے ان کو اندر آنے کا حکم دیا، وہ ان سے ملے اور ان کو گلے لگایا، ان کو سلام کیا اور ان کی بہترین مہمان نوازی کی، جب حضرت یعقوبؑ ان کے ساتھ تنہا ہوگئے تو انہوں نے حضرت یعقوبؑ کو اپنے باپ کی امانت اور وصیت سپرد کی۔ حضرت یعقوبؑ نے ان پر نظر ڈالی تو ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان وہ نور نہیں دیکھا جو ان میں بطورِ ورثہ چلا آرہا تھا۔ حضرت یعقوبؑ نے ان کے ساتھ گفتگو کے دوران کہا: اے چچا کے بیٹے! کیا آپ ہمارے پاس آنے سے پہلے اپنے عیال کے پاس گئے تھے؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں! پس حضرت یعقوبؑ اپنے دل میں پائی جانے والی بات سے رُک گئے اور ان سے ان کے امر (اِمامت) کے ظاہر کو قبول کیا اور ان کے آنے اور (امانت) سپرد کرنے سے جو کچھ حالت دیکھی تھی، اس کو خلقت سے پردے میں رکھا۔

راویوں سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت اسماعیلؑ کے بارہ بزرگ فرزند پیدا ہوگئے تھے جیسا کہ ہم نے پہلے اس کو بیان کیا اور حضرت آدمؑ سے بطورِ ورثہ چلا آنے والا

علم، امامت اور خدائے بزرگ کا نور ان کے باپ حضرت اسماعیلؑ جو کہ دین کے اساس اور علمِ اوّلین و آخرین کے وارث تھے، کے بعد حضرت قیدارؑ میں تھا، اور وہ نور، علم اور امامت کی میراث پشتوں میں سابق امام سے لاحق امام میں حضرت قیدارؑ تک منتقل ہوتا رہا۔ پھر وہ حضرت قیدارؑ کی پشت سے حضرت حملؑ میں منتقل ہوگیا، اور حضرت حملؑ کی پشت سے حضرت سلامانؑ میں منتقل ہوگیا، اور ان سے ان کے فرزند حضرت نبتؑ میں منتقل ہوگیا۔ حضرت نبتؑ نے اپنے بعد حضرت ھمیسعؑ اور ان کے ساتھ دیگر چار فرزندوں کو چھوڑا، حضرت نبتؑ نے اس کو پوشیدہ رکھا اور امامت کے راز کو حضرت ھمیسعؑ کو ان کے فرزند حضرت اددؑ کیلئے امانتاً سپرد کیا۔ حضرت ھمیسعؑ نے اس کو حضرت اددؑ کے بھائیوں سے پوشیدہ رکھا، اور حضرت اددؑ کو اسے اپنے فرزند کے حوالے کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے اسے حضرت آدؑ کے سپرد کر دیا۔ حضرت اددؑ کا حضرت آدؑ کے علاوہ اور کوئی فرزند نہیں تھا، امامت کا راز اسی طرح رہا، یہاں تک کہ حضرت آدؑ سے حضرت عدنانؑ اور (دیگر) چھ فرزند پیدا ہوئے۔ وہ حضرت عدنانؑ کو دیگر چھ فرزندوں پر ترجیح دیتے تھے، جب ان کو خدا کی عزت اور سخاوت کے گھر تک لیجانے کا وقت آگیا تو انہوں نے حضرت عدنانؑ کو، انہیں دیئے ہوئے مرتبے کو پوشیدہ رکھنے اور اسے صرف اس شخصیت کے حوالے کرنے کی وصیت کی جس پر وہ بھروسہ کرتا ہو۔ حضرت عدنانؑ کو ان کے والد کے دنیا سے منتقل کئے جانے کے بعد ہی کوئی فرزند عطا ہوا، انہوں نے اپنے بڑھاپے کے بعد اپنے فرزند حضرت معدؑ کو پیدا کیا، انہوں نے حضرت معدؑ کو اس راز کو اپنے فرزند کے حوالے کرنے تک پوشیدہ رکھنے کی وصیت کی۔ حضرت معدؑ سے حضرت نزارؑ پیدا ہوئے وہ اپنے مخالفین سے حضرت موسیٰؑ کی شریعت میں پوشیدہ رہے۔ فرعون لوگ ان اماموں کی مخالفت میں اکٹھے ہوگئے، یہاں تک کہ حضرت نزارؑ کے ابتدائی زمانے میں حضرت موسیٰؑ کا دَور ختم ہوگیا۔ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کی شریعت کے ظہور کے وقت اپنے فرزند حضرت

مضرؑ کو وصی بنایا، وہ پوشیدہ رہے یہاں تک کہ حضرت الیاسؑ پیدا ہوئے اور آنجنابؑ نے انہیں خدا کے اس راز سے آگاہ کیا جو ان کے پاس تھا، اور جو امامت کی میراث ان کے پاس تھی اس کو ان کے حوالے کیا اور انہیں اس کے پوشیدہ رکھنے کی وصیت کی، انہوں نے اس کو پوشیدہ رکھا، یہاں تک کہ حضرت مدرکہؑ پیدا ہوئے، حضرت مدرکہؑ نے پوشیدہ طریقے سے ان سے امامت کی میراث کو وصول کیا۔ حضرت مدرکہؑ سے حضرت خزیمہؑ پیدا ہوئے، جن کے زمانے میں حضرت عیسیٰؑ کے دَور کے فرعونوں کا غلبہ ظاہر ہوا اور عرب حضرت عیسیٰؑ کی شریعت کیخلاف اٹھے ہوگئے۔ حضرت خزیمہؑ نے عربوں کے درمیان دعوت کو ظاہر کیا، اس وقت (تائیدی) مواد کے منقطع ہو جانے کی وجہ سے تمام لوگ ان کے محتاج ہو گئے۔ ان سے حضرت کنانہؑ کا جنم ہوا، آنجنابؑ نے انہیں علم، میراث اور نور سپرد کیا۔ حضرت کنانہؑ سے بہت سارے فرزند پیدا ہوئے، امرِ (امامت) دوسرے بھائیوں کو چھوڑ کر ان کے فرزند حضرت نضرؑ میں تھا۔ ان سے اکیلے حضرت مالکؑ پیدا ہوئے، ان کے علاوہ ان کا کوئی فرزند نہ ہوا، ان سے حضرت فہرؑ پیدا ہوئے اور امرِ (امامت) حضرت فہرؑ میں منتقل ہو گیا، ان سے حضرت غالبؑ پیدا ہوئے اور حضرت غالبؑ سے حضرت لوئیؑ پیدا ہوئے اور حضرت لوئیؑ سے حضرت کعبؑ پیدا ہوئے۔ ان میں سے ہر ایک سے وہ ہستی پیدا ہوئی جس کو وہ امر سپرد کرتے تھے۔ حضرت کعبؑ سے حضرت مُرہؑ اور دیگر تین فرزندوں کا جنم ہوا۔ انہوں نے امر کو ان سے پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ ان کے دنیا سے کوچ کر جانے کا وقت آیا۔ پس انہوں نے اپنے پاس جو کچھ تھا اسکو حضرت مرہؑ کے حوالے کیا، ان سے حضرت کلابؑ پیدا ہوئے، حضرت کلابؑ نے اپنے باپ سے مرتبے کو وصول کیا، اور ان سے حضرت قصیؑ پیدا ہوئے اور اپنے پاس جو میراث تھی اسکو ان کے حوالے کیا، اور ان کے امر کو حضرت عیسیٰؑ کی شریعت کے منقطع ہونے کے قریب ظاہر کیا۔ ان سے حضرت عبد منافؑ پیدا ہوئے، ان سے حضرت عمرو العلیٰؑ پیدا ہوئے، وہ ہاشمؑ

تھے۔ وہ تمام عرب پر غالب آگئے اور ان پر سرداری کی۔ ان کے پاس بیت اللہ اور اس کے گرد طواف کی میراث تھی اور وہ اس کے ذمہ دار تھے۔ حضرت قصیؑ سے بارہ فرزند پیدا ہوئے وہ اسباط (پوتوں) کے مرتبے میں تھے، حضرت ہاشمؑ سے حضرت عبدالمطلبؑ پیدا ہوئے اور ان کو نبوت اور امامت کی میراث سپرد کی نبوت کو انہوں نے اپنے چچا حضرت اسحاقؑ کے فرزند کے دَور کے آخری (جانشین) سے وصول کیا۔ حضرت عبدالمطلبؑ سے نبوت و امامت آپ کے فرزند اور حضرت محمدؐ کے والد حضرت عبداللہؑ کو منتقل ہوگئی۔ حضرت عبداللہؑ نے اس میراث کو اپنے بھائی اور کفیل حضرت ابوطالبؑ کے حوالے کیا۔ انہوں نے امرِ نبوت حضرت محمدؐ کو منتقل ہونے تک ان کی پرورش کی۔

ہم شریعتوں سے متعلق یہاں جو بات کر رہے تھے اس کی طرف واپس آتے ہیں، وہ یہ کہ جب حضرت نوحؑ کے بعد شریعت حضرت ابراہیمؑ کو منتقل ہوئی، تو انہوں نے اپنے فرزند کو قربان ہونے کا حکم دیا، وہ صحیفوں کے ساتھ آئے ان کی تعداد چوبیس تھی، سورتوں کی تعداد انیس تھی، ہر سورہ انیس کلمات پر مشتمل تھا، یہ ان کی حنیفی شریعت تھی۔ حضرت ابراہیمؑ نے لوگوں کو بت پرستی سے منع کیا، اور بیت اللہ کی بنیادوں کو نمایاں کیا، جس کے بارے میں قول پہلے گزرا ہے نیز قبلے کو مقرر کیا اور اس کے سبب مشرق اور مغرب سے ہٹ گئے، ان سے پہلے گزرے ہوئے پیغمبروں (کے طریقے) سے ہٹنے اور ان کے قبلے کو چھوڑ کر بیتُ اللہ کو قبلہ مقرر کرنے کی وجہ سے ان کی شریعت کو حنیفیہ کا نام دیا گیا۔ اس طرح کسی چیز سے ہٹنے والے کو حنیف کہا جاتا ہے اور خم دار ٹانگوں والے شخص کو احنف کہا جاتا ہے اور یہ سب کچھ عربوں کے پاس بطورِ ورثہ موجود ہے اور دونوں شریعتوں کے پاس اس میں سے کوئی چیز نہیں، اس لئے عرب کے لوگ اپنے ذبح کردہ جانوروں کے ذریعے بیتُ اللہ کے قریب ہوتے تھے۔ جب حضرت اسماعیلؑ کے پوتوں نے اس کو بدل دیا اور انہوں نے حضرت قیدارؑ کے فرزند جنہوں نے حضرت

ابراہیمؑ کی میراث کا دعویٰ کیا تھا پر اس کا دعویٰ کیا۔ وہ لوگوں کو دھوکہ دینے پر ٹوٹ پڑے، کیونکہ وہ میراث حضرت قیدارؑ کی اولاد میں سے اس کے مستحق کے پاس تھی۔ پس وہ رائے اور قیاس کی طرف لوٹ گئے اور شیطنت کو اپنایا، انہیں کاہن اور ساحر کا نام دیا گیا، وہ بت پرستی کی طرف واپس آئے، امانتوں کے مالکان پوشیدہ تھے، انہوں نے اپنے بتوں کو بیت اللہ (کی دیواروں) پر لٹکا دیا۔ حضرت قیدارؑ کی نسل میں سے ایک (امام) کے بعد دوسرا (امام) اور انکے پیروکار لوگوں کے درمیان پوشیدہ تھے، وہ وقتاً فوقتاً لوگوں کیلئے علوم اور براہین ظاہر کرتے رہتے تھے اور ان کے ذریعے وہ اپنے پیروکاروں اور دونوں شریعتوں میں سے اہلِ حق جو کہ ان کے لئے اقرار کرتے تھے اور ان کے فضل کو پہچانتے تھے، کو (خود سے) نزدیک کرتے تھے۔ وہ اس نور کے ذریعے لوگوں کو حیران کرتے رہتے تھے جو ان میں ان کے سابق امام کے بعد لاحق امام میں بطورِ ورثہ چلا آ رہا تھا، یہاں تک کہ یہ پاک پشتوں سے پاک رحموں میں ہوتا ہوا شجرۂ ہاشمیہ تک پہنچا۔ جب ہم حضرت محمدؐ اور امرِ (نبوت) کے ان کی طرف لوٹنے کے قصّے تک پہنچیں گے، تو اس کو بیان کریں گے۔

ہم حضرت یعقوبؑ کے جس قصّے میں تھے، اسکی طرف واپس آتے ہیں۔ حضرت یعقوبؑ کی اس قوت اور تائید سے مدد ہوتی رہی جس کا ذکر پہلے گزرا ہے، یہاں تک کہ وہ حضرت یوسفؑ کے امتحان میں مبتلا کئے گئے۔ اپنی اولاد کے ساتھ ان کا جو قصہ تھا، وہ ان قصّوں میں سے ہے جن کو نص نے کتاب میں بیان کیا ہے۔ اگر ہم اس کو یہاں لائیں تو اس سے متعلق تشریح طویل ہو جائے گی۔ ہم اس سے متعلق مختصراً بیان کریں گے جس پر صاحبانِ عقل اور وہ لوگ اکتفا کریں گے جن کو درستگی کی توفیق عطا ہوئی ہو۔ روایت کی گئی ہے کہ حضرت یعقوبؑ، حضرت یوسفؑ کی آزمائش میں رہے، ان کی حضرت یوسفؑ کے غم میں مبتلا رہنے اور اندھا ہو جانے کی مدّت بیس سال تھی اور روایت کی گئی ہے کہ وہ انیس

سال تھی۔ جب ان سے آزمائش ختم ہوگئی، تو اسکے بعد وہ مصر کی طرف نکلے۔ خدا نے ان کے بکھرے ہوئے شیرازے کو اکٹھا کیا اور انکی بینائی لوٹا دی اور انکا غم زائل ہوگیا۔ روایت کی گئی ہے کہ جب وہ مصر آئے تو حضرت یوسفؑ ان کے لئے باہر نکلے تھے اور ان سے ملے تھے۔ حضرت یعقوبؑ اور ان کی اولاد اور پوتوں کا گروہ حضرت یوسفؑ کے لئے سواری کے جانوروں سے اُتر کر پیدل چلے تھے، اور یہ افعال ان کی طرف سے توبہ کے طور پر تھے، حضرت یوسفؑ نے اس فعل سے انکار نہیں کیا، نہ وہ اس گروہ کے لئے اپنی سواری سے اتر گئے۔ شاید حضرت یوسفؑ نے انکی توبہ قبول کرلی تھی۔ خدا نے حضرت یوسفؑ سے امتحان لیا، یہ کہ امر (نبوت) اور خلافت انکی اولاد سے چلا گیا اور خدا نے اسکو ان کے بھائی لاوی کے بیٹے کو لوٹا دیا۔ لاوی حضرت یعقوبؑ کے سب سے بڑے فرزند تھے، یہ اس لئے کہ حضرت یوسفؑ نے اپنے والد اور بھائیوں کے حصّوں کے آداب کو پورا نہیں کیا تھا اور نہ ان کی توبہ قبول کی تھی، اس لئے کہ خدا اپنے بندوں سے توبہ قبول فرماتا ہے اور برائیوں سے درگزر فرماتا ہے۔ حضرت یوسفؑ نے خدا کے اخلاق کو نہیں اپنایا، پس خدا نے امر (نبوت و امامت) کو ان کی اولاد سے ہٹا دیا، اور اس کو اپنی آزمائش میں بہترین صبر کرنے کی وجہ سے انکی روح میں بچا کر رکھا، اور اس امر کو حضرت یعقوبؑ کی اولاد اور پوتوں میں دہرایا، تاکہ ان کو آزمائش پر صبر کا مظاہرہ کرنے، توبہ کرنے اور اپنے بھائی کیلئے سواری سے اُتر کر پیدل چلنے پر پورا اجر دے۔

جب حضرت یوسفؑ اپنے گھر پہنچے تو ان سے جو کچھ ہوا تھا اس پر وہ نادم ہوئے، پس انہوں نے اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا اور وہ ان کیلئے سجدے میں گر گئے۔ جیسا کہ کتاب نے ان سے متعلق قصّے میں اس کو بیان کیا ہے: "وَرَفَعَ اَبَوَيۡهِ عَلَى الۡعَرۡشِ وَخَرُّوۡا لَهٗ سُجَّدًا" (۱۲:۱۰۰)۔ انہوں نے اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا اور وہ ان کیلئے سجدے میں گر گئے۔ وہ یہ کہ انہوں نے حضرت یوسفؑ کی اطاعت بجالائی ان کے مذکورہ والدین ان

کے باپ اور خالہ تھے، اس لئے کہ ان کی خالہ انکی ماں کے بعد پرورش کی ذمہ دار تھی۔ پھر انہوں نے اپنے بھائیوں سے جو کچھ ہوا تھا، اس کا نیز اپنی آزمائش جو ان کے ساتھ ہوئی تھی کا ذکر اپنے والد سے کیا اور کہا: ''وَقَالَ يٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا'' (۱۲:۱۰۰) اے میرے عزیز باپ! یہ میرے خواب کی تاویل ہے جس کو میں نے پہلے دیکھا تھا اس کو میرے پروردگار نے سچا بنا دیا۔ پس انہوں نے اسکی وجہ سے اپنے والد اور بھائیوں پر فخر کیا۔ حضرت یعقوبؑ مصر میں امر و نہی فرماتے ہوئے حضرت یوسفؑ کے ساتھ کئی سال رہے، حضرت یوسفؑ ان کیساتھ برپا تھے، اس کو خدا نے اپنے قول سے بیان کیا ہے: ''فَارْتَدَّ بَصِيْرًا'' (۱۲:۹۶)۔ پس وہ دوبارہ بینا ہو گئے۔ یعنی ان کی طرف تائید واپس آ گئی۔ جب حضرت یعقوبؑ کے دنیا سے لے جانے کا وقت آ گیا تو خدا نے انہیں مرتبے کو حضرت یوسفؑ کے سپرد کر دینے کا حکم دیا۔ روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے دنیا سے پردہ فرمایا، (اس وقت) ان کی عمر ایک سو سینتالیس سال تھی۔ وہ ان کے نام پر دعوت قائم کرنے کی مدت تھی۔ روایت کی گئی ہے کہ ان کی بینائی سے متعلق آزمائش صرف حضرت یوسفؑ کا وہ خواب تھا جس میں انہوں نے ستاروں، سورج اور چاند کو انہیں سجدہ کرتے دیکھا تھا، جب حضرت یوسفؑ نے اس کو ان سے بیان کیا تو وہ ڈر گئے کہ وہ صاحبِ عصر و زمان ہیں اور امر (نبوت) ان سے چلا جائے گا، اس وقت ان سے تائید حضرت یوسفؑ کی طرف گئی اور وہ ان سے منقطع ہو گئی پس وہ اندھے ہو گئے، جب حضرت یوسفؑ نے امر (نبوت) کے مکمل ہونے سے قبل اپنا خواب ظاہر کیا تو اس سبب سے نیز اس کی تاویل میں جلد بازی کرنے کی وجہ سے ان کو آزمائش میں مبتلا کیا گیا، خواب کے بیان کرتے وقت ان کے بھائیوں نے خود سے آگے نکلنے کی وجہ سے ان سے حسد کیا جبکہ وہ علم، عمر اور قوت میں بھائیوں سے کم تھے، پس کسی کے سبب سے کسی پر آزمائش آ گئی، اور حضرت یوسفؑ کی شخصیت حضرت یعقوبؑ سے اوجھل ہو گئی،

اور ان کے حضرت یعقوبؑ سے اوجھل ہونے کی وجہ سے حضرت یعقوبؑ کا (تائیدی) مادہ منقطع ہو گیا، جب ان کے پاس بشارت دینے والا آگیا تو وہ دوبارہ بینا ہو گئے، یہ کہ تائید کے لوٹ جانے کی وجہ سے خیال (جبرائیل) ان کے پاس آیا۔ جب انہیں مرتبہ سپرد کرنے حکم ملا تو انہوں نے فرزندوں، پوتوں اور حضرت یوسفؑ کو اکٹھا کیا اور ان کی موجودگی میں مرتبے کو حضرت یوسفؑ کے سپرد کر دیا، پس تائید حضرت یوسفؑ کی طرف لوٹ گئی۔

قصّۂ حضرت یوسف علیہ السّلام

حضرت یوسفؑ خدا کے امر اور انکی طرف بھیجی ہوئی وحی کے مطابق برپا ہوئے اور حضرت یعقوبؑ نے اسی وقت (دنیا سے) پردہ فرمایا۔ حضرت یوسفؑ اس سانحے پر چالیس دن تک روتے رہے، آنجنابؑ تابوت میں ان کے آگے پڑے ہوئے تھے، یہاں تک کہ بادشاہ اور اس کی رعایا ان کی طرف نکل آئے اور اس بارے میں ان سے پوچھا۔ اس وقت حضرت یوسفؑ نے آنجنابؑ کو اٹھایا اور ان کو لیکر بیتُ المقدس کی طرف روانہ ہوئے اور انہیں اپنے باپ حضرت اسحاقؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ دفن کر دیا۔ روایت کی گئی ہے کہ حضرت یوسفؑ مقدس سرزمین کی طرف آرہے تھے اور انہوں نے (راستے میں) عیص کو پایا تھا، وہ اپنے وطن واپس جارہا تھا۔ [اس نے حضرت یعقوبؑ کو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسحاقؑ کے ساتھ دفنانے سے حضرت یوسفؑ کو منع کیا۔]، لیکن حضرت یوسفؑ اس پر غالب آگئے۔ وہ یہ کہ جب حضرت یوسفؑ کے اہل و عیال حضرت یعقوبؑ (کے جسد) کو لارہے تھے تو عیص نے ان کے دفن کرنے سے انہیں منع کیا اور قبر پر بضد رہا اور کہا خدا کی قسم! میں اپنے آباء حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسحاقؑ کے ساتھ انہیں دفن کرنے نہیں دوں گا، پس شمعون کے ایک فرزند نے اسکی طرف چھلانگ لگادی اور اس کو مکا مارا۔ وہ اس وقت چل مرا اور مردہ حالت میں قبر میں گر پڑا۔ پس وہ اور حضرت یعقوبؑ دونوں ایک ہی قبر میں دفن ہوئے۔ یہ تھا عیص کے قصّے میں سے۔ اس کیلئے یہ نام عصیان (نافرمانی) سے لیا گیا تھا، اس کیلئے دعوت کرنے والے اس فرقے

نے اسکے حق میں کیسے گواہی دی کہ امر (نبوت) اسکی اولاد کی طرف جاتا ہے۔

حضرت یوسفؑ مصر واپس آگئے اور خدا کے حکم کی بجا آوری کی، علوی حدود سے ان کو تائید آئی اور سفلی حدود نے ان کی اطاعت کی۔انہوں نے خدا کے کام کو چلانے کیلئے حضرت بنیامینؑ کو اپنے آگے حجت مقرر کیا، انکے نقباء ان کے بیٹے اور پوتے تھے۔ آپ نے اپنے گرد مؤمنین کو جمع کیا، تاج اور ریشمی لباس پہنا اور اسکو اپنے پاس آنے والی تائید کی قوت کی ایک مثال بنا دیا۔انکی عمر ایک سو بیس سال تھی، اور وہ ان کے نام پر (کی جانے والی) دعوت کے قیام کی مدت تھی۔ وہ فوت ہو گئے اور اپنے بعد دو فرزندوں کو چھوڑا، وہ حضرت یوشع بن نونؑ کے والد حضرت افرائیم اور دوسرا حضرت میشا تھے۔ خدا نے انہیں انبیاء کی میراث کو حضرت تیزونؑ بن لاوی بن یعقوبؑ کے پاس امانتاً رکھنے کا حکم دیا۔انہوں نے حضرت تیزونؑ اور اپنے بیٹوں اور پوتوں کو حاضر کیا اور انکی موجودگی میں خود سے پہلے گزرے ہوئے اپنے جیسے انبیاء کی طرح میراث کو ان کے حوالے کیا۔ پھر وہ اپنے بیٹوں اور پوتوں اور اپنی دعوت قبول کرنے والوں کی طرف متوجہ ہوئے، اور کہا کہ قبطی لوگ آپ پر غالب آئیں گے، (جیساکہ قرآنِ کریم میں آیا ہے): "یَسُوْمُوْنَکُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ" (۲:۴۹)۔ اور آپ کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ اور یہ آپ نے (اپنے اعمال سے) جو کچھ کمایا ہے اور کماؤ گے اسکے سبب سے ہوگا، میرے بعد امر (دعوت) ظہور کے وقت تک دوبارہ پوشیدہ ہوگا۔ آپ اسی حالت، ذلت اور بے وقعتی کے تحت رہو گے، یہاں تک کہ آپ کیلئے اس لاوی کے فرزند ہارون کی نسل سے ایک شخص جس کو موسیٰ بن عمرانؑ کے نام سے پہچانا جائے گا، ظاہر ہوگا۔ پھر انہیں حضرت موسیٰؑ کی صفت بیان کی اور اپنے بعد ان پر آنے والے حالات سے انہیں باخبر کیا، اور کہا کہ حضرت موسیٰؑ اس وقت تک ظاہر نہیں ہوں گے جب تک ان سے پہلے چالیس جھوٹے لوگ اور ایک اور روایت میں پچاس جھوٹے لوگ ظاہر نہ ہو جائیں جو ان کے اور ان کے والدِ بزرگوار

کے نام کا دعویٰ کریں گے۔ اس وقت خدا اس ہستی کو ظاہر کرے گا جو بنی اسرائیل کی مدد کرے گی اور اس کے ظہور سے بنی اسرائیل کی مشکل آسان کر دے گا۔ جب حضرت یوسفؑ نے وصیت مکمل کی تو ان سے پردہ فرمایا۔ پس انہیں مصر میں دفنایا گیا اور مصر پر فرعونوں اور ظالم لوگوں کا غلبہ ہونے کی وجہ سے ان کے بیٹے، پوتے اور اہلِ دعوت انہیں بیتُ المقدس نہ لیجا سکے۔ ان کے بعد خدا کے حکم سے حضرت تیزونؑ برپا ہو گئے (انکے زمانے میں) اسباط اُٹھ کھڑے ہو گئے، ان میں سے بعض نے بعض پر سرداری کا دعویٰ کیا اور صاحبِ زمان پوشیدہ ہو گئے، جیساکہ حضرت اسماعیلؑ کی اولاد کے پوشیدہ ہونے سے متعلق قول پہلے گزرا ہے۔ نور کے خلاف تاریکی اُٹھ کھڑی ہو گئی، اور حق اور اہلِ حق نے پوشیدگی اختیار کی۔

ہم حضرت موسیٰؑ کے جس قصّے میں انکی ابتدا اور ظہور سے متعلق بات کر رہے تھے اسکی طرف واپس آتے ہیں۔ روایت کی گئی ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ ظاہر ہوئے تو حضرت یوسفؑ کی قبر کی تلاش کی اور اسے نہیں پایا۔ ان کے (اسکی تلاش کیلئے) نکلنے کا سبب خدا کا بنی اسرائیل اور اہلِ مصر سے بارش کا روک دینا تھا، یہاں تک کہ وہ قحط میں مبتلا ہو گئے تھے۔ پس انہوں نے خدا کے حضور میں شور مچایا اور بھاگتے ہوئے اور مدد مانگتے ہوئے حضرت موسیٰؑ کے پاس آئے۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنے ربّ کے حضور میں دعا کی اور ربّ نے ان کو وحی بھیجی کہ جب تک وہ اپنے درمیان سے حضرت یوسفؑ کی ہڈیاں نہیں نکالیں گے ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔ پس حضرت موسیٰؑ نے حضرت یوسفؑ کی قبر (کے پاس جانا) چاہا مگر لوگوں نے سوائے ایک بوڑھی عورت کے جس کی بینائی چلی گئی تھی کسی کو نہیں پایا جو انہیں اسکی جگہ کے بارے میں بتا سکے۔ اس بوڑھی خاتون نے انہیں اس جگہ کی طرف رہنمائی کی اس لئے کہ وہ علم و حکمت کے وارث اور اس کے امانت دار پیغمبروں کی نسل سے تھی، اس وقت حضرت موسیٰؑ آئے اور حضرت یوسفؑ کی ہڈیوں کو نکالا

اور انہیں ایک تابوت میں رکھ دیا۔ اسکے بعد خلقت کو بارش سے سیراب کیا گیا اور انہوں نے ایک ہریالی کو آتے دیکھا۔ روایت کی گئی ہے کہ حضرت یوسفؑ کی ہڈیاں اس تابوت میں رہیں، یہاں تک کہ حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کو نکال کر مقدس سرزمین کی طرف لے گئے تو ان کو (وہاں) دفنا دیا۔ ہم جس امتحان کے معاملے میں بات کر رہے ہیں اس کی طرف واپس آتے ہیں وہ یہ کہ حضرت یوسفؑ کے بعد (عام لوگوں میں سے) ایک کے بعد دوسرا شخص (مرتبے) میں برپا ہوتا رہا، وہ سب حضرت موسیٰؑ کے مرتبے کا دعویٰ کرتے تھے اور وہ حضرت موسیٰؑ اور ان کے والد کا نام اختیار کرتے تھے اور حق اور اہلِ حق کو چھپا دیتے تھے، جیسا کہ حضرت یوسفؑ نے انہیں اس سے آگاہ کیا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت شعیبؑ خدا کے امر اور وحی جو کہ ان کی طرف نیز انہیں مرتبہ سپرد کر دینے کیلئے صاحبِ حق کی طرف بھیجی تھی سے برپا ہوئے، ان چند مذکورہ دعویداروں میں سے کوئی شخص برپا نہیں ہوتا تھا مگر یہ کہ اسکے سامنے اہلِ حق میں سے کوئی ہستی برپا تھی، وہ اور انکی مؤمن جماعت پوشیدہ (حالت) میں تھے۔

قصّۂ حضرت شعیب علیہ السّلام

جب حضرت شعیبؑ خدا کے امر اور وحی سے برپا ہوئے تو ان کے مقابل ان کے زمانے کے فرعون بھی برپا ہوئے اسکا نام ولید بن مصعب تھا۔ اس کو فرعون کا نام حضرت شعیبؑ سے فرار ہونے اور ان کے ساتھ فرعونیت سے پیش آنے کی وجہ سے دیا گیا۔ وہ ان امام کے شاگردوں میں سے تھا جنہوں نے حضرت شعیبؑ کو (نبوت کا) مرتبہ سپرد کیا تھا۔ اس نے حضرت شعیبؑ کے خلاف دعویٰ کیا کہ امامؑ نے مرتبہ اسکے سپرد کیا ہے اور آنجنابؑ کے بعد وہی خلیفہ ہے، حضرت شعیبؑ اس سے بھاگ گئے اور اپنے آباو اجداد کی جگہ یعنی مکّہ کے صحرا میں بیٹھے رہے۔ فرعون کے نام پر (کی جانے والی) دعوت چار سو سال تک قائم رہی اس نے بڑائی کی اور جبر کیا اور اس (مرتبے کا) دعویٰ کیا جس کو کتاب نے ان سے متعلق بیان کیا ہے۔ جب فرعون کی ان سالوں کی مدّت پوری ہوگئی تو خدا نے حضرت ایوب بن اوصؑ کو بھیجا جو کہ ان امام کے حجّت تھے جنہوں نے حضرت شعیبؑ کو (مرتبہ) سپرد کیا تھا۔ وہ حضرت یعقوبؑ کے فرزند عیص کی پشت سے ایوب بن اوصؑ تھے اور ان کی بیگم جن کا ذکر ان کے ساتھ ہوا، حضرت یعقوبؑ کے فرزند حضرت یوسفؑ کی پشت سے تھی، یہ حضرت ایوبؑ امامِ زمان کے حجّت اور حضرت شعیبؑ پر آنجناب کے وصی (کفیل) تھے۔ حضرت شعیبؑ ان کی دعوت میں آزاد اور جناح (داعی) کے مرتبے میں تھے۔ یہ بات روایت کی گئی ہے کہ حضرت ایوبؑ نے اپنی عمر کی ایک مدّت تک اپنی قوم کو (دینِ حق کی) دعوت دی، لیکن سوائے لوگوں کی ایک

معمولی تعداد کے جنہوں نے سب سے پہلے ان پر ایمان لایا تھا، کسی نے ان کی دعوت قبول نہ کی۔ وہ یہ کہ جب ان کی عمر زیادہ ہوگئی اور دن پورے ہوگئے تو اپنی قوم سے پردہ فرمایا۔ یعنی یہ کہ ان کے حجّت نے فرعونوں کے ہیجان (جوش) کے وقت انہیں پوشیدہ کیا تھا۔ جب انکی وفات کا وقت آگیا تو مرتبے کو حجّت کے سپرد کر دیا۔ یہ بات روایت کی گئی ہے کہ وہ لوگوں سے غائب ہوگئے تھے پھر بوڑھے ہو جانے کے بعد وہ نوجوانی کی حالت میں انکی طرف واپس آگئے تھے۔ لوگوں نے ان سے کہا تھا کہ ہم نے اس وقت آپکی تصدیق نہیں کی تھی جب آپ بوڑھے تھے، جب کہ بوڑھا شخص وقار اور سچائی کی کان ہوتا ہے، اب ہم آپکی (کیسے) تصدیق کریں گے جبکہ آپ جوان ہیں اور جوان شخص جہالت اور نادانی کی کان ہوتا ہے۔

فرعون ان لوگوں کا سردار تھا جنہوں نے (علمِ) نجوم کا مطالعہ اور اس پر عمل کیا تھا اور ستاروں (کی نقل و حرکت) کا بغور مشاہدہ اور تعویذ اور منتر سے کام لیا تھا وہ اپنی فرعونیت اور قوت میں تھا، جسکی گواہی (خدا کی) کتاب اور ان اخبار نے دی ہے جو اس سے بطورِ سند بیان ہوئی ہیں۔ اس نے ایک رات ستاروں کو غور سے دیکھنے کے دوران مشاہدہ کیا کہ اس سال بنی اسرائیل کے ایک بچے کا جنم ہونے والا ہے اور اس بچے کے ہاتھوں اسکی بادشاہی کا زوال ہوگا۔ پس اس نے اپنے بڑے بڑے داعیوں اور علمِ نجوم، رصد اور معرفت والوں کو جمع کیا، ان کی اپنی اپنی رائے بچے کے اسی سال پیدا ہونے پر متفق ہوئی۔ انہوں نے فرعون کو حکم دیا کہ وہ اپنے لئے دیانتدار دایوں کو لے اور بنی اسرائیل کی ہر خاتون پر ایک دایہ کو مقرر کرے اور ہر دایہ پر چند امانتدار لوگوں اور محافظوں کو مقرر کرے۔ پس اس نے دایوں، امانتدار لوگوں اور محافظوں سے کہا کہ بنی اسرائیل کی کوئی بھی خاتون کسی بچے کو جنم دے تو اس کے بچے کو میرے پاس لے آؤ، خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی۔ اگر وہ کسی بچی کو اسکے پاس لے آتے تھے تو وہ اسکو جانے دیتا تھا

اور اگر وہ کسی بچے کو لے آتے تھے تو وہ اس کو ذبح کر دیتا تھا۔ بنی اسرائیل پر یہ کام سخت گزرا۔ وہ اپنے فقہا کے پاس جمع ہو گئے اور ان سے درخواست کی کہ وہ ہر اس شخص کا نام لے کر منع کریں جو اپنی بیگم کے پاس جاتا ہو کہ وہ اس آزمائش کی مدت میں اس کے پاس نہ جائے۔ پس عالموں نے ایسا ہی کیا اور (یوں بنی اسرائیل کی) نسل منقطع ہو گئی۔
جب حضرت موسیٰؑ کے والد حضرت عمرانؑ نے نسل منقطع ہوتے دیکھا تو کہا: خدا کی قسم! خدا کا حکم ضائع نہیں ہوگا چھوڑ دو! وہ خود ہی اپنے امر کو نافذ کرے گا کیونکہ منع کرنے کا یہ فعل اس پر اعتراض ہے۔ پھر کہا اے اللہ! اگر کسی حرام قرار دینے والے نے اپنے نام پر اپنی بیگم کو حرام قرار دیا ہے تو اسکی مرضی لیکن میں اسکو حرام قرار نہیں دوں گا۔ پس انہوں نے لوگوں کو اس حالت پر چھوڑ دیا جس پر وہ تھے۔ توریت نے حضرت عمرانؑ کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ ان کی شادی اپنی چچی کے ساتھ ہوئی تھی، جو لاوی بن یعقوبؑ کی پشت سے تھی۔ پھر جب حضرت موسیٰؑ کو نبوت ملی اور ان پر توریت نازل کی گئی تو انہوں نے اپنی ماں کو اپنے باپ سے الگ کیا اور اس کو باپ کیلئے طلاق کردہ قرار دیا۔ ایسی شادی ان کے ہاں حرام ہے پس انہوں نے اپنی ماں کو جانے دیا۔

جب فرعون کی آل نے دیکھا کہ بنی اسرائیل کی نسل منقطع ہوئی ہے تو انہوں نے فرعون سے انکے نسل کے کم ہو جانے کی شکایت کی اس لئے کہ وہ ان سے خدمت لیتے تھے۔ فرعون نے حکم دیا کہ وہ ان کے بچوں کو ایک سال قتل کر دیں اور ایک سال چھوڑ دیں۔ پس حضرت عمرانؑ کا اپنی چچی سے مذکورہ سال میں حضرت ہارونؑ پیدا ہوئے اور دوسرے سال جس سے ڈرا جاتا تھا اور جسمیں بچوں کو ذبح کیا جاتا تھا، میں حضرت موسیٰؑ کا جنم ہوا۔ یہ پیدائش خدا کی فرعون کو اپنی قدرت دکھانے کے لئے ہوئی۔ روایت کی گئی ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ کی ماں کا حمل ٹھہرا تو ان کا معاملہ مشہور ہو گیا اور اس کی خبر فرعون تک پہنچی تو اس نے ایک دایہ کو ان پر مقرر کیا اور دایہ پر محافظوں کو مقرر کیا۔

حضرت موسیٰ کی ماں حسن و جمال اور کمال کی مالک تھیں جب دایہ نے ان کو دیکھا کہ وہ کمزور ہوتی جارہی ہیں تو ان سے کہا: اے بیٹی! میں تجھ میں یہ کیا کمزوری دیکھ رہی ہوں۔ انہوں نے جواب دیا: اے ماں! مجھے اس پر ملامت نہ کر، میں ہر دن انتظار کرتی ہوں کہ میرا بیٹا مجھ سے لیا جائے گا اور اس کو میرے سامنے ذبح کیا جائے گا۔ دایہ نے ان سے کہا: گھبراؤ مت! اگر آپ نے بیٹا پیدا کیا تو میں اس کو چھپالوں گی۔ اس نے حضرت موسیٰ کی ماں کے لئے سخت قسم کھائی۔ پس وہ اپنے فرزند کے بارے میں خوف اور امید کے درمیان رہیں اور وہ جو اضطراب پا رہی تھیں اس کا کچھ حصہ پُرسکون ہوگیا یہاں تک کہ اس نے حضرت موسیٰ کو جنم دیا۔ انہوں نے اپنے لئے ایک کوٹھڑی بنائی تھی۔ انہوں نے دایہ کو حکم دیا کہ وہ بچے کو کوٹھڑی میں لے جائے۔ (پس دایہ نے ایسا ہی کیا) اور وہ باقی ماندہ جھلی وغیرہ کو لے کر پہرے داروں کے پاس باہر آئی اور کہا کہ اس خاتون نے بچے کو ساقط کر دیا جو کہ مکمل نہیں ہوا تھا اور وہ یہ ہے اور اس کو ان کے سامنے ڈال دیا۔ جب انہوں نے اس کو دیکھا تو واپس چلے گئے۔ پھر دایہ بچے کی ماں کے پاس آئی اور کہا کہ کوٹھڑی میں داخل ہو جاؤ اور بچے (کے بھوکے مرجانے) کے خوف سے اس کو وقتاً فوقتاً دودھ پلاتی رہو۔ حضرت موسیٰ اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ ان کی آواز بلند ہوگئی اور ان سے متعلق ان کی ماں کا خوف اور بڑھ گیا۔ شدید نگرانی اور پہرے داروں کی کثرت کی وجہ سے کسی کو شہر سے باہر کوئی چیز لیجانا منع تھا۔ اس وقت ان کو وحی آئی کہ وہ ایک تابوت کو بنائیں، بچے کو اس میں رکھیں، رات کے وقت اسکو باہر نکالیں اور دریائے نیل میں ڈال دیں۔ انہوں نے خود سے اور بچے سے متعلق ڈرنے کی وجہ سے وہی کیا جس کا حکم ملا تھا۔ جب انہوں نے تابوت کو بنایا اور بچے کو پانی میں ڈال دیا [اور] اس کو دیکھا کہ وہ ان کے پاس سے چلا گیا ہے تو اس کے متعلق بہت زیادہ خوفزدہ ہوگئیں اور اس فعل پر نادم ہوئیں۔ انہوں نے چیخنے کا ارادہ کیا

پھر وہ اس وعدے پر بھروسہ کر کے خاموش ہوگئیں جو خدا نے ان کے ساتھ کیا تھا۔

فرعون کی بیگم جو کہ مومنہ تھیں اور جو اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھتی تھیں اور فرعون کے (نظامِ دعوت) کو تبدیل کرنے کو جانتی تھیں۔ انہوں نے فرعون سے درخواست کی کہ وہ دریائے نیل کے ساحل پر ایک گنبد کو نصب کرے تاکہ وہ اس میں محظوظ ہوسکے۔ وہ دن موسمِ بہار کے تھے۔ فرعون نے اس کو منظور کرلیا اور وہ اسی دن صبح کے وقت وہاں تھیں، اس کے خادم اور غلام اس کے آگے تھے اور وہ رات دن اس گنبد سے نہیں ہٹتی تھیں۔ وہ دریا کے کنارے بیٹھے دیکھ رہی تھیں کہ اچانک اس نے ایک تابوت کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ وہ پانی کی سطح پر تیر رہا تھا، اس نے اپنے غلاموں سے کہا کیا تم بھی اس کو دیکھتے ہو جس کو میں دیکھتی ہوں؟ انہوں نے کہا کہ ہم بھی ایک چیز کو دیکھ رہے ہیں جو پانی کی سطح پر تیر رہی ہے، لیکن ہم نہیں جانتے ہیں کہ وہ کیا ہے؟ جب وہ ان کے قریب آگیا اور انہوں نے اسے دیکھ لیا کہ وہ ایک تابوت ہے تو جلدی سے اسکی طرف گئے اور اس کو اٹھالیا اور اس کو فرعون کی بیگم کے پاس لے آئے۔ وہ تابوت کو گنبد میں لے گئیں اور اس کو کھول دیا تو اس میں بہترین شکل وصورت کا ایک بچہ تھا۔ اس نے بچے کو اپنی گود میں رکھا۔ خدا نے اسکے دل میں بچے کی محبت ڈال دی، جیسا کہ اس عزّوجلّ نے فرمایا ہے: ”وَاَلْقَیْتُ عَلَیْكَ مَحَبَّةً مِّنِّیْ“ (۲۰: ۳۹)۔ اور (اے موسیٰ) میں نے تجھ پر اپنی طرف سے ایک محبت ڈال دی۔ وہ یہ کہ فرعون کی بیگم کو بادشاہ سے کوئی فرزند عطا نہیں ہوا تھا اور وہ ان کا قول تھا: ”عَسٰٓی اَنْ یَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا“ (۲۸: ۹)۔ شاید وہ ہمیں فائدہ دے یا ہم اس کو اپنا بیٹا بنالیں۔ وہ بچے کو لے کر بادشاہ کے پاس گئی اور اس کو بچے کا قصہ بیان کیا۔ فرعون نے کہا کہ یہ کام بنی اسرائیل کے حیلوں میں سے ہے۔ اس نے بچے کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا۔ وہ اس کی منت سماجت کرتی رہیں یہاں تک کہ اس کا غصہ ٹھنڈا ہوگیا اور اس نے بچے کو اپنی بیگم کے سپرد کر دیا اور اس کو

بچے کی پرورش کرنے کا حکم دیا۔ وہ بچے کو دودھ پلانے کے لئے بنی اسرائیل کی عورتوں کے پاس بھیجتی تھیں اس نے ان میں سے کسی ایک عورت کا بھی دودھ پینا قبول نہ کیا یہاں تک کہ زنِ فرعون نے بنی اسرائیل کی کسی بھی خاتون کے پاس بچے کو بھیجے بغیر نہ چھوڑا۔ بالآخر خدا کے حکم سے اس کی اپنی ماں کے پاس واپس جانا ہوا جس کو کتاب نے بیان کیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ اپنے ضد کے گھر میں پلے بڑھے۔ ان کی ماں ان کے متعلق ڈرتی رہتی تھیں یہاں تک کہ اس سال وہ دایہ وفات پاگئی جو ان کے ساتھ تھی۔ پس وہ حضرت موسیٰؑ کے متعلق مطمئن ہوگئیں۔

روایت کی گئی ہے کہ جب بنی اسرائیل پر آزمائش سخت ہوگئی اور ان کا انتظار طویل ہوگیا [وہ جمع ہونے اور باتیں کرنے کیلئے کسی جگہ نہیں پہنچ سکتے تھے]۔ تو ایک رات وہ اپنے کسی فقیہ کی طرف نکلے اور اس سے اس حالت کی شکایت کی جسمیں وہ مبتلا تھے اور کہا کہ ہمیں ایک دوسرے سے ملنے اور باتیں کرنے سے دلاسہ ملتا تھا، ابھی معاملہ بھی سخت اور انتظار طویل ہوگیا ہے۔ اس نے ان سے کہا کہ آپ اس حالت میں رہیں گے یہاں تک کہ آپ کے پاس موسیٰ بن عمرانؑ آئیں گے اور وہی آپ کو فرعون اور اس کی قوم سے نجات دیں گے۔ وہ پیدا ہوگئے ہیں اور ان کا یہ کام ہوگا۔ وہ ان کو حضرت موسیٰؑ کی ذات اور ان کے ہاتھوں سے ہونے والا کام اور ان کی صفت بتانے لگا اور کہا کہ یہ ان کا زمانہ ہے، ان کا ظہور قریب آگیا ہے، آپ آسانی کا انتظار کریں۔ وہ ان کو نصیحت کر رہا تھا کہ اچانک انہوں نے ایک شخص کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ وہ اس گروہ کے پاس آ کر رُک گیا اور ان کو سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ فقیہ نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا اور ان کو پہچان لیا اور ان کیلئے سجدے میں گر پڑا اور ان کے ہاتھ اور پیروں پر بوسہ دینے لگا۔ حضرت موسیٰؑ نے اس سے کہا: خدا آپ پر رحم فرمائے خود کو قابو میں رکھئے۔ پھر اس نے ہر طرف سے لوگوں کو پکار کر حضرت موسیٰؑ کی طرف بلایا وہ آ کر ان کے

ہاتھوں اور پیروں پر بوسہ دینے لگے۔حضرت موسیٰؑ نے ان سے کہا: خدا کے آپ کی مشکل آسان کرنے تک اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں۔اس کے امر کے ظہور اور اس کے دشمن کی ہلاکت کا وقت آچکا ہے، ان شاء اللہ۔ پھر وہ ان کے پاس سے روانہ ہو گئے اور اپنے گھر میں داخل ہو گئے۔ کچھ سالوں تک اپنے حجرے میں مقیم رہے، وہ لوگوں میں سے کسی کے لئے ظاہر نہیں ہوتے تھے یہاں تک کہ ان کی (علمی) پرورش کا کام مکمل ہو گیا اور وہ اپنی مکمل جوانی تک پہنچے۔ وہ ایک دن باہر نکلے اور قوم کو دیکھا کہ وہ مشکل کی آسانی کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ شہر کی گلیوں میں چل رہے تھے کہ اچانک دو آدمیوں سے ملے جن کی بات کو (خدا کی) کتاب نے بیان کیا ہے کہ "هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ" (۱۵:۲۸)۔ یہ شخص اس کی جماعت میں سے تھا اور یہ (دوسرا) شخص اس کے دشمنوں میں سے وہ دونوں جھگڑ رہے تھے۔حضرت موسیٰؑ نے ضرب لگا کر دشمن کو قتل کر دیا اور اسی وقت اپنی جان کے خوف سے بغیر کسی راستہ بتانے والے کے اپنے ضد کے گھر سے نکلے۔ان کا قول تھا: "عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ" (۲۲:۲۸)۔شاید میرا پروردگار مجھے سیدھا راستہ دکھائے۔ (اپنی قوم کے) عالم اور حضرت شعیبؑ کی بیٹیوں کے ساتھ ان کا جو معاملہ تھا اس کو کتاب نے بیان کیا ہے۔جب حضرت موسیٰؑ فرعون کے گھر سے نکلے تو فرعون کو معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کہاں گئے ہیں۔ اس نے حضرت ہارونؑ کو اپنی خدمت کیلئے مختص کیا اور ان کو دوسروں پر ترجیح دی یہاں تک کہ ان کو سونے کے نقش ونگار والے کپڑے اور ریشمی اور دیباج کا لباس اور قیمتی جواہرات کے ہار پہنائے۔ یہی ہے وہ سب کچھ جو اس کے ظاہری کام سے متعلق ہم تک پہنچا ہے۔اس کی تاویل میں سے جو کچھ ممکن ہو، ہم اس کو لائیں گے اور اس بات کو بھی کہ خدا کے اولیاء کا اپنے مخالفین میں پانے والے بُرے اعمال سے چھٹکارا پانے کے بعد ایک دارِ ہجرت جس میں وہ پناہ لیتے ہوں کی طلب میں مخالفین سے بھاگنا کیسے ممکن ہوتا ہے۔

یہ کہ جب حضرت شعیبؑ پر، ان جیسے دیگر پیغمبروں کے بارے میں گزرے ہوئے قول کے مطابق حضرت ابراہیمؑ کا دَور مکمل ہوگیا اور حضرت شعیبؑ کے دن پورے ہوگئے... اور فرعون کے تکبر کرنے، گزرے ہوئے حدود کو نوازنے، ان کو اپنی طرف مائل کرنے اور یہ دعویٰ کرنے کہ وہ امر کا مالک ہے اور امر اس کے سپرد کیا گیا ہے اور ان کو کم مایہ چیزوں سے اپنی طرف کھینچنے کے بارے میں بھی قول پہلے گزرا، ان میں سے جو عاقل تھا اور اسکے (نظامِ دعوت) کو تبدیل کرنے کو جانتا تھا اس نے حضرت شعیبؑ کی پیروی کی اور فرعون کا دعویٰ کرنا کہ "اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى" (۷۹:۲۴)۔میں تمہارا برتر پروردگار ہوں۔یعنی وہ ان کیلئے مقرر کردہ، ان سے برتر اور ان کے (دینی) کاموں کو کرنے والا ہے۔ان حدود میں سے جو معرفت کی حد تک نہیں پہنچا تھا اس نے فرعون کی تبدیلی کو قبول کیا اور جو کامل تھا وہ پوری طرح سے (حق پر) قائم رہا اور آزمائش کے وقت اپنے آپ کو پوشیدہ کیا، اس کو فرعون کے فعل نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا، جیساکہ خدائے عزّوجلّ نے اس کے فعل اور اس کی بیگم کے بارے میں بیان کیا ہے۔ وہ اس کی حجّت تھیں جس کو اپنے لئے مقرر کیا تھا اور اپنے گمان کے مطابق اس کو روحانی ولادت کے لئے مختص کیا تھا، مگر وہ اس کے (نظامِ دعوت میں) تغییر و تبدیل کرنے کو جانتی تھی، جیساکہ خدائے عزّوجلّ نے اس کے قول اور ولیٔ زمان کے حضور میں اس کے خشوع و خضوع کو بیان کیا ہے: "رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ" (۶۶:۱۱)۔اے میرے پروردگار! تو میرے لئے جنّت میں اپنے پاس ایک گھر بنادے اور مجھے فرعون اور اسکے عمل اور ظالم قوم سے نجات دے۔ یعنی مجھے فرعون کے قریبی اور خاص لوگوں سے نجات دے۔فرعون کی یہ حجّت حضرت شعیبؑ کے لئے اقرار کرتی تھی، ان کی داعی تھی اور وہ فرعون سے اپنا ایمان چھپاتی تھی۔نیز وہ حضرت موسیٰؑ کی (روحانی) ماں تھی جس نے ان کو اپنی گود میں لے کر پرورش کی

تھی اور ان کو اپنے زمانے کے امام کی دعوت کی تھی۔ اس لئے اس نے امامِ زمان سے درخواست کی تھی کہ وہ اس کیلئے جنّت میں اپنے پاس ایک گھر بنا دیں تاکہ وہ صاحبِ زمان (ناطق) کی تربیت کر سکے۔ (صاحبِ زمان کے) داعیوں کا گروہ ان لوگوں سے زیادہ فصیح و بلیغ تھا جو فرعون کے گھر میں تھے، اس وجہ سے حضرت موسیٰؑ کیساتھ مناظرے کیلئے فرعون نے ان حدود کو اپنے جزیروں سے بلایا تھا۔ جب انہوں نے حضرت موسیٰؑ کے کلام کو سنا تو ان پر ایمان لے آئے اور ان کی طرف اطاعت گزاری کی حالت میں لوٹ گئے اور ان کو فرعون کی تغییر و تبدیل نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ وہ اسی دعوت پر تقیہ کے غار میں پوشیدہ تھے۔

جب حضرت موسیٰؑ مکمل طور پر بالغ ہوگئے تو ان کے پاس ایک داعی آیا جس کی نسبت ان کی ماں سے تھی۔ اس نے انہیں حضرت شعیبؑ کی امامت کی طرف دعوت دی، جس طرح ستارہ حضرت ابراہیمؑ کے پاس آیا تھا اور ان کو حضرت صالحؑ کی امامت کی طرف دعوت دی تھی۔ حضرت موسیٰؑ اپنی ماں کے سامنے پرورش پاتے رہے، یہاں تک کہ ان کی (پرورش کا) کام مکمل ہوگیا۔ اللہ عَزَّوجَلَّ نے ان کی طرف وحی بھیجی یعنی حضرت اسماعیل خلیل الرحمٰنؑ کی اولاد کے امامِ زمان نے ان کی طرف وحی بھیجی جو کہ حضرت اسحاقؑ کی اولاد کے دَور کے مکمل ہونے کے وقت تک فرعونوں کی نظروں سے تقیہ کے غار میں (پوشیدہ) تھے۔ جب حضرت موسیٰؑ کے پاس امام کا خیال (جبرائیل) پہنچا تو حضرت شعیبؑ کی آنکھیں تاریک ہوگئیں وہ ان سے تائید کا روک دینا تھا۔ اس وقت انہوں نے زمانے کے مالک (ناطق) کے ظاہر ہونے کا یقین کرلیا۔ اسکو عام لوگوں نے ان سے متعلق روایت کیا ہے کہ انکی بینائی چلی گئی تھی۔ اسوقت فرعون کی بادشاہی میں اضطراب پیدا ہوگیا تھا اور اس کو فرعون نے اپنے نجوم میں دیکھا تھا کہ اس کی بادشاہی کا زوال ہونے والا ہے۔ اس کے بارے میں جو روایت کی گئی ہے کہ اس نے لوگوں کو

مقرر کیا تھا جو بنی اسرائیل کی بچہ پیدا کرنے والی عورت کی جاسوسی کرتے تھے اور فرعون بچے کو ذبح کرتا تھا۔ وہ یہ ہے کہ جب اس نے امر (نبوت) کے بنی اسرائیل کی طرف لوٹنے کا یقین کر لیا تو اپنے داعیوں کو مقرر کیا جو جاسوسی کرتے تھے۔ اگر بنی اسرائیل میں سے کوئی کسی مرتبے کا دعویٰ کرتا تھا یا ان میں سے کوئی داعی ہوتا تھا جو اس مرتبے کی طرف دعوت کرتا تھا اور ان میں سے جو کوئی روحانی ولادت کے مرتبے میں پہنچتا تھا تو اس سے فرعون کی امامت کا عہد و پیمان لیا جاتا تھا۔ وہ وقت داعیوں کے روک دئے جانے کا تھا۔ پس لواحق اور اَجنحہ (واحد جناح) عہد لینے سے رُکے رہے اور وہ فرعون کی بادشاہی کے زوال کی توقع کر کے اسکے ظاہر میں پوشیدہ رہے، جس کو اللہ عزّ و جلّ نے اپنے قول سے بیان کیا ہے: "اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ مَا يُوْحٰٓى اَنِ اقْذِفِيْهِ فِى التَّابُوْتِ" (۲۰:۳۸-۳۹)۔ جب ہم نے تیری ماں کی طرف وحی بھیجی کہ بچے کو تابوت میں ڈال دے۔ یہ خدا کی طرف سے اس کی ماں کو حکم تھا کہ وہ حضرت موسیٰؑ کو انبیاء کے علوم کے ظاہر پر ٹھہرائے رکھے اور وہ وہی تابوت تھا جس میں حضرت آدمؑ کا جسم پایا جاتا تھا، جس کے متعلق قول پہلے گزرا ہے، اور اسی کو فرشتوں نے اٹھایا تھا، یہاں تک کہ اسکو چھٹے ناطق تک پہنچایا تھا جس کو خدا نے ان کے متعلق اپنے قول سے بیان کیا ہے: "لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِىَ حُقُبًا" (۱۸:۶۰)۔ میں نہیں ہٹوں گا جب تک میں دو دریاؤں کے سنگم تک نہ پہنچوں یا صدیوں تک چلتا رہوں۔ اس سے مراد ظاہر اور باطن کی وہ حد (مرتبہ) ہے جس سے ان کی ماں نے انہیں واقف بنایا تھا۔ جہاں تک ان کے اپنے باپ حضرت عمرانؑ سے نسبت کی بات ہے وہ خدا کی طرف سے خلقت کو آگاہ کرنا تھا کہ حضرت یوسفؑ کے بعد امر (نبوت) جسمانی پیدائش کے ذریعے جس نسب کے طور پر چل رہا تھا وہ حضرت اسحاقؑ کی اولاد سے منقطع ہو گیا ہے اور اسباب کی طرف واپس گیا ہے۔ اس سے متعلق قول پہلے گزرا کہ امر (نبوت) حضرت یوسفؑ کے فرزندوں

سے نکل کر لاوی کے فرزند کی طرف لوٹا تھا۔ پس بیت المقدس کی آبادی کسی متصل نسب کے بغیر صرف لاحقوں کے ذریعے ہونے لگی۔ اسی طرح سے حضرت موسیٰؑ کے بعد حضرت عیسیٰؑ کا دَور تھا۔ انہوں نے ظاہری ولدیت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ پیدائشی نبوت کا دعویٰ کیا اور امر (نبوت) حضرت اسماعیلؑ کی اولاد کی طرف لوٹ جانے اور حضرت محمدؐ تک پہنچنے تک صرف مسلسل اسباب تھے۔ ہمارے اسی وقت تک آپ کے لئے یہی کچھ کافی ہے۔ حضرت یوسفؑ نے انہیں آگاہ کیا تھا کہ لوگ حضرت موسیٰ بن عمرانؑ کے مرتبے کا دعویٰ کریں گے اور وہ سب لوگ جھوٹ بول رہے ہوں گے کہ امر (نبوت) ان کی طرف لوٹ گیا ہے اور وہ ان میں ہے اور ان کے ذریعے بیت اللہ (اللہ کے گھر) کی آبادی ہے۔ گھر سے مراد دعوت اور شریعت ہے جسطرح آبادی کی ابتدا حضرت اسماعیلؑ کے بعد حضرت اسحاقؑ سے تھی اور اس کو خدائے عزّوجلّ نے ان سے متعلق اپنے قول سے بیان کیا ہے: ''اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوۡحًا وَّاٰلَ اِبۡرٰهِيۡمَ'' (۳:۳۳)۔ بیشک اللہ نے آدم، نوح اور ابراہیم کی آل کو برگزیدہ کیا۔ یعنی حضرت اسماعیلؑ اور انکی اولاد کو برگزیدہ کیا وَاٰلَ عِمۡرٰنَ اور عمران کی آل کو برگزیدہ کیا۔ یعنی حضرت اسحاقؑ اور ان کی نسل کو برگزیدہ کیا اور اسکے بعد ان کے لاحقوں کو برگزیدہ کیا۔ یہ تنزیل میں آیا ہے اور یہ حصّہ بھی اسی سے ہے: ''وَاٰلَ اِبۡرٰهِيۡمَ وَاٰلَ عِمۡرٰنَ وَآلَ مُحَمَّدٍ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ'' (۳:۳۳)۔ اور خدا نے ابراہیم کی آل اور عمران کی آل اور محمد کی آل کو جہان والوں پر برگزیدہ کیا۔ پس برگزیدگی حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ کی تھی اور امانتیں حضرت ابراہیمؑ کی آل اور حضرت عمرانؑ کی آل میں تھیں جن کو فرشتے اٹھا رہے تھے اور وہ امر کے مالک بنائے گئے تھے نیز وہ تابوت کو اٹھانے والے تھے۔ اس لئے خدا فرماتا ہے: ''ذُرِّيَّةًۢ بَعۡضُهَا مِنۡۢ بَعۡضٍ'' (۳:۳۴)۔ ذرّیت کے لحاظ سے ان میں سے بعض، بعض سے تھے اسلئے کہ حجّت امام سے ہے اور نقیب حجّت سے اور جناح (داعی) نقیب سے اور مستجیب جناح سے پس ذرّیت اور

روحانی ولادت کے لحاظ سے ان میں سے بعض، بعض سے ہیں جس طرح حضرت آدمؑ کے قصے میں اس سے متعلق قول گزرا ہے۔

حضرت موسیٰؑ کی اپنی ماں کے سامنے پرورش ہوتی رہی یہاں تک کہ انہوں نے اپنی ماں کے پاس جو علم وحکمت تھا، اس کو پوری طرح سے حاصل کرلیا، جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے ستارے (داعی) کے علم وحکمت کو حاصل کیا تھا۔ اس وقت حضرت موسیٰؑ کی ماں نے انہیں زمانے کے مالک (امام) کے حجت تک بلند کیا۔ پہلے گزرے ہوئے بزرگوں نے فرمایا ہے [خدا ان کے چہروں کو تازگی بخشے] کہ وہ عبدِ صالح (نیک بندہ) جس نے حضرت موسیٰؑ سے ملاقات کی تھی ان کے (دینی) والد حضرت نوحؑ تھے۔ وہ ان کیلئے حضرت خضرؑ کی صورت میں ظاہر ہوئے تھے اس لئے حضرت موسیٰؑ کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ حضرت نوحؑ کے قبلے کی طرف مائل ہوگئے تھے۔ وہ یہ کہ انہوں نے مغرب کی طرف نماز پڑھی تھی۔ کیا آپ ان کیلئے حضرت موسیٰؑ کی عاجزی اور ان کی پیروی کرنے کی رغبت کو نہیں دیکھتے ہو؟ کیونکہ ان کے پاس جو تعلیمات تھیں وہ ان تعلیمات کے ساتھ متفق نہیں تھیں جن پر حضرت موسیٰؑ عمل پیرا تھے، ان کا قول تھا: "هَلۡ اَتَّبِعُكَ عَلٰۤى اَنۡ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمۡتَ رُشۡدًا" (۶۶:۱۸)۔ کیا میں آپ کی پیروی کروں تاکہ آپ مجھے اس رشد و ہدایت کی تعلیم دیں جس کی تعلیم آپ کو دی گئی ہے۔ اور عالم کا کہنا تھا: "اِنَّكَ لَنۡ تَسۡتَطِيۡعَ مَعِىَ صَبۡرًا وَكَيۡفَ تَصۡبِرُ عَلٰى مَا لَمۡ تُحِطۡ بِهٖ خُبۡرًا" (۱۸:۶۷-۶۸)۔ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کرسکیں گے اور اس پر صبر کیسے کرسکیں گے جس کی آپ خبر ہی نہ رکھتے ہوں یعنی آپ کیلئے اس میں سے کوئی چیز نہیں ہے نہ تو آپ کی ماں نے آپ کو اس سے آگاہ کیا ہے۔ ان کے حضرت خضرؑ کیلئے عاجزی کرنے، حضرت کے کشتی میں سوراخ کرنے، لڑکا قتل کرنے اور دیوار بنانے پر ان کا اعتراض کرنے تک کے واقعات کو کتاب نے بیان کیا ہے۔ جب حضرت موسیٰؑ نے حضرت خضرؑ سے (علمی) دودھ پوری طرح سے پیا تو

حضرت خضرؑ نے انہیں آگاہ کیا کہ وہ سوراخ کی ہوئی کشتی کے مالک ہیں اور وہی اس پر مقرر ہیں۔ نیز جب حضرت موسیٰؑ اس سارے علم سے فارغ ہوئے جسے ان کے ساتھ رہ کر حاصل کرنا چاہتے تھے تو انہوں نے حضرت موسیٰؑ کو اپنے صاحبِ زمان (امام) کی طرف واپس جانے اور ان کی خدمت کرنے کا حکم دیا، یہاں تک کہ امام کا کام مکمل ہو جائے اور وہ آنجنابؑ سے مرتبہ وصول کرلیں وہ حضرت قیدارؑ کے فرزندوں میں سے تھے جن کا ذکر پہلے گزرا۔ اس وقت حضرت موسیٰؑ نے بغیر کسی راستہ بتانے والے کے مدین کا رُخ کیا اور ان کا قول تھا: ''عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ'' (۲۸:۲۲)۔ عجب نہیں کہ میرا پروردگار مجھے سیدھے راستے کی ہدایت دے۔ وہ اپنے حسنِ اعتقاد و نیت پر توکل کرتے تھے اور ان کو خدا کی مدد پر بھروسہ تھا۔ ان کا قول تھا کہ عجب نہیں کہ میرا پروردگار مجھے سیدھے راستہ کی ہدایت دے اور عجب نہیں خدا کی طرف سے ایک قطعی بات ہے اس لئے خدا نے انہیں اپنی خواہش تک پہنچا دیا۔

قرآنِ کریم میں فرمایا گیا ہے: ''وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ'' (۲۸:۲۳)۔ جب وہ مدین کے پانی تک آئے تو اس کے پاس لوگوں کی ایک بڑی تعداد کو پایا وہ (اپنے مویشیوں کو) پانی پلا رہے تھے۔ مراد یہ کہ انہوں نے عام مومنوں کی ایک بڑی تعداد کو پایا وہ حضرت شعیبؑ کے ظاہر (تنزیل) اور ان کی امامت کو تھامے ہوئے تھے اور (فرمایا گیا ہے): ''وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ'' (۲۸:۲۳) ان سے الگ تھلگ دو خواتین کو دیکھا جو (اپنے مویشیوں کو) روک رہی تھیں۔ یعنی وہ حضرت کے مستجیبوں کو ان تعلیمات سے روک رہی تھیں جو اہلِ ظاہر کے پاس تھیں۔ اور (فرمایا گیا ہے): ''قَالَ مَا خَطْبُكُمَا'' (۲۸:۲۳)۔ حضرت موسیٰؑ نے ان سے کہا کہ آپ کا کیا معاملہ ہے؟ آپ نے ان لوگوں کے پاس جو تعلیمات ہیں ان سے خود کو دور رکھا ہوا ہے؟ اور (فرمایا گیا ہے): ''قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ'' (۲۸:۲۳) انہوں

نے جواب دیا ہم اس وقت تک پانی پلا نہیں سکتے جب تک چرواہے (اپنے مویشی) نہ لیجائیں، ہمارے باپ ایک بوڑھے آدمی ہیں یعنی ہمارے باپ کے بڑھاپے کی وجہ سے تائید چلی جانے سے ہم علم بیان کرنے سے کمزور ہو چکے ہیں اور انہوں نے ہمیں اس شخصیت کی تلاش کرنے کیلئے بھیجا ہے جس کی طرف یہ امر گیا ہے۔ یہ روایت کی گئی ہے کہ اس جگہ ایک کنواں تھا اور اس پر ایک بہت بڑا پتھر تھا اس کو اٹھایا نہیں جا سکتا تھا، حضرت موسیٰؑ نے اسکو اٹھایا اور (فرمایا گیا ہے): "فَسَقٰى لَهُمَا" (۲۸:۲۴)۔ اس نے ان کے مویشیوں کو پانی پلایا۔ یعنی ان کیلئے تائید کے مرتبے سے علم بیان کیا۔ جب ان کیلئے علم بیان کیا تو انہوں نے جان لیا کہ وہی مطلوب شخص ہیں۔ ان میں سے ایک خوشخبری کے ساتھ حضرت شعیبؑ کے پاس گئی، انہوں نے اس کو حضرت موسیٰؑ کی طلب میں بھیجا۔ حضرت موسیٰؑ کیلئے اس کا یہ قول تھا کہ: "اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْكَ لِیَجْزِیَكَ اَجْرَ مَا سَقَیْتَ لَنَا" (۲۸:۲۵) ہمارے والد آپ کو بلا رہے ہیں تاکہ آپ کو ہمارے چوپایوں کو پانی پلانے کا اجر دیں۔
جب وہ حضرت شعیبؑ کے پاس آئے تو ان کو وہ کچھ سنایا جو ان کے ساتھ گزرا تھا۔ اس وقت حضرت شعیبؑ نے کہا: "لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ" (۲۸:۲۵) مت ڈریں آپ نے ظالم قوم سے نجات پائی ہے۔ اِس سے مراد یہ ہے کہ خیال (جبرائیل) حضرت شعیبؑ کے پاس آیا اور تائید انکی طرف واپس آگئی۔ اس وقت انہوں نے حضرت موسیٰؑ کو اپنا اساس مقرر کیا جس طرح حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ کو ان سے ملتے وقت اپنا اساس مقرر کیا تھا۔ حضرت شعیبؑ نے حضرت موسیٰؑ سے اپنی ایک بیٹی بیاہ دی جو وہی تھی جس نے ان کے کلام کو لیا تھا اور ان کے بارے میں آگاہ کیا تھا۔ حضرت شعیبؑ نے ان کے ساتھ یہ اسلئے کیا کہ ان کے دَور میں ان کا بھی حصہ ہو۔ حضرت شعیبؑ نے ان کو اپنے آگے مقرر کیا یہاں تک کہ حضرت شعیبؑ کی عمر کی مدت پوری ہوگئی اور آنجنابؑ نے وہ کام مکمل کر لیا جس کا ارادہ کیا تھا۔ روایت کی گئی ہے کہ حضرت شعیبؑ نے حضرت موسیٰؑ کو

صرف اپنی بھیڑ بکریاں چرانے کیلئے اجرت پر رکھا تھا، جس طرح لابان نے اپنے بھانجے حضرت یعقوبؑ کو اپنی بیٹیاں بیاہنے کی شرط پر اپنی بھیڑ بکریاں چرانے کیلئے رکھا تھا۔ حضرت شعیبؑ نے حضرت موسیٰؑ کو آٹھ سال تک اپنا ملازم رکھا تھا اور لابان نے حضرت یعقوبؑ کو سات سال تک اپنا ملازم رکھا تھا۔ آٹھ اساسیت کی حد ہے کیونکہ اساس ہفتے کا آٹھواں دن ہے اور وہ مرتبے کو امام سے وصول کرتا ہے۔ لابان امام نہیں تھا وہ صرف ایک جزیرے کا حجت تھا۔ حضرت یعقوبؑ اس کی طرف گئے تھے تاکہ اس کی اولاد کو وصول کرے اور وہ اس کی بھیڑ بکریاں تھے۔

یہ بات روایت کی گئی ہے کہ حضرت شعیبؑ کے پاس پیغمبروں کی لاٹھیاں جمع تھیں۔ جب انہوں نے حضرت موسیٰؑ کو بھیڑ بکریاں چرانے کیلئے کہا تو ان کو اپنی لاٹھی لینے کا حکم دیا تاکہ وہ اسکے ذریعے ان کی بھیڑ بکریوں کو چرائیں۔ پس حضرت موسیٰؑ نے لاٹھی کو لیا۔ حضرت شعیبؑ نے ان سے کہا: جس لاٹھی کو آپ نے لیا ہے اس کو ہمارے پاس لے آنا۔ حضرت شعیبؑ نے ان کے ہاتھ سے لاٹھی لی اور دیکھا تو وہ حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی تھی۔ انہوں نے اسکو دوسری لاٹھیوں میں واپس رکھ دیا اور ایک اور دفعہ لاٹھی کو نکالنے کا حکم دیا۔ وہ تین دفعہ ایسا کرتے رہے، ہر دفعہ حضرت موسیٰؑ وہی لاٹھی نکالتے تھے۔ اس وقت انہوں نے اس کو حضرت موسیٰؑ کے سپرد کیا۔ حضرت موسیٰؑ ان کی بھیڑ بکریوں کو لیکر نکل گئے۔ حضرت شعیبؑ نے انہیں ایک جگہ کا نام لیکر حکم دیا کہ وہ بھیڑ بکریوں کو لیکر وہاں سے گزریں (اور فلاں جگہ سے نہ گزریں)۔ حضرت موسیٰؑ نے ایک زمانے تک خود کو اس جگہ سے روکے رکھا اور وہ اس سے دُور رہے۔ وہ بنجر زمین میں بھیڑ بکریاں چراتے تھے۔ جب وہ ان کو لیکر رات کو واپس آتے تھے تو حضرت شعیبؑ ان کو ٹٹول کر شکم سیری معلوم کرتے تھے۔ ایک دن وہ اس جگہ سے گزرے جہاں سے شام کے وقت واپس آتے ہوئے گزرنے سے حضرت شعیبؑ نے انہیں منع کیا تھا۔ انہوں نے وہاں بہت

زیادہ ہریالی پائی، اس جگہ سے متأثر ہوئے اور بھیڑ بکریوں کو اس میں کچھ وقت تک آزاد چھوڑ دیا اور لاٹھی کو اپنے سر کے پاس کھڑی رکھ کر سو گئے۔ اس جگہ ایک بہت بڑا اژدھا تھا وہ کھیتی اور نسل کو ہلاک کرتا تھا۔ اس نے اس وادی کو بچا کر رکھا ہوا تھا وہاں بھیڑ بکریاں چر نہیں سکتی تھیں۔ اس بہت بڑے اژدھے نے اس وادی میں جھانکا اور بھیڑ بکریوں کو وہاں چرتے دیکھا تو وہ ان کی طرف آیا۔ (اسی اثنا میں) لاٹھی ایک بہت بڑا سانپ بن گئی اور اژدھے کو نگل لیا۔ ان دونوں کے درمیاں بہت بڑی گفتگو ہوئی تھی یہاں تک کہ حضرت موسیٰؑ نیند سے بیدار ہو گئے اور لاٹھی کو دیکھا تو اس نے اژدھے کے زیادہ تر حصے کو نگل لیا تھا۔ حضرت موسیٰؑ اس منظر سے حیران ہو گئے اور اپنی بھیڑ بکریوں کو دن کے باقی حصّے میں چراتے رہے یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہو گئیں تو ان کو شکم سیری کی حالت میں لے آئے۔ جب حضرت شعیبؑ نے ہاتھ بڑھا کر ان کو ٹٹولا اور ان کی شکم سیری کو دیکھا تو اس نے انہیں خوفزدہ کیا۔ انہوں نے حضرت موسیٰؑ سے پوچھا آج آپ کہاں تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں فلاں جگہ میں تھا اور جو کچھ دیکھا تھا اس سے انہیں آگاہ کیا۔ جب وہ حضرت موسیٰؑ کے حال سے واقف ہوئے تو انہیں اپنے آگے مقرر کیا یہاں تک کہ انکی عمر کی مدت ختم ہو گئی۔ اس وقت خدا نے انہیں وحی بھیجی کہ وہ انبیاء کی میراث کو حضرت موسیٰؑ کے حوالے کر دیں۔ پس انہوں نے حضرت موسیٰؑ اور اپنے نقیبوں کو حاضر کیا اور ان کی موجودگی میں میراث کو خود سے پہلے گزرے ہوئے پیغمبروں کی طرح حضرت موسیٰؑ کے حوالے کیا۔ میراث سپرد کرتے وقت ان کیلئے حضرت شعیبؑ کی صورت میں امامِ زمان ظاہر ہوئے تھے جس طرح (اس سے پہلے) ان کیلئے عبدِ صالح جو کہ حضرت خضرؑ تھے، کی صورت میں ان کے والد حضرت نوحؑ ظاہر ہوئے تھے۔ چنانچہ اس سلسلے میں خدائے عزّو جلّ فرماتا ہے: "فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا" (۲۸:۲۹)۔ جب موسیٰ نے مقررہ مدت پوری کی اور اپنے گھر والوں

کے ساتھ روانہ ہوا تو اس نے پہاڑ کی جانب ایک آگ دیکھی۔ اس سے مراد ان کا اس علم سے بھر جانا تھا جسکو امامِ زمان نے انہیں القاء کیا تھا اور اس تائید سے بھرپور ہو جانا تھا جس کے ذریعے ان کی مدد کی تھی۔ اس علم اور تائید سے انہوں نے کلام کیا اور ایک ناطق کی حیثیت سے (اپنی) شریعت کے ساتھ اور حضرت ابراہیمؑ کی شریعت منسوخ کرتے ہوئے برپا ہوئے۔

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قصّہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام

حضرت موسیٰؑ خدا کے امر اور وحی سے برپا ہوئے پھر اپنے اہل و عیال کیساتھ سفر شروع کیا۔ جب وہ کوہِ طور کے قریب پہنچے تو ان کو تائید آئی، جسکا ذکر خدا کی کتاب نے کیا ہے: "اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا" (۲۹:۲۸)۔ انہوں نے کوہِ طور کی جانب ایک آگ دیکھی۔ (اس وقت) انہوں نے اپنے اصحاب کو اپنی جگہ بٹھایا اور وہ ان سے غائب ہو گئے۔ پھر حجاب اوڑھ کر واپس آ گئے تو کوئی بھی ان کے چہرے کی طرف دیکھ نہیں سکتا تھا اس لئے کہ تائید کا نور ان کے پاس آیا تھا۔ روایت کی گئی ہے کہ جب بنی اسرائیل کا (حضرت موسیٰؑ کا) انتظار طویل ہو گیا اور آزمائش سخت ہو گئی تو وہ اس فقیہ کے پاس جمع ہو گئے۔ اس سے حضرت موسیٰؑ کی خبر دریافت کی کہ ان سے کیا کیا کام ہوں گے اور آپ کب ظاہر ہوں گے؟ پس وہ ان کو لیکر رات کے وقت صحرا کی طرف نکلا اور راستے کے درمیان بیٹھ گیا اور ان کو صبر اور انتظار کی وصیت کرنے لگا۔ انہوں نے آخر میں جو کچھ کہا اسمیں یہ بات بھی تھی کہ خدا چار مہینے بعد آپ کی مشکل کو آسان کر دے گا۔ انہوں نے کہا: ماشاءاللہ! پھر ان سے کہا کہ خدا نے آپ کے اس قول کے بعد آپ پر رحم فرمایا اور میری طرف وحی بھیجی کہ آپ کے خدا کی طرف پوری طرح سے متوجہ ہونے کے تین مہینے بعد آپ کی مشکل آسان کر دے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہر نعمت خدا کی طرف سے ہے۔ فقیہ نے ان سے کہا کہ اس قول کے بعد آپ کے خدا کے ساتھ خاص تعلق رکھنے کی وجہ سے وہ دو مہینے بعد آپ کی مشکل کو آسان کر دے گا۔ انہوں نے کہا کہ خدا ہی خیر لاتا ہے۔ اس

نے ان سے کہا کہ خدا نے میری طرف وحی بھیجی کہ آپ کے اس قول کے بعد آپ کی نیتوں کو جاننے کی وجہ سے وہ ایک مہینے بعد آپ کی مشکل کو آسان کردے گا۔ انہوں نے کہا: "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ" (۳: ۱۷۳)۔ خدا ہی ہمارے لئے کافی ہے اور وہ بہترین وکیل ہے۔ اس نے ان سے کہا کہ خدا نے آپ کے کلام کو سنا اور آپ پر رحم فرمایا اور مجھے وحی کی کہ وہ اس رات آپ کی مشکل آسان کردے گا۔ پس آپ آدھی رات تک اپنی جگہ انتظار میں بیٹھے رہیں۔ انہوں نے کہا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" (۱:۱)۔ وہ اپنی اسی حالت میں آدھی رات تک بیٹھے رہے۔ اچانک حضرت موسیٰؑ اپنی لاٹھی ہاتھ میں لئے تشریف لائے وہ اپنی گھوڑی پر سوار تھے، ان کے (دوستداروں) کے گروہ ان کے گرد تھے، یہاں تک کہ وہ ان کے پاس آکر رک گئے، فقیہ نے ان سے کہا: خدا آپ پر رحم فرمائے! آپ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: میں موسیٰ بن عمران ہوں جن کا آپ لوگ انتظار کر رہے تھے۔ فقیہ نے ان کی طرف چھلانگ لگا دی اور ان کے ہاتھوں اور پیروں پر بوسہ دیا۔ وہ پوچھ رہا تھا کہ اے میرے آقا! آپ ہمارے پاس کیا لیکر آئے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں فرعون اور اس کے سرداروں کیلئے (خدا کا) پیغام لے کر آیا ہوں۔ یہ فقیہ حضرت موسیٰؑ کی روحانی ماں (کے درجے میں) تھا جس نے ان کو (روحانی) دودھ پلایا تھا۔ حضرت موسیٰؑ نے لوگوں کو رات کے وقت اپنے صاحب (فقیہ) کیساتھ واپس جانے کا حکم دیا اور خود پوشیدہ طریقے سے مصر میں داخل ہوئے، یہاں تک کہ وہ اپنی (جسمانی) ماں کے گھر کے پاس آگئے اور گھر کے دروازے پر کچھ وقت ٹھہر گئے۔ انہوں نے اپنی ماں کو سنا کہ وہ اپنی بہن سے کہہ رہی تھی: آپ نے دیکھا کہ بھاگے ہوئے، نکالے ہوئے، غائب اور پردیسی نے کیا کیا؟ جب انہوں نے ماں کی بات سنی تو دروازے کو کھٹکھٹایا، اس نے کہا کہ اے شخص! آپ کون ہیں؟ اور اس جیسے وقت میں ہمارے دروازوں پر دستک دیا جانا ہماری عادت نہیں۔ انہوں

نے ماں سے کہا کہ میں بھاگا ہوا، نکالا ہوا، جلاوطن کیا ہوا اور پردیسی شخص ہوں اور پھر وہ گھر میں داخل ہوگئے۔ جب انہوں نے حضرت موسیٰؑ کو دیکھا تو بے ہوش ہوکر گر پڑیں، پھر ہوش میں آگئیں اور خدائے عزّوجلّ کا شکر ادا کیا۔ حضرت موسیٰؑ ان کو اپنے متعلق اور جو واقعات ان کے ساتھ پیش آئے تھے اور اپنے بھائی کے متعلق خدا سے کلام کرنے نیز اپنے قصّے اور کام کے متعلق ان کو بتانے لگے۔ انہوں نے اپنے بھائی کو حسبِ عادت فرعون کے گھر کی طرف جانے کا حکم دیا۔

روایت کی گئی ہے کہ خدا نے حضرت ہارونؑ کی طرف وحی بھیجی کہ تو اپنے بھائی سے ملنے کیلئے شہر کے دروازے تک جاؤ۔ وہ حضرت موسیٰؑ کی طرف گئے اور ان سے ملے اور اس نور کی وجہ سے حضرت موسیٰؑ کے حال سے آگاہ نہ ہوسکے اور وہ بے ہوش ہوگئے یہاں تک کہ منہ کے بل گر پڑے۔ حضرت موسیٰؑ نے پکارا اور کہا: خوش آمدید اے میرے بھائی اور میرے بزرگ! حضرت موسیٰؑ نے ان کو خود سے مانوس کیا اور ان کو اپنے کام کے بارے میں بتانے لگے۔ جب صبح ہوگئی تو حضرت موسیٰ فرعون کے دروازے کے پاس آگئے۔ ان پر بالوں کے دو جبّے تھے اور ہاتھ میں لاٹھی تھی۔ انہوں نے فرعون کے پاس داخل ہونے کی اجازت مانگی لیکن ان کو فرعون کے پاس جانے سے روکا گیا۔ انہوں نے دروازے کو اپنی لاٹھی سے مارا اور سارے دروازے کھل گئے یہاں تک کہ ان کے اور فرعون کے درمیان کوئی بھی بند دروازہ نہ رہا۔ فرعون کے دروازوں کے درمیان پوشیدہ راستے تھے جن میں شیر اس کی حفاظت کرتے تھے۔ اس نے شیروں کو کھول دینے کا حکم دیا، ان کو آزاد کیا گیا۔ حضرت موسیٰؑ بغیر اجازت لئے فرعون کے پاس داخل ہوئے۔ شیر ان کی طرف گھورتے ہوئے آتے اور بے ہوش ہو جاتے۔ فرعون اپنے اردگرد رہنے والے لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: کیا تم نے اس جیسا جادو کبھی دیکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہم نے ایسا کبھی نہیں دیکھا۔ جب حضرت موسیٰؑ،

فرعون کے سامنے کھڑے ہو گئے تو اس کو بنی اسرائیل سے متعلق اپنے پروردگار کا پیغام پہنچا دیا، اس کو بنی اسرائیل کو آزاد کرنے کا حکم دیا اور آگاہ کیا کہ ان سے آزمائش ختم ہو گئی ہے۔ فرعون نے اس خطاب کے وقت حضرت موسیٰؑ کو پہچان لیا اور اس وقت ان سے کہا: ''اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ'' (۲۶:۱۸-۱۹) کیا ہم نے آپ کو اپنے ہاں بچے کی حیثیت سے نہیں پالا کیا آپ اپنی عمر کے کئی سالوں تک ہمارے درمیان نہیں رہے؟ اور آپ نے اپنا عمل کیا آپ کفرانِ نعمت کرنے والوں میں سے ہیں؟ جب حضرت موسیٰؑ نے فرعون کے پیغام کو رد کرنے اور ان چیزوں کو خاطر میں نہ لانے کو دیکھا۔ نیز یہ کہ ان میں سے کوئی چیز اس کو خوفزدہ نہیں کر رہی ہے تو انہوں نے اس کے سامنے (اپنی) لاٹھی ڈال دی۔ اچانک وہ ایک زندہ اژدھا بن گئی، جیسا کہ خدائے عزّوجلّ نے اس سے متعلق بیان کیا ہے۔ اور اژدھے نے اپنا منہ کھولا اور فرعون اور اس کے تخت کو نگلنے کا ارادہ کیا جس طرح اس سے پہلے اژدھے کو نگلا تھا۔ اس وقت فرعون اور وہ سارے لوگ جو اس کے سامنے تھے بھاگ گئے۔ فرعون نے حضرت موسیٰؑ کو پکارا: اے موسیٰ! میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں۔ کیا آپ ہمارے آپ کو دودھ پلانے کا پاس نہیں رکھیں گے؟ حضرت موسیٰؑ نے لاٹھی کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا اور اس کو لیا تو وہ اپنی حالت کی طرف واپس آ گئی۔ اس وقت فرعون کی روح اسمیں لوٹ آئی، حضرت موسیٰؑ نے خطاب دہرایا اور اسکی تصدیق اور فرمانبرداری کرنے کو کہا، تو ہامان نے اس کو منع کیا۔ فرعون اس بات کیساتھ حضرت موسیٰؑ کی طرف رجوع ہوا اور کہا: آپ ایک معبود ہیں، آپکی پرستش کی جاتی ہے۔ ہم نے جادوگروں اور کاہنوں کے قول کی طرف رجوع کیا ہے اور یہ چیزیں (اپنا قول) ثابت کرنے کیلئے جاری ہوتی ہیں۔ اگر معاملہ آسمانی ہے تو ایسے معجزات لے آئیں کہ جن سے عقول حیران ہو جائیں اور اگر یہ کام زمینی ہے تو یہ جادو کے طریقے سے ہے ہم نے اسکو

دیکھ لیا۔فرعون نے اس کلام کا ارادہ اس لئے کیا تاکہ وہ لوگوں کو روک سکے جن کے (حضرت موسیٰؑ پر) ایمان لانے سے وہ خوفزدہ ہوا تھا۔ پھر اس نے حضرت موسیٰؑ سے واپس جانے کی درخواست کی اور ان سے زینت کے دن ایک ایسے وقت کا وعدہ کیا جسکا خُدائے عزَّ و جلَّ نے ذکر فرمایا ہے۔اس نے اس دن لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا۔ پھر اس نے اپنے سامنے موجود حضرت ہارونؑ کو دیکھا اور ان سے کہا کہ آپ اپنے بھائی کے جھوٹ میں سے سچ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میرے بھائی جو کچھ لائے ہیں اس میں وہ سچے ہیں۔فرعون نے ان جواہرات کو اتارنے کا حکم دیا جو حضرت ہارونؑ پر تھے۔حضرت موسیٰؑ نے جلدی سے دونوں جبّوں میں سے ایک جبّہ اتار دیا اور ان کو پہنایا۔جب وہ جبّہ حضرت ہارونؑ پر آگیا تو انہوں نے گریہ وزاری کی۔ پھر فرعون نے حضرت موسیٰؑ کے انکے وہاں سے نکل جانے کے بعد (اپنے لوگوں کو) اکٹھے مدین بھیج دیا۔ لوگ زینت کے دن کیلئے جمع ہو گئے۔حضرت موسیٰؑ کا ان کیساتھ جو واقعہ ہوا تھا، اسکو (خدا کی) کتاب نے بیان کیا ہے۔حضرت موسیٰؑ، فرعون کے وہاں سے نکلے پھر اپنے بھائی حضرت ہارونؑ کو اساس مقرر کیا۔انہوں نے اپنے حصّے کی تائید کو وصول کیا، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت موسیٰ سے یہ فرماتا ہے: ''أَنِ اضْرِب بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا'' (۷:۱۶۰)۔اے موسیٰ تو نے اپنی لاٹھی سے پتھر پر ضرب لگا دے (جب انہوں نے حکم کو بجا لایا) تو اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے۔ وہ یہ کہ جب حضرت ہارونؑ کو اپنے حصّے کی تائید پہنچی تو وہ ان کے پاس آنے والوں کیلئے پانی پینے کی جگہ بن گئے۔جب لوگ زینت کے دن کے لئے جمع ہو گئے تو حضرت موسیٰؑ کو چھوڑ کر حضرت ہارونؑ آگے بڑھے۔جب قوم نے حضرت ہارونؑ کے کلام کو نیز انہیں طوفان کی طرح ان پر غالب آتے دیکھا تو سارے عالموں نے کہا کہ یہ جادو نہیں اور نہ یہ آسمانی کلام کے علاوہ کچھ ہے، یہ وہی شخصیت ہیں جن کا ہم انتظار کر

رہے تھے۔ ابھی ہم ان کو سچا مانتے ہیں اور ان پر اور جس نے ان کو ہماری طرف بھیجا ہے، اس پر ایمان لے آتے ہیں۔ چنانچہ خدائے عزّوجلّ ان سے متعلق بیان کرتا ہے: "قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ رَبِّ مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ" (۷:۱۲۱-۱۲۲)۔ انہوں نے کہا کہ ہم جہانوں کے پروردگار پر ایمان لے آئے یعنی موسیٰؑ اور ہارونؑ کے رب پر ایمان لے آئے۔ حضرت موسیٰؑ کا پہلا معجزہ ان کی لاٹھی میں تھا نیز وہ کچھ تھا جسے وہ لاٹھی کے متعلق فرعون اور اسکے سرداروں کے پاس لے آئے۔ ان کا دوسرا معجزہ وہ (تائیدی مواد) تھا جو ان کی ذات سے ان کے بھائی کیلئے جاری ہوا، اور جو کچھ ان کے بھائی سے ان کے نقیبوں کو جاری ہوا نیز ان نقیبوں کی طرف سے اپنے جیسے لوگوں کیساتھ حضرت موسیٰؑ کو دیکھے بغیر اور حضرت موسیٰؑ کے انہیں دیکھے بغیر جو حجت بازی ہوئی۔ وہ نقیبان فرعون کے گھر میں تھے اور فرعون کے گمان کے مطابق وہ اس کیلئے اقرار کرتے تھے۔ بحث ومناظرے کے وقت فرعون نے ان سے کہا: "اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ اِنَّ ھٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِی الْمَدِیْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَھْلَهَا" (۷:۱۲۳)۔ قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں تم نے اس پر ایمان لایا یہ ایک مکر ہے جسے تم نے شہر [یعنی شریعت] کے اندر کیا تاکہ اسکے اہل کو اسمیں سے نکال دیں۔ یعنی تم نے شریعت میں مکر کیا۔ وہ کہتا تھا کہ تم نے شریعت کو اسکے ماننے والوں کیلئے بگاڑ دیا۔ فرعون اور ان کے درمیان جو کچھ پیش آیا تھا اسکو خدا کی کتاب نے بیان کیا ہے۔ بنی اسرائیل پر آزمائش سخت ہوگئی، یہ سب کچھ اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ فرعون کے لوگوں سے کم کم تعداد میں بنی اسرائیل کی خواتین اور بچوں کو چھڑا رہے تھے۔ منافقین پر اس وقت اضطراب واقع ہوگیا جب انہوں نے دیکھا کہ وہ لوگ ان سے بالاتر ہوگئے ہیں جن کو وہ خود سے کمتر دیکھتے تھے اور وہ (اب) ان کی پیروی نہیں کرتے ہیں۔ پس مؤمنین حضرت موسیٰؑ کے پاس آئے اور ان سے کہا: ہم آپ کے غالب آنے کا انتظار کر

رہے ہیں اور آپ کے ہاتھوں سے مشکل آسانی کی توقع کر رہے ہیں۔ جب ہم نے اس (منظر) کو دیکھا جس کی ہم توقع کر رہے تھے تو ہم پر آزمائش شدید ہوگئی۔ حضرت موسیٰؑ کو ان پر ترس آگیا اور ان کے بارے میں اپنے پروردگار سے سرگوشی کی۔ اللہ عزّ و جلّ نے کہا کہ میں ان مؤمنین کے سبب سے فرعون اور اس کے شیطانوں کو چالیس سال بعد ہلاک کرنے والا ہوں۔ حضرت موسیٰؑ نے ان کو خُدا کے پیغام سے آگاہ کیا انہوں نے کہا کہ خُدا جو چاہے گا وہی ہوگا۔ پس خُدا نے حضرت موسیٰؑ کی طرف وحی بھیجی کہ جب میرے نزدیک بنی اسرائیل کا یہ قول اور ان کا خود کو میرے سپرد کر دینا درست ہوا تو میں فرعون کی عمر کو دس سال کم کرتا ہوں اور اس کو تیس سال بعد ہلاک کرنے والا ہوں۔ حضرت موسیٰؑ نے ان کو اس سے آگاہ کیا، انہوں نے کہا کہ ہر نعمت خُدا کی طرف سے ہے۔ پس خُدا نے حضرت موسیٰؑ کو وحی بھیجی کہ میں نے اس قول کے بعد فرعون کی عمر میں سے مزید دس سال کم کیا، میں اس کو بیس سال بعد ہلاک کرنے والا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ خدا کے سوا کوئی اور خیر لاتا ہی نہیں۔ پس خدا نے حضرت کی طرف وحی بھیجی کہ میں نے اس قول کے بعد اس کی عمر میں سے (مزید) دس سال کم کیا، میں اس کو باقی ماندہ دس سالوں میں ہلاک کرنے والا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ تکلیف کو صرف خدا ہی ہٹاتا ہے، خدا نے یہ فرماتے ہوئے وحی بھیجی کہ میں فرعون کی عمر کاٹ دیتا ہوں اور اس (کی زندگی) کے ایام کو ختم کر دیتا ہوں۔ تو اس دن کی آنے والی صبح بنی اسرائیل کے ساتھ مصر سے نکل جا، وہ اسی وقت مصر سے نکل گئے اور بنی اسرائیل کیساتھ قُدس کی سرزمین کا رُخ کیا۔ (نکلنے سے پہلے) اسی رات انہوں نے بنی اسرائیل میں اعلان کیا کہ مصر سے سرزمینِ قُدس کی طرف سفر کرنا ہے جس کو خُدا نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے۔ اس رات کے ہوتے ہی وہ پندرہ ہزار لوگوں کے ساتھ بحرِ قلزم کی طرف روانہ ہوگئے۔ اسی رات ان کے ساتھ ستر ہزار کی تعداد میں لوگ آئے۔ اس وقت انہوں نے اس جماعت

سے حضرت ہارونؑ کیلئے بیعت لی۔حضرت موسیٰؑ کے اکثر آدمیوں نے صرف دُنیا کی طلب کے لئے ان کی بیعت کی، وہ لوگ بہت ہی کم تھے جنہوں نے ان کی پیروی کی جیسا کہ اللہ عزّوجلّ نے فرمایا ہے۔منافقوں نے اپنے دلوں میں عہد کر لیا کہ اگر حضرت موسیٰؑ وہی کچھ لے آئیں جسکا ہم انتظار کر رہے ہیں تو ہم ان کے ساتھ ہیں۔جب حضرت موسیٰؑ رات کو بنی اسرائیل کو لے کر روانہ ہو گئے اور صبح ہو گئی تو فرعون کی آل میں ان کے چلے جانے کی خبر پھیل گئی۔پس فرعون اور بنی اسرائیل کے وہ لوگ جو فرعون کے پیروکار بنے تھے اپنے بھائیوں کو ڈھونڈتے ہوئے نکل پڑے، وہ وہی لوگ تھے جنہوں نے دنیا اور اس کی زینت کی خاطر فرعون کی آل کی محبت کو طلب کیا تھا۔وہ تیز چلنے لگے، خدا نے ان پر فرشتوں کو بھیجا، وہ ان کے گھوڑوں کے چہروں پر ضربیں لگاتے تھے یہاں تک کہ وہ فرعون کے لشکر میں ضم ہو گئے یعنی کمزور ہو کر اپنے شرک کی طرف چلے گئے۔خدا کیلئے لائق تھا کہ وہ تمہیں اپنے بھائیوں کے ساتھ نہ چلاتا کیونکہ تم لوگوں نے دنیا اور اسکی زینت کو طلب کرنے کا اعتقاد رکھا تھا۔فرعون بنی اسرائیل کے پیچھے پیچھے کوشش سے چلنے لگا۔جب وہ ان کے قریب پہنچ گیا اور ان کو دیکھ لیا تو اس نے اور اسکی فوج نے انہیں پکارا۔بنی اسرائیل نے حضرت یوشعؑ سے اسکی شکایت کی، حضرت یوشعؑ نے حضرت موسیٰؑ کو ان کے اضطراب اور جس بے چینی میں وہ تھے اس سے آگاہ کیا تو انہوں نے حضرت یوشعؑ کو بنی اسرائیل کے ساتھ سمندر میں داخل ہونے کا حکم دیا۔حضرت یوشعؑ سمندر میں گھس گئے یہاں تک کہ ان کے گھوڑے کے (اگلے) دونوں پاؤں پانی میں ڈوب گئے ان کے نیچے ایک سفید رنگ کا گھوڑا تھا۔وہ واپس ہو گئے اور حضرت موسیٰؑ کو اس سے آگاہ کیا۔انہوں نے حضرت یوشعؑ کو دوسری مرتبہ سمندر میں واپس جانے کا حکم دیا، وہ چلے گئے اور اپنے گھٹنوں تک پانی میں ڈوب گئے۔وہ پھر لوٹ گئے اور حضرت موسیٰؑ کو اس سے آگاہ کیا۔انہوں نے حضرت یوشعؑ کو تیسری مرتبہ واپس

جانے کا حکم دیا وہ واپس ہو گئے اور بنی اسرائیل کو لے کر سمندر میں چلے گئے یہاں تک کہ ان کا گھوڑا سینے کے اوپر کے حصے تک ڈوب گیا اس وقت خدا نے حضرت موسیٰؑ کو وحی کی کہ تو اپنی لاٹھی سے سمندر پر ضرب لگا دے۔ جب انہوں نے سمندر پر لاٹھی ماری تو وہ دو حصوں میں تقسیم ہو گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور پانی دائیں اور بائیں جانب رُک گیا۔ حضرت موسیٰؑ قوم کے آگے چل پڑے حضرت ہارونؑ ان کے پیچھے پیچھے تھے، بنی اسرائیل ان کے پیچھے روانہ ہو گئے حضرت یوشعؑ لشکر کی پچھلی جانب تھے، جیسا کہ اللہ عزّوجلّ نے بیان کیا ہے: "فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخَافُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشَىٰ" (۲۰:۷۷)۔ پھر سمندر میں (لاٹھی مار کر) ان کیلئے ایک خشک راہ بنا دو (اور) تم کو نہ (دشمن کے پالینے) کا کوئی خوف رہے گا اور نہ (ڈوبنے کی) کوئی دہشت۔ روایت کی گئی ہے کہ حضرت یوشعؑ اپنے گھوڑے کے ساتھ پانی پر چل رہے تھے۔ جب فرعون نے انہیں اور ان کے اس طرح چلنے کو دیکھا تو اس نے ان کی طرح چلنے کی طمع میں ان کی پیروی کرنا چاہا۔ جب وہ ان لوگوں کو لے کر چلا جو اس کے ساتھ تھے اور بنی اسرائیل کو پانے کا ارادہ کیا تو سمندر ان کے اوپر آپس میں مل گیا۔ اس کا جو واقعہ تھا اس کو (خدا کی) کتاب نے بیان کیا ہے۔

تاویلِ قصّہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

جہاں تک سمندر کی بات ہے جس کو حضرت موسیٰؑ نے اپنی لاٹھی سے ضرب لگایا، سے مراد فرعون کا (علم) ظاہر اور وہ کچھ ہے جسے اس نے اپنی رائے اور قیاس سے تالیف کیا۔ اس کے کھارے پن کی وجہ سے اس کے اٹھالینے والوں کے جگر اس وقت کٹ گئے جب انہوں نے اس (پانی) کو چکھا جسے حضرت موسیٰؑ نے اپنے پتھر سے پھوٹی ہوئی اپنی نہروں پر اپنی تائید سے اُنڈیل دیا۔ اور باقی رہنے والے لوگ فرعون کیساتھ اس کے قیاس کے دین پر نیز جو کچھ اس کے ہاتھ میں تھا، اس پر باقی رہے۔ جب حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کے ساتھ سمندر پار کیا تو قوم اپنے دشمن کی طرف سے مطمئن ہوگئی، پانی اپنی حالت پر واپس آگیا اور انہوں نے یقین کرلیا کہ سمندر ان کے اور ان کے دشمن کے درمیان حائل ہے، تو خدا نے حضرت موسیٰؑ کی طرف وحی بھیجی کہ میں نے فرعون اور اسکی فوج کو ہلاک کردیا ہے۔ جب انہوں نے بنی اسرائیل کو اس سے آگاہ کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم اسکی کوئی دلیل چاہتے ہیں جس سے ہمارے دل مطمئن ہو جائیں۔ اس وقت سمندر فرعون کے لوگوں کو مردہ حالت میں مشکیزوں کی طرح ان کی طرف پھینکنے لگا۔ اس وقت انہوں نے حضرت موسیٰؑ سے کہا: ہمارے دشمن کے ہلاک ہو جانے کے بعد ہمیں اپنی سرزمین اور وطن واپس لے چلو۔ حضرت موسیٰؑ کچھ دیر خاموش رہے، پھر کہا کہ خدا نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ میں آپکو آپ کے باپ کی سرزمین کی طرف واپس لے چلوں اور قبطی قوم کے علاقے سے آپ کو باہر نکالوں جو کہ ضد کا علاقہ ہے، خدا

قُدس کے علاقے کو آپ کیلئے دارِ ہجرت مقرر کرے گا اور وہ وہاں سے آپ کے ذریعے آپکے دشمن سے جہاد کرے گا۔ حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو لے کر قُدس کے علاقے کی طرف سفر کیا۔ وہ ان کیساتھ ایک قوم کے پاس سے گزرے جو اپنے بتوں (کی عبادت) پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ سے کہا: اے موسیٰؑ ہمارے لئے بھی ایک معبود کو قرار دو جس طرح ان لوگوں کے معبود ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا: آپ ایک جاہل قوم ہیں۔ پھر ان کو لیکر سفر کرتے رہے یہاں تک کہ ان کیساتھ قُدس کی سرزمین تک پہنچے اور ان سے کہا: ”یٰقَوۡمِ ادۡخُلُوا الۡاَرۡضَ الۡمُقَدَّسَةَ الَّتِیۡ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمۡ وَلَا تَرۡتَدُّوۡا عَلٰۤى اَدۡبَارِكُمۡ فَتَنۡقَلِبُوۡا خٰسِرِیۡنَ قَالُوۡا یٰمُوۡسٰۤى اِنَّ فِیۡهَا قَوۡمًا جَبَّارِیۡنَ“ (۵:۲۱-۲۲)۔ اے میری قوم! مقدس سرزمین میں داخل ہو جاؤ جس کو خُدا نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے اور الٹے پاؤں واپس مت ہو جاؤ کہ خسارہ پا کر واپس لوٹ جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ اے موسیٰ اسمیں ظالم و جابر لوگ ہیں۔ وہ ہمارے بعد اس پر غلبہ پا گئے ہیں [پھر فرماتا ہے]: ”قَالُوۡا یٰمُوۡسٰۤى اِنَّا لَنۡ نَّدۡخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوۡا فِیۡهَا فَاذۡهَبۡ اَنۡتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوۡنَ“ (۵:۲۴)۔ جب تک وہ اسمیں ہیں ہم کبھی بھی اس میں داخل نہیں ہوں گے پس آپ اور آپ کے پروردگار جائیں اور جنگ کریں ہم اِدھر ہی بیٹھے ہیں۔ انہوں نے یہ اس اندیشے سے کہا کہ حضرت موسیٰؑ ان کو ضد کے علاقے میں واپس لیجائیں گے۔ جب انہوں نے یہ بات کی تو حضرت موسیٰؑ نے اپنی باقی ماندہ زندگی میں ان پر مصر اور قُدس کی سرزمین کو حرام قرار دیا اور ان کو لیکر صحرا کی طرف نکل پڑے اس کا طول چار فرسخ تھا وہ اسمیں ان کیساتھ اپنی زندگی کی مدت تک بھٹکتے رہے جیسا کہ ان سے چالیس سال کا وعدہ کیا تھا۔ ان کا جو معاملہ تھا اسکو (خُدا کی) کتاب نے بیان کیا ہے۔ روایت کی گئی ہے کہ حضرت موسیٰؑ کو اس صحرا میں عوج بن عناق ملا تھا۔ وہ بھاری بھرکم شخص تھا، جسکو خُدا نے حضرت موسیٰؑ کے ہاتھوں قتل کیا۔ اور اس بارے میں قول پہلے گزرا ہے کہ ملعون قابیل کے

دن حضرت نوحؑ کے دنوں تک پورے ہو گئے تھے اور خُدا نے اسکی باقی نسل کو حضرت نوحؑ کے ہاتھوں ہلاک کر دیا تھا، لیکن یہ ملعون عوج بن عناق قابیل کی نسل سے برپا ہو گیا اور قابیل کے نقشِ قدم پر چلا اور اسکی سنت کی پیروی کی اور اپنے باپ کے مذہب کو طاقتور بنایا۔ قابیل کی سنت قائم رہی تھی یہاں تک کہ حضرت موسیٰؑ کے ہاتھوں اس کا خاتمہ ہو گیا۔ اسکی نسل سے جو باقی رہے وہ شریعتوں سے بھگائے ہوئے تھے، علوی حدود ان پر لعنت بھیجتے تھے اور سفلی حدود ان سے براءت کا اظہار کرتے تھے۔ آپ جس کسی کو اہلِ حق کیساتھ شیطنت کرتے، حق کو ہٹاتے ہوئے دیکھو تو (جان لو کہ) وہ ان ملعون لوگوں کی نسل سے ہے۔

روایت کی گئی ہے کہ اس ملعون کے قتل کئے جانے کے بعد حضرت موسیٰؑ کی قوم نے اس بارے میں اختلاف کیا تھا اور ان سے کہا تھا کہ ہم آپ کے اس معبود پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جس کی طرف آپ نے ہمیں پھیر دیا ہے یہاں تک کہ ہم خُدا کو عیاں نہ دیکھیں۔ پس انہیں صاعقہ (موت) نے آلیا اور وہ اس کو دیکھ رہے تھے۔

حضرت موسیٰؑ کے بارے میں روایت کی گئی ہے کہ جب انہوں نے بنی اسرائیل کو پچھاڑے ہوئے دیکھا تو ان پر مہربان ہو گئے اور ان کی موت کی وجہ سے گویا وہ بھی مر گئے اور اپنے رب سے درخواست کی اور کہا: اے میرے پروردگار! یہ میرے اصحاب ہیں۔ خُدا نے انہیں وحی کی کہ میں ان کے بدلے تمہیں دوسرے لوگ دینا چاہتا ہوں۔ حضرت موسیٰؑ نے دوسری مرتبہ اپنے پروردگار سے درخواست کی تو ان کو حضرت موسیٰؑ کیلئے زندہ کر دیا اور ان پر زندگی کا احسان کیا۔ پس ان کی موت ان کے گناہوں کا کفارہ اور شک سے طہارت ہو گئی اور خُدا نے انہیں لوٹا دیا تاکہ وہ اپنے باقی ماندہ رزق اور عمر کو پورا کریں۔ یہ بات حضرت امیرالمؤمنین علیؑ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے فرمایا "لَا تُجَالِسُوا الْمَبْغُوضِيْنَ فَيَنْزِلِ بِكُمُ الْعَذَابُ كَمَا نَزَلَ بِهِمْ"۔ اُن لوگوں کیساتھ مت بیٹھو

جن پر غضب کیا گیا ہے کہ کہیں ان کی طرح آپ پر بھی عذاب نازل نہ ہو جائے۔

جب بنی اسرائیل نے تکلیف آنے کا یقین کرلیا تو انہوں نے حضرت موسیٰؑ کی فرمانبرداری کی اور ان کے احوال پُرسکون ہو گئے اور ان کا جوش کم ہو گیا یہاں تک کہ حضرت موسیٰؑ سے پہلے حضرت ہارونؑ کے (دنیا سے) غائب ہو جانے سے خُدا نے ان سے امتحان لیا۔ وہ یہ کہ جب حضرت ہارونؑ کو اپنی وفات کی خبر سنائی گئی تو انہوں نے دنیا سے جدا ہونے کا یقین کرلیا۔ انہوں نے اپنے بھائی حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ میرا آخری وقت قریب آچکا ہے اور وہ مجھ سے دُور نہیں، میرے دو فرزند ہیں جو کہ امامت کیلئے موزوں ہیں اور ایک چھوٹا فرزند بھی ہے مگر دونوں میں سے کس کو مقرر کرنا چاہئے اس کے بارے میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں؟ میں کیا کروں اور دونوں میں سے کس کو مقرر کروں؟ حضرت موسیٰؑ نے ان سے کہا اے میرے بھائی! ان کو وہی قربانی پیش کرنے کا حکم دو جس کو پیش کرنے کیلئے خدائے عزّوجلّ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ یہ خُدا کی طرف سے حضرت ہارونؑ کیلئے ایک امتحان تھا اس لئے کہ خُدا نے انہیں اس فرزند کے مقرر کرنے کا حکم نہیں دیا تھا جس کو وہ اپنے بعد مقرر کرنے والے تھے جسطرح سے جانشین مقرر کرنے کا کام ان کے آباواجداد میں گزرا تھا۔ حضرت ہارونؑ نے دونوں فرزندوں کو بلایا اور انہیں قربانی پیش کرنے کا حکم دیا۔ (اس سے) بنی اسرائیل مضطرب ہو گئے اور بعض منافق لوگ بعض کے درمیان گھوم پھرنے لگے اور عوج بن عناق کے جو بیٹے شریعت میں چھپے ہوئے تھے، ان کو طعنہ دینے اور رائے اور قیاس سے باتیں کرنے کا راستہ مل گیا۔ انہوں نے حضرت ہارونؑ کے دونوں فرزندوں سے کہا کہ آپ کو قربانی پیش کرنے کا حکم ملا ہے اگر بڑے کے مقابلے میں چھوٹے بھائی کی قربانی قبول ہو جائے تو (اس صورت میں) آپ کا کیا بنے گا؟ آپ سے پہلے حضرت آدمؑ کے دونوں بیٹوں اور حضرت یعقوبؑ کی اولاد کا جو قصہ ہوا ہے اور کیسے ان کے حالات

گزرے ہیں، ہم ان کو جانتے ہیں اور ہم آپ کے بارے میں روحوں میں پائی جانے والی لالچ سے ڈرتے ہیں۔ دونوں نے ان سے کہا ہم کیا کریں؟ منافقوں نے کہا کہ چھوٹا بھائی بڑے بھائی سے خُدا کا عہد و پیمان لے کہ جب اس کی وفات کا وقت آن پہنچے گا تو وہ امر (نبوت) کو اپنے فرزند کو چھوڑ کر اپنے بھائی کے سپرد کر دے گا اور ہم آپ کے لئے ایک آگ درست کرتے ہیں، آپ اسے سب سے بڑے قندیل میں رکھیں گے اس بات نے ان میں اپنا کام کیا اور چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی سے خدا کا عہد و پیمان لیا۔ لوگوں نے ایک آگ جلائی اور اس کو سب سے بڑے قندیل میں رکھا، دونوں میں سے ہر ایک نے اپنی قربانی کو ذبح کیا اور اس کو گوشت خانے میں رکھ دیا۔ حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ اس گھر کے باہر انتظار کرتے ہوئے بیٹھ گئے کہ ان دونوں سے کیا ہوتا ہے، دونوں فرزندوں نے اس آگ کو سب سے بڑے قندیل میں رکھ دیا منافقوں نے انہیں ذبح خانے سے نکلنے کا حکم دیا، جس کا ذکر پہلے گزرا ہے، اس بڑھکنے والی آگ سے ایک شعلہ نکلا اور دونوں کے کپڑوں کو لگ گیا وہ اس کو بجھانے کی طرف متوجہ ہوگئے لیکن آگ میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ دونوں کے کپڑے جل گئے، حضرت ہارونؑ نے اُٹھنے اور دونوں کو چھڑانے کا ارادہ کیا۔ لیکن حضرت موسیٰؑ نے ان کو پکڑلیا اور کہا: اے بھائی! دونوں کے متعلق خُدا کا جو حکم ہے اس کی مخالفت نہ کریں اور انہیں اپنے اعمال کے ساتھ چھوڑ دیں۔ وہ دونوں مدد کے لئے پکارتے رہے، آگ نے ان کو اپنی لپیٹ میں لیا یہاں تک کہ دونوں جل گئے۔ جب منافقوں نے دونوں پر نازل ہونے والی مصیبت کو دیکھا تو یقین کرلیا کہ یہ آزمائش انکی وجہ سے (آئی) ہے اور یہ اس چیز سے ہے جس پر انہوں نے اپنی رائے اور قیاس سے دونوں کو اُبھارا تھا۔ انہوں نے یقین کرلیا کہ (ان پر بھی) مصیبت آنے والی ہے۔ حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ ان دونوں کے بارے میں حیران حالت میں باقی رہے۔ جب

حضرت ہارونؑ پر معاملہ تنگ ہو گیا تو خُدا نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ تو انبیاء کی میراث کو حضرت یوشعؑ بن نون کے سپرد کر دے اور اس کو اپنے چھوٹے فرزند پر کفیل مقرر کر دے۔ میں نے اس کے بھائیوں کو چھوڑ کر اسے مرتبے کا وارث بنایا ہے۔ جب خُدا نے دونوں کی بری نیت کو جان لیا تو ان کو چھوڑ کر ایک غریبُ النّسب شخص کو مرتبے کا وارث بنا دیا۔ جب پہلے دَور میں حضرت یوشعؑ کا خدمت اور امر کے ساتھ برپا ہونا گزرا تھا (تو ان کو مرتبہ ملنا کوئی عجب نہ تھا) یہ کہ حضرت یوشعؑ حضرت موسیٰؑ کی (روحانی) ماں، حضرت ہارونؑ کے (روحانی) بھائی اور حضرت ہارونؑ کے فرزند کی میراث کے امانتدار ہونے کی وجہ سے ان کے (روحانی) باپ تھے۔ اور جان لو کہ جب حضرت موسیٰؑ آئے تو ان کی قربانی ذبح کئے جانے والے جانور اور (ان کے) گوشت تھے، جس طرح حضرت محمدؐ کے آنے تک عرب کے لوگ اپنے ذبح کئے جانے والے جانوروں کو بطورِ قربانی اپنے بتوں کو پیش کرتے تھے اگرچہ قربانی حضرت ابراہیمؑ کی سنت تھی۔ اس بارے میں بھی قول پہلے گزرا ہے جب حضرت محمدؐ کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا گیا تو (اس وقت) ان لوگوں نے اپنی رائے اور قیاس سے جو رسم تالیف کی تھی وہ ان کیلئے باطل ہو گئی اور حضورؐ نے ان کو حضرت ابراہیمؑ کی ترک کی ہوئی سنت کی طرف لوٹا دیا۔ حضرت موسیٰؑ نے حضرت ہارونؑ کے دونوں فرزندوں کو حکم دیا تھا کہ آپ میں سے قربانی دینے والا دو بکریوں کو لے آئے اور ایک کو ذبح کرے اور اس کے خون کو دوسری بکری کے سینگ پر مل دے اور دوسری بکری ذبح کئے بغیر باقی رہے یہاں تک کہ وہ مر جائے اور قربانی پیش کرنے والا ذبح کردہ بکری کی چربی کو (معدہ اور انتڑیاں نکالنے کے بعد) اس کے پیٹ میں رکھ دے اور اس کو آنجنابؑ اور حضرت ہارونؑ کی موجودگی میں قربانی کے گھر میں رکھ دے اور اسکے دروازے بند کئے جائیں، آسمان سے ایک آگ آئے گی اور یہ چربی جل جائے گی اور اسمیں سے عمدہ مشک کی خوشبو آئے گی یہاں تک کہ شہر میں رہنے والے سب لوگ

اس کو سونگھیں گے اور بنی اسرائیل کے گھروں میں سے کوئی گھر اس خوشبو کو سونگھے بغیر نہ رہے گا۔ پس وہ لوگ منتشر حالت میں قربانی کے گھر کی طرف نکلیں گے تاکہ قربانی پیش کرنے والے کو پہچانیں اور اس کی اطاعت کریں اور وہ ان کے وہاں بڑا اور بزرگ، شفاعت قبول ہونے والا اور اپنی قوم میں عادل اور بہت زیادہ سچا ہوگا اور جس کی قربانی قبول نہیں ہوگی اس کی ان کے نزدیک سوائے لوگوں کے منتظمین میں سے ایک منتظم کے اور کوئی مرتبہ نہ ہوگا۔

بنی اسرائیل کا عہد کرنا اور قسم کھانا مقدس کتابوں سے تھا جو کہ سات تھے۔ ہر کتاب میں سات حصّے تھے اور ہر حصّے میں "قُل ھو اللہ احد" لکھا ہوا تھا اور وہ ان کو لیکر لوگوں میں جاتے تھے۔ جب حضرت ہارونؑ کی وفات کے وقت ان کے دونوں بیٹوں نے فساد کیا تو انہوں نے اپنے بھائی حضرت موسیٰؑ کا ہاتھ پکڑا اور دونوں کوہِ طور پر چڑھے، جب دونوں اس کے بالائی حصّے پر پہنچے تو اچانک وہاں ایک گھر کو پایا۔ اس کے دروازے پر ایک درخت تھا اور اس درخت پر سے لباس کے دو جوڑے حضرت موسیٰؑ پر اتر گئے۔ حضرت موسیٰؑ نے ان کو اپنے ہاتھ میں لیا اور اپنے بھائی (حضرت ہارونؑ) سے کہا: اپنے کپڑے اتار پھینکو، ان دونوں جوڑوں کو پہن لو، اس گھر میں داخل ہو جاؤ اور اسمیں موجود پلنگ پر سو جاؤ۔ حضرت ہارونؑ گھر میں داخل ہو کر پلنگ پر لیٹ گئے۔ جب وہ لیٹ گئے تو خُدا نے ان (کی روح) کو اپنی طرف اٹھایا اور گھر اور درخت کو بلند کیا۔ حضرت موسیٰؑ تنہا واپس آگئے۔ جب بنی اسرائیل نے ان کو تنہا آتے دیکھا تو ان پر حضرت ہارونؑ کے قتل کا الزام لگایا۔ پھر ان سے حضرت ہارونؑ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے ان کا قصہ بیان کیا۔ انہوں نے حضرت موسیٰؑ کو دوسری مرتبہ جھٹلایا اور کہا کہ آپ کے اسکا ثبوت پیش کرنے تک ہم باور نہیں کریں گے یہ اسلئے کہ آپ نے ان کے مرتبے کو اپنے بعد، اپنے فرزند کو وراثت میں دینے کیلئے انہیں قتل کیا ہے۔ آنجنابؑ

نے خدا سے خود پر نازل شدہ مشکل کی شکایت کی اور خُدا نے انہیں قوم کیساتھ پہاڑ پر چڑھنے کا حکم دیا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ پلنگ کو اٹھائیں اور اسکو زمین کی طرف لوٹا دیں تاکہ وہ لوگ اسے دیکھیں اور حضرت موسیٰؑ کی بات کی تصدیق کریں۔ پس خُدا نے حضرت موسیٰؑ کو پہاڑ پر جانے کا حکم دیا جیساکہ حضرت موسیٰؑ نے ان سے قصہ بیان کیا تھا، پلنگ نیچے اترتا رہا یہاں تک کہ وہ زمین کیساتھ مل گیا۔ انہوں نے اسکو دیکھا کہ حضرت ہارونؑ اس پر سوئے ہوئے ہیں۔اس وقت انہوں نے حضرت ہارونؑ کی موت کا یقین کرلیا پھر پلنگ ان کے پاس سے بلند ہوگیا اور وہ مطمئن ہوکر پہاڑ سے اتر گئے۔ جب ان کے جوش میں ٹھہراؤ آگیا اور ان کا کام درست طریقے سے چلنے لگا تو حضرت موسیٰؑ نے اپنے حجتوں اور نقیبوں کو جمع کیا اور ان سے کہا: ”اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً“ (۲:۶۷)۔ خُدا آپ کو ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے۔ یعنی ناطقوں کی پرورش کرنے والا مرتبہ (امامِ مقیم) آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ ایک حجّت کو مقرر کریں تاکہ لوگوں کا رجوع ان کی طرف ہو۔ انہوں نے جواب دیا: ”قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا“ (۲:۶۷)۔ کیا آپ ہمارے ساتھ مذاق کرتے ہیں۔ یعنی حجتوں کو مقرر کرنا ہماری ذمہ داری نہیں، حضرت موسیٰؑ نے کہا: ”اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ“ (۲:۶۷)۔ میں جاہلوں میں سے ہو جانے سے خُدا کی پناہ مانگتا ہوں یعنی مذاق اڑانے والوں میں سے ہونے سے۔ اور حضرت موسیٰؑ کا ان کیساتھ جو معاملہ تھا اسکو (خُدا کی) کتاب نے بیان کیا ہے: ”ذَبَحُوْهَا“ (۲:۷۱)۔ انہوں نے گائے کو ذبح کیا۔ یعنی حجّت کو مقرر کیا، ”وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ“ (۲:۷۱)۔ قریب تھا کہ وہ ایسا نہ کرتے۔ ہم نے حضرت موسیٰؑ کے باقی ماندہ قصّے کو طویل ہونے کے خوف سے حذف کیا ہے۔ اس (موقع پر) یہ کہ حضرت موسیٰؑ نے حضرت یوشعؑ کو جس خُدائی امر کو بجالانے اور اسکو اس کے مستحق کے حوالہ کرنے سے متعلق آگاہ کیا تھا، کے سلسلے میں اپنے لئے ان سے دوسری مرتبہ عہد لیا۔ پھر انہوں نے دیگر تمام نقیبوں

سے (حضرت یوشعؑ کو) سننے اور ان کی اطاعت کرنے کا عہد لیا۔ اس وقت انہوں نے تختیوں پر لکھی ہوئی توریت کو نکالا اور اس کو حضرت یوشعؑ کے حوالے کیا اور بنی اسرائیل کو جمع کیا اور ان کو حضرت یوشعؑ اور اپنے اوپر، نیز حضرت یوشعؑ کو اپنے بعد اپنا وصی بنانے پر گواہ بنایا کہ انہوں نے حضرت یوشعؑ کو توریت حوالہ نہیں کی مگر خُدا کے امر سے۔ پھر وہ بنی اسرائیل کی جماعت کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ یوشعؑ کی مخالفت کرنے والا ملعون ہے اور میری اس بات کو رد کرنے والا ملعون ہے۔ اور توریت تختیوں پر لکھا ہوا تھا جس کے نازل ہوتے وقت خدا نے انہیں اپنے اساس کے حوالے کرنے کا حکم دیا تھا۔

جب حضرت موسیٰؑ غائب ہوگئے اور حضرت یوشعؑ نقیبوں کے پاس جو (توریت) لے آئے تو انہوں نے حضرت یوشعؑ کو رد کر دیا۔ انہوں نے حضرت موسیٰؑ سے جو کچھ سنا تھا اس سے موجود توریت کی تالیف کی جو کہ یہودیوں کے ہاتھوں میں ہے انہوں نے اسکو بدل دیا اور اس کی وجہ سے حضرت یوشعؑ کے ہاتھ میں جو توریت تھی اس سے بے نیاز ہوگئے۔ انہوں نے حضرت موسیٰؑ کو، ان کے وصی کو اور حضرت موسیٰؑ نے دنیا سے جاتے وقت جو توریت جمع کیا تھا، اسکو رد کر دیا۔ حضرت موسیٰؑ کا ان سے فرمانا تھا کہ جو توریت خُدا کی طرف سے مجھ پر نازل کی گئی ہے اسکو میں نے خُدا کی اجازت سے یوشعؑ کے سپرد کیا ہے، پس جو توریت کے سلسلے میں یوشعؑ کی مخالفت کرے گا تو وہ ملعون ہوگا۔ انہوں نے اس قول کی مخالفت کی اور اپنی رائے اور قیاس سے توریت کی تالیف کی طرف لوٹ گئے۔

اسی طرح سے حضرت عیسیٰؑ کے بعد انجیل والوں نے کیا جب انہوں نے اپنے شاگروں کو جمع کیا تھا اور ان کی موجودگی میں اپنی انجیل کو حضرت شمعونؑ کے سپرد کیا تھا اور فرمایا تھا کہ یہ میری کتاب ان کے پاس ہے اور وہ میرے بعد وصی ہیں، انکی مخالفت

کرنے والا ملعون ہے۔ لیکن انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کے بعد (اصل) انجیل سے بے نیازی اختیار کی اور حضرت عیسیٰؑ کے قول کو رد کر دیا اور اپنی رائے اور قیاس سے چار انجیلیں تالیف کیں جو کہ ان کے پاس ہیں ان میں سے بعض نے بعض کا کفر کیا اسلئے کہ وہ ایک تالیف پر متفق نہیں ہوئے۔

... یہ انبیاء کی مشقتیں اور ان کی امتوں کی کی ہوئی تکذیب ہے جو ان پر گزری۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنے بعد آنے والی جس حالت کے بارے میں اشارے کئے اور ان میں سے جو کچھ توریت میں ان کے پاس لکھا ہوا ہے اسمیں سے یہ تین ہفتے ہیں جو کہ پیغمبروں کے بعد ہونے تھے۔ وہ یہ کہ ان کی قوم کو کیا ہوا اشارہ اور رمز تھا کہ انہیں غلام بنایا جائے گا لیکن وہ اندھے اور بہرے بن گئے۔ اسمیں سے جو کچھ ان کیلئے ظاہر اور عیاں طور سے فرمایا وہ یہ ہے کہ آپ میں سے کوئی شخص اگر کسی کو غلام بناتا ہے تو وہ اسکو چھ سال تک غلام بنائے اور ساتویں سال وہ اپنے آقا سے اپنی غلامی کا مالک بن جائے گا اور اس پر ملکیت واقع نہیں ہوگی۔ جب یہ مدت پوری ہو جائے گی تو اسکو اس کا مالک لے لیگا اور گھر کی چوکھٹ پر بیٹھ کر سوال کرنے کیلئے وہ اسکے کان میں سوراخ کرے گا۔ اگر وہ اس سے رُک جائے گا تو وہ باقی زندگی وہ مالک کی ملکیت میں رہے گا۔ حضرت موسیٰؑ کی اس بات سے مراد یہ تھی کہ میرے بعد برپا ہونے والے چھ امام اُمت کیلئے مالکوں کی طرح ہیں اور اُمت ان کیلئے غلاموں کی طرح ہے۔ جب ساتواں امام ظاہر ہوگا تو ان پر امام کی اطاعت اور پہلے امر کو ترک کرنا واجب ہے اور انکی بدولت شریعت قائم ہوگی۔ پھر انہوں نے دوسرے دَور کے بارے میں فرمایا اگر آپ کسی زمین کو کاشت کریں تو اس کو چھ سال تک کاشت کریں اور اس کو ساتویں سال میں کاشت کے بغیر چھوڑ دیں۔ آپ میں سے جو والدین ہیں ان کی کاشت جائز نہیں بلکہ بیٹے اسکو کاشت کریں وہ (تاویلاً) یہ فرماتے ہیں کہ جب دوسرے دَور کے مالک برپا ہوں گے

یعنی مسیحؑ جن کی روحانی ولادت نہیں اس لئے کہ ان کی دعوت صرف حواریوں، نقیبوں، داعیوں اور باقی اہلِ دعوت کے ذریعے قائم ہوئی تھی جو انبیاء کے بیٹے ہیں اسلئے کہ وہ ان کو (علمی طور پر) بناتے ہیں تاکہ وہ ان کے آگے اور ان کے بعد ان کی دعوت کو قائم کریں۔ یہی سبب ہے کہ خُدا نے اپنے قول میں حضرت عیسیٰؑ کو حضرت آدمؑ سے نسبت دی: اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ (۵۹:۳)۔ بے شک خُدا کے نزدیک عیسیٰ کی مثال آدم کی سی ہے جس کو مٹی سے پیدا کیا تھا۔ پس آپ کے لئے یہ درست ہوگیا کہ حضرت آدمؑ کی ولادت روحانی تھی اور اسمیں جسمانیت کے معنی نہیں، اس لئے حضرت موسیٰؑ نے اپنے قول سے مراد لیا کہ جب چھ مختلف آباء کے ذریعے روحانی دعوت مکمل ہوگی، جس سے وہ سال مراد لئے گئے ہیں جن میں وہ زمین میں کاشت کریں گے، اس لئے کہ زمین کے معنی آباء کے نقباء ہیں جن میں وہ کاشت کرتے ہیں اور خلیفوں کی زمین ان کے نقباء ہیں جن میں وہ اپنی حکمت کی کاشت کرتے ہیں اور وہ ان کو حکمت کے ساتھ برپا ہونے کا حکم دیتے ہیں۔ پھر حضرت موسیٰؑ نے لوگوں کو حکم دیا کہ حضرت اسحاقؑ کی اولاد کے آباء زمین کو کاشت نہیں کریں گے۔ اس سے حضرت موسیٰؑ کی مراد یہ تھی کہ وہ ایک ذریت ہیں جو جسمانی طور پر پیدا کئے گئے ہیں اور ان میں بادشاہی قرار پاچکی ہے اور پوشیدہ اور روحانی دعوت کے بعد وہ حضرت اسحاقؑ کی اولاد سے بادشاہی اور حکمت کے وارثوں کے آباء بن گئے ہیں۔ پھر حضرت موسیٰؑ نے لوگوں کو بادشاہی اور حکمت کے وراث انبیاء کے دَور میں جو کچھ ہوگا اس سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا: [جیسا کہ ہم نے کہا] کہ جب آپ کا کوئی آدمی مرجائے تو آپ سات دن اور رات اپنے سروں کو ڈھانپ دو۔ انہوں نے مثال کو بجالایا اور ممثول کو چھوڑ دیا، یعنی انہوں نے اپنے ظاہری اجسام کے سروں کو ڈھانپ دیا اور حضرت موسیٰؑ نے ان کیلئے جو کچھ مراد لیا تھا، اس کو چھوڑ دیا۔ سروں سے مراد ان کے

(دینی) سردار تھے جن سے انہوں نے اپنے ادیان کو لیا تھا۔حضرت موسیٰؑ نے مرے ہوئے شخص سے حضرت اسحاقؑ اور ان کی اولاد کی مرتبت کی موت کو مراد لیا، جب ان کی بادشاہی پر موت واقع ہوگی تو وہ اسکو اس کے مستحق کے سپرد کرکے اپنے سرداروں کو چھپائیں گے، جس طرح گزری ہوئی اُمتوں نے [جن کے بارے میں قول گزرا] سرداری کو اسکے مستحق کے حوالے کیا تھا۔ پھر ظہور کے وقت تک خود کو ان کے درمیان پوشیدہ رکھیں گے جسطرح وہ آپ کے زمانے میں پوشیدہ رہے۔ ان میں سے جس کے پاس علم اور معرفت تھی اس نے ایسا ہی کیا اور لوگوں میں سے جو جاہل اور بے وقوف تھے وہ باقی رہ گئے۔ انہوں نے اپنے شیاطین کی پیروی کی۔ پھر جب ان کیلئے مدّت طویل ہوگئی تو ان کے دل سخت ہوگئے اور وہ اپنی آرا اور قیاس کی طرف لوٹ گئے انہوں نے نہ جانا کہ حضرت موسیٰؑ نے ان کو اشارہ کیا تھا کہ جب حضرت امام محمد بن اسماعیلؑ کے سات امام اور آٹھ خلفاء پورے ہوں گے تو اس وقت اپنی سرداری کو پوشیدہ کرنا آپ پر واجب ہے کیونکہ سرداری اب انکی طرف جانے والی ہے۔سات دنوں سے مراد سات امام ہیں اور آٹھ راتوں سے مراد آٹھ خلیفے ہیں۔ان دونوں کے بارے میں (خدا کی) کتاب نے بتایا ہے کہ خُدا نے آندھی کو ان لوگوں پر سات رات اور آٹھ دن تک مسلسل مسلط رکھا تھا (۶۹:۶-۷)۔اس کا مطلب ہے پورے امامان۔ یعنی آٹھویں امام کے بعد حضرت ہودؑ برپا ہوئے۔ اسی طرح ان سات اماموں اور آٹھ خلیفوں کے مکمل ہونے کے بعد حضرت محمدؐ کی جسمانی دعوت مکمل ہوگی اور روحانی دَور کا آغاز ہوگا۔

پھر حضرت موسیٰؑ نے توریت میں ان سات اور آٹھ کے ذکر کے بعد ان کیلئے تاکید کیساتھ فرمایا کہ زمانے کے آخر میں سات سچے داعیوں اور آٹھ شریف الاصل آدمیوں کو بھیجا جائے گا یعنی سات اماموں اور آٹھ منتخب خلیفوں کو بھیجا جائے گا۔

توریت نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ خدائے عزّوجلّ نے فرمایا کہ صاہوگا پس صاہوا

اور ان کو چوتھے دن میں قرار دیا۔ بنی اسرائیل کیلئے خُدا کی مراد یہ تھی کہ حضرت موسیٰؑ سے چوتھے حضرت قائمؑ ہوں گے جن کا تمام ملتیں انتظار کر رہی ہیں جو تمام شریعتوں کی قسمیں اور ان کی تاویلات ظاہر کریں گے۔ وہ وہی ہیں جنکو خدا نے اپنی کتاب میں یومُ الفصل (فیصلے کے دن) کا نام دیا ہے کیونکہ آنجناب حق اور باطل، اہل ظاہر اور اہل باطن اور (مختلف) شریعتوں کے لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے والے ہیں۔ اس لئے حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لئے چار عیدیں مقرر کی تھیں اور وہ ہیں عیدُ السّبوع، عیدُ الذِکر، عیدُ الفِصَح اور عیدُ المُصَلات۔ عیدُ الفِصَح سے انہوں نے خود کو مراد لیا، عیدُ السّبوع سے حضرت عیسیٰؑ کو مراد لیا جو کہ اماموں میں سے ساتویں ہیں، جن کا ذکر پہلے گزرا، اور وہ حضرت موسیٰؑ کی شریعت کو منسوخ کرنے والے تھے اور عیدُ الذِکر سے انہوں نے حضرت محمدؐ کو مراد لیا، اسلئے کہ خُدا نے اپنی کتاب میں ان کو ذکر کا نام دیا ہے: ”ذِکْرًا رَّسُوْلًا یَّتْلُوْ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِ اللّٰہِ مُبَیِّنٰتٍ“ (۶۵:۱۰-۱۱)۔ ایک ذکر اور رسول جو تم پر خدا کی واضح آیات پڑھتا ہے اور اس طرح اس نے اپنے قول میں پیغمبر کے وصی کو بھی ذکر کا نام دیا: وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ۔ اور ہم نے تمہاری طرف ایک ذکر کو نازل کیا ہے تاکہ تم اسے لوگوں کو بیان کرو (۱۶:۴۴) اور چوتھی عید حضرت قائمؑ ہیں اسلئے وہ کھجور کی ٹہنیوں کو لٹکاتے ہیں اور مختلف قسم کے پھلوں کو لاتے ہیں اور بہترین قسم کے کپڑے پہنتے ہیں اور اس میں قراءت، دعا اور گریہ وزاری کا اظہار کرتے ہیں اور یہ سب کچھ تو ظہور کے وقت ہوگا۔ ان کو بتایا کہ ان چار شخصیات میں سے ہر ایک کے ہاتھ پر خدا کا عہد ظاہر ہوگا اس لئے ہر عید کو ہر علاقے سے لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ اور چوتھی عید کو امر ظاہر ہوگا جیسا کہ ہم نے کہا۔ جہاں تک عیدُ الفِصَح کی بات ہے جس سے خود کو مراد لیا یہ ہے کہ جب انہوں نے بنی اسرائیل کو مصر سے نکالا تھا اور ان کے ہاں یہی عیدُ الفِصَح آئی تھی تو حضرت موسیٰؑ نے انہیں حکم دیا تھا کہ ان میں سے ہر ایک اس دن ایک بھیڑ، یا

بکری کو ذبح کر کے اس کا سر لے اور اپنے گھر والوں کو جمع کرے اور وہ اپنے کمروں کو کس دیں، اپنی گردنوں پر لاٹھیوں کو اٹھائیں اور اپنے دستر خوان کے گرد چکر لگائیں۔ جب وہ اس دن مصر سے بھاگ کر نکل گئے تھے (اس وقت انہوں نے یہی کیا تھا)۔ جی ہاں! وہ اس دن بغیر خمیر کی روٹی کھاتے ہیں اور خمیری روٹی کو چھوڑ دیتے تھے۔ جس طرح ان کے آبا و اجداد کرتے تھے پس حضرت موسیٰ نے اس عید کو اپنی دلیل بنایا کیونکہ انہوں نے اس کو ان پر فرض کیا تھا۔

جب حضرت موسیٰؑ کی وفات کا وقت آ گیا تو خُدا نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ تو خُدا کے سب سے بڑے نور اور پیغمبروں کی میراث کو حضرت یوشع بن نونؑ کے سپرد کر دے جیسا کہ اس بارے میں قول پہلے گزرا۔ انہوں نے اپنے نقیبوں کو جمع کیا اور ان کی موجودگی میں نور اور میراث کو حضرت یوشعؑ کے حوالے کیا اور پہلے گزرے ہوئے اپنے آباء کے فعل کی طرح ان نقیبوں کو حضرت یوشعؑ اور خود پر گواہ بنایا۔ روایت کی گئی ہے کہ جب انہوں نے حضرت یوشعؑ کو امر (نبوت) سپرد کیا تو ایک دن اکیلے صحرا میں چلتے ہوئے نکل گئے۔ وہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو ایک قبر کھود رہا تھا۔ انہوں نے اس سے کہا: کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں قبر کھودنے میں آپکی مدد کروں۔ اس نے حضرت موسیٰؑ سے کہا: مدد کیجئے۔ حضرت موسیٰؑ نے اس کی مدد کی۔ جب قبر مکمل ہوگئی اور آدمی نے اسمیں اتر کر اپنی سائز کا اندازہ کرنا اور اپنے لحد میں سونا چاہا تو حضرت موسیٰؑ نے اس سے کہا: کیا میں اس میں اُتروں اور اس میں لیٹ جاؤں۔ اس نے یہ قبول کر لیا۔ حضرت موسیٰؑ قبر میں لیٹ گئے جیسا کہ وہ شخص اس میں لیٹنا چاہتا تھا۔ روایت کی گئی ہے کہ قبر کھودنے والا جبرائیل تھا۔ جب حضرت موسیٰؑ اس میں لیٹ گئے تو خُدا نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا، جبرائیل نے انہیں دفن کر دیا اور آسمان کی طرف بلند ہوا۔ اسلئے ان کی قبر معلوم نہیں۔ رسول اللہؐ سے روایت کی گئی ہے کہ ان سے حضرت موسیٰؑ کی قبر

کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ بہت بڑے راستے اور سرخ ٹیلے کے پاس ہے۔ ان کی روح اس وقت قبض کی گئی جب ان کی عمر ایک سو بیس سال تھی۔ حضرت ہارونؑ کی روح ان سے تین سال پہلے قبض کی گئی تھی۔ ان کی دعوت اور ان کے بعد ان کے دَور میں ان کی شریعت کو قائم رکھنے والے اماموں کی دعوت گیارہ سو اسی سال نو مہینے اور بیس دن قائم رہی یہ حضرت موسیٰؑ کے زمانے کی مدت ہے۔

قصّہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام

پھر حضرت موسیٰؑ کے بعد خدائے عزّ و جلّ کے امر سے حضرت یوشع بن نونؑ برپا ہوئے، مومنوں نے ان کی اطاعت کی اور منافقوں نے ان کے سامنے تکبر کیا۔ انہوں نے بنی اسرائیل کو جمع کیا اور ان کو لے کر قدس کی سرزمین کی طرف نکلے اور ان کو اس صحرا سے نکالا جسمیں وہ بھٹک رہے تھے۔ روایت کی گئی ہے کہ جب وہ ایحا (نامی جگہ) کے قریب پہنچے تو اپنے آگے چلنے والے کچھ لوگوں کو اس کی طرف بھیجا۔ انہوں نے حضرت یوشعؑ کو (ایحا میں پائی جانے والی مزاحمت کی وجہ سے) اسمیں داخل ہونے سے منع کیا۔ حضرت یوشعؑ اسکے باشندوں کے پاس پہنچے تو انہوں نے حضرت یوشعؑ کے ساتھ جلد ہی جنگ شروع کی۔ دن کے پہلے حصے میں ان کو فتح حاصل ہوئی پھر خدا نے ان کے مقابلے میں آنجنابؑ کی مدد کی تو ان کا قتلِ عام کیا اور سورج غروب ہونے تک ان کے درمیان تلوار چلاتے اور قتل کرتے رہے۔ وہ دن جمعے کا تھا جب بنی اسرائیل جنگ کرنے سے رک گئے اور انہوں نے حضرت یوشعؑ کیساتھ (مل کر) جنگ کرنے سے انکار کیا اور حضرت یوشعؑ نے ان سے جنگ جاری رکھنے پر اصرار کیا تو انہوں نے کہا کہ حضرت موسیٰؑ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ جو شخص ہمارے لئے ہفتے کا دن (کام کرنے کے واسطے) جائز قرار دے تو ہم اس کو قتل کر دیں۔ اگر آپ ہمیں اس پر ابھاریں گے تو ہم آپ سے جنگ کے لئے نکلیں گے۔ حضرت یوشعؑ نے اپنا چہرہ مغرب کی طرف پھیر دیا اور ایسا کلام کیا کہ جس کی سماعت ان لوگوں سے پوشیدہ رہی، سورج چاند کی جگہ پر آگیا اور اس عمل نے قوم کی

عقول کو حیران کر دیا۔ انہوں نے حضرت یوشعؑ کے ساتھ (شامل ہوکر) جنگ کو جاری رکھا یہاں تک کہ حضرت یوشعؑ اپنے دشمنوں سے مکمل طور پر فارغ ہو گئے، ان کو گرفتار کرلیا اور ان کے جابر لوگوں کو قتل کیا اور (اسکے بعد) سورج اپنے غروب کی حالت کی طرف واپس لوٹ گیا۔ اس وقت بنی اسرائیل نے یقین کیساتھ ان کی اطاعت کی۔ انہوں نے بنی اسرائیل کیساتھ اپنے دشمن سے جنگ کی اور فارغ ہونے کے بعد ان کو لے کر بیتُ المقدس کی طرف سفر کیا، اس کے باشندوں نے اریحا والوں پر گزری ہوئی حالت کے خوف سے بغیر کسی جنگ کے اس کو حضرت یوشعؑ کیلئے کھول دیا۔ انہوں نے اس میں کئی دن قیام کیا اور اسمیں حضرت موسیٰؑ کے اہل وعیال کو چھوڑ دیا اور اپنی مخالفت کرنے والے ہر شخص کو قیدی بنانے یا قتل کرنے کے بعد (مختلف) علاقوں کی طرف روانہ ہو گئے۔

روایت کی گئی ہے کہ جب وہ بلقا آئے تو اسکے باشندے ان کی طرف نکلتے، جنگ کرتے، لوگوں کو قتل کرتے اور واپس جاتے لیکن ان میں سے کوئی بھی قتل نہیں ہوتا۔ اسکے بارے میں پوچھا گیا تو کہا گیا کہ شہر میں ایک نجومی عورت ہے، وہ اپنے نجوم میں سورج کو استعمال کرتی، حساب کرتی اور جان لیتی ہے کہ اسکی قوم میں سے کون مرنے والا ہے تو اس کو اسی دن باہر نکلنے سے منع کرتی ہے۔ جب حضرت یوشعؑ کو یہ بات پہنچی تو انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اور اپنے رب کے حضور میں دعا کی۔ خدا نے سورج کو ان سے ایک گھنٹا پیچھے رکھا اور (اس وجہ سے) اس خاتون کیلئے حساب میں گڑبڑ ہو گیا۔ اس وقت اس نے حضرت یوشعؑ کی طرف اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو بھیجا جسکو بالق کے نام سے پکارا جاتا تھا اور پیغام بھیجا کہ آپ کو ہمارے یہاں سے جس چیز کی تلاش ہے، اسکو دیکھو اور اسکو لو اور ہمارے ساتھ جنگ کرنے سے واپس چلے جاؤ۔ حضرت یوشعؑ نے انکار کیا اور اس شخص سے کہا کہ میں صلح نہیں کروں

گا جب تک کہ آپ لوگ اس خاتون کو میرے حوالے نہ کر دیں۔ انہوں نے خاتون کو حضرت یوشعؑ کے حوالے کر دیا۔ روایت کی گئی ہے کہ جب اسکو حضرت یوشعؑ کے سامنے لایا گیا تو اس نے ان سے کہا: خدا نے آپ کو جو وحی بھیجی ہے کیا اس میں یہ بات ہے کہ آپ خواتین کو قتل کر دیں؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں ایسا نہیں ہے۔ اس نے کہا: کیا آپ کو صرف یہ حکم نہیں ملا ہے کہ آپ مجھے اپنے دین کی طرف بلائیں؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں کیوں نہیں، اس نے کہا: میں اس دین میں داخل ہو جاتی ہوں اور میں اس کو ترک نہیں کروں گی۔ حضرت یوشعؑ نے اس کو چھوڑ دیا اور اسکے علاقے سے کسی اور شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس شہر کے مالک نے (کسی آدمی کو) بلعم بن باعورا کے پاس بھیجا۔ اس کے بارے میں روایت کی جاتی ہے کہ اس کو خدا کے اسمائے عِظام میں سے ایک اسم دیا گیا تھا لیکن بعد میں اس نے اسم کو چھوڑ دیا تھا، جیسا کہ اس کا ذکر خدا نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِيٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا (۷:۱۷۵)۔ اے رسول! تم ان لوگوں کو اس شخص کی خبر پڑھ کر سنا دو جس کو ہم نے اپنی آیات دی تھیں اور وہ ان سے نکل گیا تھا۔ بلعم اپنی ایک گدھی پر سوار ہو گیا اور شہر کے مالک کی طرف روانہ ہو گیا تا کہ وہ حضرت یوشعؑ کے خلاف اسکی مدد کر سکے، روایت کی گئی ہے کہ ان کی گدھی نے راستے کے درمیان ٹھوکر کھا کر اس کو گرا دیا۔ اس نے گدھی کو مارا اور کہا کہ تو نے ٹھوکر کھا کر مجھے کیوں گرا دیا، یہ تمھاری عادت نہیں تھی؟ اس نے جواب دیا کہ میں کیسے ٹھوکر نہ کھاؤں؟ یہ دیکھو جبرائیل راستے کے درمیان موجود ہے اور اس کے ہاتھ میں نیزہ ہے۔ انہوں نے آپ کو خدا کے ولی یوشعؑ کے خلاف فلاں شخص کی مدد کرنے سے منع کیا ہے۔ بلعم شہر میں داخل ہو گیا اور شہر کے مالک نے اس سے کہا: اے خدا کے اسمِ اعظم کے مالک! اس شخص (حضرت یوشعؑ) کے خلاف میرے لئے دعا کریں تا کہ خدا اسکے مقابلے میں میری مدد فرمائے۔ بلعم نے

جواب دیا کہ یہ میرے لئے ممکن نہیں، لیکن میں آپ کو ایک کام کا مشورہ دیتا ہوں، جس سے آپ کے احوال بہتر ہونگے۔ اس نے پوچھا وہ کیا ہے؟ بلعم نے جواب دیا: آپ خواتین کو بناؤ سنوارو اور ان کو یوشعؑ کے لشکر کے پاس جانے اور ان کے آدمیوں کے سامنے پیش ہونے کا حکم دو، (اس لئے کہ) کسی قوم میں زنا ظاہر نہیں ہوا ہے مگر یہ کہ خدا نے ان کیلئے موت اور ملک بدری بھیجا ہے۔ اس نے ایسا کیا۔ جب خواتین حضرت یوشعؑ کے لشکر میں داخل ہوگئیں تو آدمی ان کے اسیر بن گئے۔ حضرت ہارونؑ کے فرزند جن کی امامت تھی، نے مکر و حیلے کی بو سونگھ لی۔ وہ نکل کر لشکر کے درمیان گھومنے لگے یہاں تک کہ وہ ایک پوشیدہ جگہ آگئے جہاں ایک مرد اور عورت بدکاری کر رہے تھے۔ انہوں نے دونوں کو ایک نیزہ مارا اور خیمہ سے باہر آگئے۔ پھر نیزے کو اٹھایا تو زناکار مرد اور عورت نیزے پر تھے، عورت مرد کے اوپر پڑی ہوئی تھی۔ انہوں نے دونوں کو پورے لشکر میں گھمایا یہاں تک کہ اسمیں موجود ہر شخص نے ان کو دیکھ لیا۔ اس وقت خدا نے حضرت یوشعؑ کی طرف وحی بھیجی کہ میں نے (تمہارے) لوگوں پر ان کے دشمن کو مسلط کیا ہے اور میں انہیں اسیری اور سخت موت سے ہلاک کرنے والا ہوں۔ حضرت یوشعؑ نے عرض کی: اے میرے پروردگار! وہ تیرے بندے ہیں میں یہ نہیں چاہوں گا کہ تو ان کے دشمن کو ان پر مسلط کر دے مگر یہ کہ تو قحط یا موت، یا جس سے تو چاہے، انہیں ہلاک کر دے، اس دن تین گھنٹوں کے دوران ان میں سے ستر ہزار آدمی طاعون سے مر گئے۔ روایت کی گئی ہے کہ یہ بلعم حضرت لوطؑ کی نسل سے تھا، جو کہ قابلِ تعریف تھے نہ کہ قابلِ مذمّت، حضرت ہارونؑ کے فرزند نے جو بُو سونگھ لی تھی وہ اپنے باپ کے خیال (جبرائیل) کے ذریعے تائید تھی جو ان تک پہنچی تھی۔

روایت کی گئی ہے کہ صفراء (زوجۂ حضرت موسیٰ) کو جب خدا کے حضرت یوشعؑ کے ہاتھوں فتح کئے ہوئے علاقوں کی خبر پہنچی تو اس نے اپنے ساتھ باقی رہ جانے

والے بنی اسرائیل اور منافقوں کو جمع کیا جنہوں نے اس کی مدد کی تھی۔پس صفراء اور ان کیلئے ان لوگوں میں سے بہت بڑا لشکر جمع ہو گیا جن کو حضرت یوشعؑ کا دین ترک کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ وہ ایک زرافہ پر سوار ہو کر لوگوں کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ حضرت یوشعؑ کی طرف روانہ ہوگئی۔حضرت یوشعؑ ان سے ملے تو اس نے جنگ شروع کی۔ دن کے پہلے حصّے میں اسکی فتح ہوئی۔ پھر خدا نے دن کے آخری حصّے میں حضرت یوشعؑ کو اس پر غالب کر دیا، انہوں نے اس پر فتح پائی اور منافقوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ پھر اس کو اور اس کے ساتھیوں کو اکٹھا کیا۔حضرت یوشعؑ کے بعض اصحاب نے ان کو مشورہ دیا کہ وہ اس کو ان کے ساتھ چھوڑ دیں۔حضرت یوشعؑ نے ان سے کہا کہ حضرت موسیٰؑ نے اس کو اس جنگ سے آگاہ کیا تھا اور اس سے جو کچھ ہونے والا ہے اس سے بھی اس کو باخبر کیا تھا۔ میرے لئے اسکے ساتھ ایسا کرنا جائز نہیں جسکا مشورہ آپ نے دیا ہے۔ میں اسکے متعلق حضرت موسیٰؑ کے قول کی حفاظت کروں گا۔حضرت یوشعؑ نے صفراء پر بنی اسرائیل کی خواتین کو مقرر کیا، جو چاند کی طرح (خوبصورت) تھیں، ان کو ریشمی لباس پہنایا اور اس کو مردانہ لباس کے مشابہ کر دیا اور انہیں عمدہ گھوڑوں پر سوار کر دیا اور ان کو روانہ ہونے، صفراء سے حجاب میں رہنے اور اپنے احوال کو ظاہر نہ کرنے کا حکم دیا اور اس سے جو کچھ ہونے والا تھا اور ان کو اس کے ساتھ جو کچھ کرنا تھا اس سے بھی انہیں آگاہ کیا۔ وہ اس کے ساتھ بیت المقدس کی طرف روانہ ہوگئیں۔جب صفراء شہر میں داخل ہوئی تو لوگوں کے درمیان چیخ پڑی اور وہ اس کے پاس جمع ہو گئے۔اس نے کہا کہ یوشعؑ نے مجھے قید کیا ہے اور مجھے اپنی ملکیت میں لیا ہے۔ پھر اسکے بعد اس نے مجھے نوجوان لڑکوں کے سپرد کیا ہے جو پورے راستے میں مجھے چھیڑتے اور ستاتے رہے۔لوگوں نے اس کو برا سمجھا، وہ چیخ پڑے اور شور مچایا۔اس وقت خواتین نے اپنے چہرے سے حجاب کو ہٹایا تو بنی اسرائیل نے دیکھا کہ وہ چاند کی

طرح خوبصورت ہیں۔ انہوں نے اپنے سینے سے بھی حجاب ہٹا دیا تو وہ ابھرے ہوئے سینے والیاں تھیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس جیسی کے ساتھ چھیڑتے ہیں؟ بنی اسرائیل نے اس وقت اس کے حیلے، ظلم اور جھوٹ کو جان لیا اور اس کی بات کا انکار کیا اور اس سے روگردان ہو گئے۔

روایت کی گئی ہے کہ جب حضرت یوشعؑ نے شہر فتح کر لیا اور ان کے کام میں استقرار آگیا تو انہوں نے زمین کو بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں میں تقسیم کر دیا اور ہر ایک قبیلے کو ایک ایک جگہ ملکیت میں دے دی اور ان کے دشمنوں کو ان کے وہاں سے بدر کر دیا۔ وہ منتشر حالت میں مغرب وغیرہ کی طرف نکلے۔ حضرت یوشعؑ نے ان کے ساتھ کسی ایسے شخص کو نہیں چھوڑا جو ان کے ساتھ تنازعہ کرے۔ جب ان کی وفات کا وقت آگیا اور ان کے دن پورے ہو گئے تو خدا نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ تو امر (نبوت) کو حضرت فنخاس بن ہارونؑ کے حوالے کر دے۔ انہوں نے خود سے پہلے گزری ہوئی ہستیوں کی طرح حضرت فنخاسؑ اور اپنے نقیبوں کو حاضر کیا اور ان کی موجودگی میں امر کو حضرت فنخاسؑ کے سپرد کر دیا۔

حضرت فنخاسؑ پوشیدہ ہو گئے اور امر (نبوت) بھی اولاد میں پوشیدہ ہو گیا یہ ان چیزوں میں سے ہے کہ اگر ہم اسکی تفصیل میں جائیں تو اسکی تشریح طویل ہو جائے گی، پس امر (نبوت) پوشیدہ رہا یہاں تک کہ حضرت شموئیل بن ہلقاً برپا ہو گئے ان کا نام عقوقؑ تھا۔ ان کے دن رزق و روزی امن و امان اور کشادگی والے تھے۔ وہ اور مؤمنین فرعونوں کے جوش سے پُرسکون حالت میں رہے، وہ مختلف علاقوں میں کھوئے ہوئے تھے۔ جب آنجنابؑ کی بادشاہی کے آٹھ سال مکمل ہو گئے تو وہ مؤمنین کو لے کر بیت المقدس لوٹ آئے۔ انہوں نے اس کو حضرت یوشعؑ کے ساتھ نکلنے کے بعد سے نہیں دیکھا تھا۔ آنجنابؑ نے اس میں قیام کیا پھر جب ان کے دن گزر گئے تو خدا نے ان کی طرف

وحی بھیجی کہ تم طالوت کو اپنے آگے مقرر کر دو اور ان کے ذریعے اپنی قوم کا امتحان لو۔ یہی حضرت طالوتؑ، حضرت بنیامینؑ کے قبیلے سے تھے۔ ان کو پوشیدہ علم اور حکمت میں سے کچھ حصّہ پہنچا تھا۔ وہ ایک مسکین شخص تھے اور بنی اسرائیل کے گدھے چراتے تھے۔ (ایک دن) ان کی ایک گدھی بہک گئی وہ اس کی طلب میں نکل گئے اور حضرت شموئیلؑ کی اولاد کے پاس آگئے وہ ان سے پریشان ہوگئے۔ جب ان کے وہاں مجلس اچھی طرح سے جم گئی، ان کے درمیان بات چیت شروع ہوگئی اور انہوں نے حضرت طالوتؑ سے جو علم وحکمت اور ادب کو سنا تو انہوں نے حضرت طالوتؑ سے اس بارے میں نیز ان کے حسب ونسب کے متعلق پوچھا۔ حضرت طالوتؑ نے ان کو بتایا کہ وہ حضرت بنیامینؑ کی نسل سے ہیں اور خدا ان کو حضرت شموئیلؑ کی اولاد پر فتح دے گا۔ انہوں نے حضرت طالوتؑ کی بات کا انکار اور اسکو رد کر دیا جیسا کہ خدا اس کو حکایۃً فرماتا ہے:

...اَنّٰی یَکُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَیْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ (۲:۲۴۷)۔ ہم پر اس کی بادشاہی کیسے ہوگی جبکہ ہم بادشاہی کے اس سے زیادہ حقدار ہیں۔

روایت کی گئی ہے کہ جب حضرت شموئیلؑ کے زمانے میں اپنی قوم کے ساتھ آنجنابؑ کی آزمائش طویل ہوگئی تو منافقوں کا ایک گروہ ان کے پاس آیا اور کہا: ہم آپ سے یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے لئے ایک بادشاہ کو مقرر کریں، جس کے ذریعے ہم اپنے شیرازے کو جمع کریں گے اور اپنے (ہر) کام میں اس کی پناہ لیں گے اور ہم ان امتوں کی طرح ہوں گے جو ہم سے پہلے گزری ہیں۔ حضرت شموئیلؑ نے ان سے کہا: آپ کو میری ذات سے کون سی چیز بُری لگی؟ میں آپ سے یہ نہیں چاہتا کہ آپ مجھے میرے پروردگار کے حضور میں رسوا کریں۔ پھر حضرت شموئیلؑ نے باطنی دعوت کے لوگوں کو جمع کیا اور ان سے پوچھا: کیا آپ میں سے کسی کی کوئی چیز ظلم سے چھین لی گئی ہے کہ جسکو وہ طلب کر رہا ہے؟ یا میں نے کسی کا مال غصب کیا ہے؟ یا اس کو بغیر حلال

طریقے سے لیا ہے؟ یا آپ میں سے کسی نے مجھے رشوت دی ہے؟ ساری قوم نے کہا: جہاں تک ہماری بات ہے، آپکی طرف سے ہماری کوئی چیز ظلماً چھینی نہیں گئی ہے کہ جسکو ہم طلب کر رہے ہوں۔ پس وہ ان کی طرف متوجہ ہو گئے اور کہا: کس چیز نے آپکو اس بادشاہ کی طرف دعوت دی؟ انہوں نے کہا کہ ہم خود سے پہلے گزری ہوئی امتوں کی طرح ہونا چاہتے ہیں۔ حضرت شموئیلؑ نے کہا: آپ کا معبود ہی آپ کا مالک ہے، میں آپ کا امام ہوں میں آپکی درستی کیلئے مقرر ہُوا ہوں۔ انہوں نے کہا: ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ کہتے ہیں، ہم نے صرف آپ سے ایک ایسا شخص چاہا ہے جو ہمارے امور میں واسطہ بن جائے۔ حضرت شموئیلؑ نے ان سے کہا: آپ لوگ خدا کے کلام کو میری زبان سے سنو، آپ نے جس بادشاہ کو طلب کیا ہے، آپکی آزمائش اسکے ہاتھوں ہوگی اور وہ آپ کے ہاتھوں سے بادشاہی لے جانے کا سبب بنے گا۔ میں آپ کیلئے طالوتؑ سے راضی ہوں۔ میں نے اسکو اپنے امر سے مقرر نہیں کیا ہے بلکہ آپ کے پروردگار نے ان کے ذریعے آپکا امتحان لیا ہے۔ پس قوم نے حضرت طالوتؑ کو پہچانتے وقت نفرت کا اظہار کیا اور کہا کہ ہم پر وہ بادشاہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ وہ بنیامین کی نسل سے ہے اور اس کو مال کی کشادگی بھی عطا نہیں ہوئی ہے، ہم اس سے اور اس کے گھر والوں سے بادشاہی کے زیادہ حقدار ہیں۔ حضرت شموئیلؑ نے کہا: خدا نے طالوت کو آپ پر بادشاہ بنایا ہے مجھ پر اعتراض نہ کریں خدا پر اعتراض کریں۔ آنجنابؑ نے خدا کے حکم اور اختیار سے ان کو حضرت طالوتؑ کی ملکیت بنایا نیز آنجنابؑ ان میں اُٹھے، اپنے حدود کو ترتیب دیا، اپنے سامنے نقیبوں کو مقرر کیا، ان میں سے ہر ایک کو اسکی تائید کا حصہ سپرد کر دیا اور ان کو پانی پینے کی ایک جگہ دی۔ پھر ان سے کہا: آپ کسی کے ساتھ جنگ کیلئے نہیں نکلیں گے مگر خدا کی وحی سے جو کہ مجھ پر نازل ہوگی، آپ جب بھی وحی سے نکلیں گے تو فتح یاب ہونگے اور اگر وحی کے بغیر نکلیں گے تو جو کچھ پھینکیں گے تو اس

میں خسارہ پا کر لوٹیں گے۔

اس قصے میں لوگوں کے لئے ایک ظاہر ہے جس تک وہ پہنچتے ہیں اس کو اللہ عزّوجلّ نے اپنے قول سے بیان کیا ہے: ''اِنَّ اللّٰهَ مُبۡتَلِيۡكُمۡ بِنَهَرٍ‌ فَمَنۡ شَرِبَ مِنۡهُ فَلَيۡسَ مِنِّىۡ وَمَنۡ لَّمۡ يَطۡعَمۡهُ فَاِنَّهٗ مِنِّىۡۤ اِلَّا مَنِ اغۡتَرَفَ غُرۡفَةًۢ بِيَدِهٖ‌ۚ''(۲:۲۴۹)۔ یقیناً اللہ ایک نہر سے آپ کو آزمانے والا ہے جو اسمیں سے پیئے گا تو مجھ سے نہیں ہوگا اور جو اس میں سے نہیں پیئے گا تو مجھ سے ہوگا مگر جو کوئی صرف اپنے چلو سے پانی پیئے گا تو کوئی حرج نہیں۔ یہ خطاب اہلِ باطل سے (متعلق) تھا۔ حضرت شمویئلؑ بنی اسرائیل سے فرماتے تھے کہ جو کوئی اس میں سے پیئے گا یعنی جو مخالفین کے پاس پہنچے گا تو وہ میری خدمت سے خارج ہو جائے گا اور جو کوئی اس میں سے نہیں پیئے گا تو وہ مجھ سے ہوگا، یعنی جو اہلِ ظاہر اور ان کے ظاہر کی طرف مائل نہیں ہوگا جس کے لینے سے اس کا امتحان لیا گیا ہے اور اس پر ٹھہرا رہے گا جو اس کے اپنے ہاتھ میں ہے تو وہ مجھ سے ہوگا۔ پھر اپنے قول سے ان میں سے مستثنیٰ کیا: ''اِلَّا مَنِ اغۡتَرَفَ غُرۡفَةًۢ بِيَدِهٖ‌ۚ''(۲:۲۴۹)۔ مگر جو اپنے چلو بھر پانی پیئے۔ فرماتا ہے کہ مگر جو مخالف کے تالیف کردہ علم کا ذرا سا حصہ لے، جس سے لوگوں کے درمیان پوشیدہ رہے، جس طرح فرعون کی زوجہ اسکے ساتھ اسکے ظاہر میں پوشیدہ رہی تھی۔ سوائے چند حدود کے جن کا ذکر ہو چکا ہے۔ ساری کی ساری خلقت مخالف کے تالیف کردہ (علم)، اس کو عطا کردہ دُنیا، جلد حاصل ہونے والی (نعمت) اور اس بادشاہی کی طرف مائل ہوگئی جسے مخالف کو عطا کرنے سے خدا راضی ہوا تھا، سوائے ان چند مذکورہ حدود کے جو اس کی دنیا کی طرف مائل اور راغب نہیں ہوئے بلکہ اسکو اسکے حال پر چھوڑ دیا اور اس سے پوشیدگی اختیار کی، جیسا کہ خدا ان کے بارے میں فرماتا ہے: ''اَلَمۡ تَرَ اِلَى الۡمَلَاِ مِنۡۢ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مُوۡسٰى‌ۘ اِذۡ قَالُوۡا لِنَبِىٍّ لَّهُمُ ابۡعَثۡ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ‌ؕ''(۲:۲۴۶)۔ کیا تم نے موسیٰ کے بعد بنی

اسرائیل کے سرداروں کو نہیں دیکھا جب انہوں نے اپنے نبی سے کہا کہ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دو، ہم خدا کی راہ میں جنگ لڑیں گے۔ ان کے ہاں بادشاہ ہی فوج کو چلاتا تھا، اور امام کے آگے برپا ہوتا تھا، اور نبی جس سے انہوں نے یہ مانگا وہ ان کے زمانے کے امام تھے جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ جب انہوں نے امام سے اس کا سوال کیا تو امام نے ان سے فرمایا کہ آپ کے پاس وفاداری اور اپنے دشمن سے جہاد کرنے کی رغبت نہیں۔ آپ اسکے ذریعے امورِ دنیا کو جمع کرنے کیلئے اسکی طرف راغب ہوئے ہو، ہمیں اپنے علاقے سے نکالا گیا ہے اور ہم نے اپنے دشمن کے ساتھ جنگ (کرنے کا رویہ) نہیں بدلا ہے۔ انہوں نے امام سے عرض کی: ہم اپنے علاقے سے اپنے امام کی اطاعت میں نکلے ہیں۔ امام نے ان سے کہا کہ خدا نے مجھے طالوت کو مقرر کرنے اور ان کو آپ پر بادشاہ بنانے کا حکم دیا ہے۔ جب انہوں نے حضرت طالوتؑ کو پہچان لیا تو کہا: کیا یہ بنیامین بن یعقوب کی اولاد میں سے نہیں؟ بنیامین کی اولاد میں بادشاہی نہیں ہے، خدا نے امامت کو بنیامین اور یوسفؑ سے ہٹا کر لاوی بن یعقوب کی اولاد میں چلایا ہے، اور حکم یہودا کی اولاد میں ہے۔ پس ہم بادشاہی کے اس سے زیادہ حقدار ہیں اس وقت امام نے ان سے فرمایا: "اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ" (۲:۲۴۷) بیشک خدا نے ان کو آپ پر برگزیدہ کیا ہے اور ان کو علم اور جسم میں زیادہ کشادگی دی ہے۔ [جہاں تک علم کی بات تھی اس سے مراد انبیاء کی میراث میں سے جو کچھ حضرت طالوتؑ کے پاس تھا اور وہ ظاہر جو ان کی طرف آیا تھا اور جسکو امام نے ان کے سپرد کیا تھا] اور بادشاہی خدا ہی کی ہے، وہ اسے اپنے بندوں میں سے جہاں چاہتا ہے وہاں رکھتا ہے، خدا پر اس کی بادشاہی کے معاملے میں آپکا اختیار نہیں۔ انہوں نے کہا: اگر وہ حضرت آدمؑ کے زمانے سے بطورِ ورثہ پائے جانے والے تابوت کو

ہمارے پاس لائے، جسکے بارے میں خدا نے ایک دن حضرت نوحؑ کو وحی بھیجی تھی کہ وہ اس کو اپنے ساتھ کشتی میں اُٹھالیں اور جسکو آنے والے فرشتے سابقہ فرشتوں سے اٹھاتے ہوئے آئے ہیں یہاں تک کہ انہوں نے اسکو ہمارے زمانے کے مالک تک پہنچا دیا ہے (تو ہم تسلیم کریں گے)۔

امام نے حضرت طالوتؑ کو ان لوگوں پر بادشاہ بنایا، اہلِ حق انکی طرف مائل ہوگئے اور (دیگر لوگ) دنیا کے ایک معمولی سے حصّے کی طرف راغب ہوئے۔ اہلِ حق نے لوگوں کے درمیان پوشیدگی اختیار کی حضرت طالوتؑ کی تربیت مکمل ہونے اور مکمل جوانی تک پہنچنے تک امر (نبوت) اور امامت حضرت داودؑ کے پاس تھا جو کہ باطن اور تائید کے مالک تھے۔ جب حضرت طالوتؑ ان مراتب کے مالک بن گئے تو بنی اسرائیل کو، فوج بھیجنے اور قبیلوں کی چھوٹی شاخوں میں سے ان لوگوں کے حاضر ہونے کا حکم دیا جو ان کے سامنے کھڑے ہوسکتے تھے، نیز بنی اسرائیل کو ان لوگوں کے ذریعے اپنے دشمن کیساتھ جہاد کرنے کا حکم دیا۔ پھر آنجنابؑ کے پاس جالوت کی طرف نکلنے کیلئے وحی آئی، جیسا کہ خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ (۲۴۹:۲)۔ جب طالوت فوج کے ساتھ روانہ ہوگیا تو کہا کہ خدا ایک نہر کے ذریعے تمہیں آزمانے والا ہے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت طالوتؑ نے نقیبوں کو اور قبیلوں کی شاخوں کو جمع کیا اور ان کو لیکر جلدی سے نکل گئے۔ ان کیساتھ حضرت داودؑ کے والد تھے، وہ ایک عمر رسیدہ شخص تھے ان کے دو لڑکے تھے جو سفر اور حضر کے لئے بہترین اور اپنے سارے کاموں میں کامل تھے۔ حضرت داودؑ ان سے تیسرے تھے وہ حقیر اور بدصورت تھے۔ ان کے باپ اور بھائیوں نے ان کو الگ کیا تھا اور ان کو اپنی بھیڑ بکریاں چرانے پر مقرر کیا تھا۔ روایت کی گئی ہے کہ جب فلسطین کے لوگوں نے حضرت طالوتؑ کو اُس بادشاہی تک پہنچتے دیکھا تو ان سے حسد کیا

اور ہر طرف سے اپنے مددگاروں اور ان لوگوں کو بلایا جنکو حضرت طالوتؑ کا دین ترک کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ انہوں نے خود پر اور اپنے مددگاروں پر ایک شخص کو ترجیح دی (سردار بنایا) جو کہ جالوت کے نام سے پہچانا جاتا تھا۔ وہ بہت بڑی ساخت والا تھا اور اپنے ہاتھوں اور پیروں میں زیادہ طاقت رکھتا تھا اس کے جسم کو لوگوں کے اجسام پر فضیلت دی گئی تھی۔ حضرت داوٴدؑ پست قد، نیلی آنکھوں والے، خراب ساخت والے، نظروں میں حقیر اور دیکھنے میں نظر انداز کئے جانے والے تھے۔ روایت کی گئی ہے کہ خدا نے حضرت طالوتؑ کی طرف وحی بھیجی کہ تو جالوت کی طرف جلدی سے نکل جا، وہ ان کے امام کا خیال (جبرائیل) تھا جو ان کے پاس آیا تھا جو ان کو جالوت کیساتھ لڑائی کیلئے نکلنے کا حکم دے رہا تھا، فرشتے نے حضرت طالوتؑ سے کہا کہ جالوت کو صرف وہی قتل کرے گا جو سردار اور اس کیلئے مناسب ہوگا۔ حضرت طالوتؑ جالوت کے ساتھ لڑائی کیلئے نکل پڑے اور فوج کیساتھ روانہ ہوگئے، حضرت داوٴدؑ نے بھیڑ بکریوں کو چھوڑ دیا اور اپنے بھائیوں سے جا ملے۔ وہ راستے میں ایک پتھر کے پاس سے گزرے اس پتھر نے انہیں پکار کر کہا کہ اے داوٴد! مجھے اپنے ساتھ لے جائیں۔ خدا کی قسم! میرے ذریعے آپ جالوت کو قتل کریں گے، میں جالوت کو قتل کرنے کیلئے پیدا کیا گیا ہوں۔ حضرت داوٴدؑ نے اس کو لیا اور اپنے تھیلے میں ڈال کر روانہ ہوگئے اور اپنے بھائیوں کے پاس پہنچ گئے۔ جب انہوں نے حضرت داوٴدؑ کو دیکھا تو کئی دفعہ انہیں اپنے پاس سے بھگا دیا۔ وہ ان کی منت سماجت کررہے تھے۔ پھر حضرت داوٴدؑ نے ان سے کہا: آپکو جالوت کا معاملہ خوف میں مبتلا نہ کرے میں اس قتل کردونگا۔ لوگوں نے اس پر گفتگو کی اور خبر پھیل گئی یہاں تک کہ وہ بادشاہ کے پاس پہنچی۔ بادشاہ نے حضرت داوٴدؑ کے بھائیوں اور والد کو حاضر کیا اور انہیں آنجنابؑ کو لانے کا حکم دیا۔ جب ان کو حاضر کیا گیا اور بادشاہ نے ان سے کلام کیا تو

ان کو اپنی باتوں میں طاقتور پایا۔ اس نے اپنی گفتگو میں حضرت داؤدؑ سے پوچھا: آپکی طاقت کتنی ہے؟ حضرت داؤدؑ نے جواب دیا (ایک دفعہ) میں اپنے ان والد کی بھیڑ بکریاں چرا رہا تھا، اچانک ایک شیر نے ایک بکری پر حملہ کر دیا اور اسکو لے گیا۔ میں اسی وقت اسکے پاس پہنچا۔ میری نظروں میں اسکی کوئی ہیبت نہیں تھی، میں نے اسکے سر کو پکڑا، جبڑوں کو کھولا اور بکری کو اس کے منہ سے چھین لیا۔ بادشاہ نے اپنی زرہ لانے کا حکم دیا، اپنے کمانڈروں کو جمع کیا اور ان میں سے ایک ایک کو وہ زرہ پہنانے لگا۔ وہ ان کے لئے یا تو چھوٹا ہوتا تھا یا لمبا، اس نے ان میں سے کسی کو نہ پایا جس کے لئے اس کا سائز درست ہو۔ پھر وہ ان کے بھائیوں اور والد کی طرف متوجہ ہو کر ان سے حضرت داؤدؑ کی سچائی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے ان سے کبھی بھی کسی جھوٹے لفظ کو نہیں سنا ہے وہ ہمارے پاس صرف سچائی اور امانت کی حالت میں ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا: آپ لوگ ان کی عقل کو کیسا پاتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: ہم نے ان کو ان کے تمام کاموں میں صرف نیک ہی جانا ہے۔ بادشاہ ان کے والد کی طرف مڑا اور کہا: آپ کے نزدیک ان کا مرتبہ کیسا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: وہ میرے نزدیک سب سے زیادہ نیک ہیں۔ حضرت طالوتؑ نے حضرت داؤدؑ کو زرہ پہنایا تو آخر کار اسکی وہ سائز کے مطابق نکلا۔ بادشاہ نے ان سے کہا: اے داؤد! خدا کی قسم! آپ بالضرور جالوت کو قتل کرنے والے ہیں۔ پھر ان کو اپنے ہتھیار اٹھانے کا حکم دیا۔ روایت کی گئی ہے کہ جب دونوں گروہوں کے لوگ آمنے سامنے آگئے تو بادشاہ نے منادی کا حکم دیا کہ جو اس دشمن سے مقابلے کیلئے نکلے گا، اس کے لئے میری آدھی بادشاہی ہوگی اور اس سے میں اپنی بیٹی بیاہ دونگا۔ جالوت اپنے لشکر سے نکل کر اور کسی مبارز کا مطالبہ کر رہا تھا۔ اس نے کسی کو اپنی طرف نکلتے نہیں پایا۔ بادشاہ نے دوسری مرتبہ منادی کرائی مگر کوئی بھی باہر نہ نکلا۔ حضرت

داوٗدؑ بادشاہ کے پاس یہ کہتے ہوئے آئے، بادشاہ سلامت! میں اس کو قتل کرنے والا ہوں۔ پھر اس نے تیسری مرتبہ منادی کرائی تو سوائے حضرت داوٗدؑ کے کسی نے جواب نہیں دیا: انہوں نے کہا کہ اے بادشاہ! اس کیلئے میں ہوں اور میں اِنْ شَاءَ اللّٰہ اسکو قتل کرنے والا ہوں۔ بادشاہ نے ان سے کہا افسوس ہے کہ آپ ایک چھوٹے بچے، حقیر اور بدصورت قد و قامت کے ہو اور یہ شخص بہت بڑی قد و قامت والا ہے۔ آپ کو جنگ کا طریقہ بھی معلوم نہیں۔ حضرت داوٗدؑ نے کہا: میں اس خدا سے مدد مانگتا ہوں جو کمزوروں اور طاقتور لوگوں کا مددگار ہے۔ ان کے بھائیوں نے انہیں ڈانٹا مگر ان پر اس کا اثر نہ ہوا۔ جب بادشاہ نے جنگ کرنے پر ان کا اصرار دیکھا اور یہ کہ کسی نے بھی اسکی منادی کا جواب نہیں دیا ہے تو ان کے بارے میں خدا سے خیر طلب کیا اور اپنی زرہ اور ہتھیار لانے کیلئے کہا اور ان کو آنجنابؑ کے سپرد کیا اور کہا: خدا نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ جو آپ کا زرہ پہنے گا، وہ آپ کے دشمن کو قتل کرنے والا ہوگا۔ حضرت داوَد نے ہتھیار زیب تن کئے اور جالوت کی طرف نکلے۔ روایت کی گئی ہے کہ جب حضرت داوٗدؑ جالوت سے ملے تو اپنا ہاتھ تھیلے کی طرف بڑھایا جو کہ ان کے ساتھ ان کے گھوڑے کی زین میں تھا اور اسمیں سے تین پتھر نکالے، پھر ان میں سے ایک کو گوپھن میں رکھا جو کہ ان کے پاس تھا۔ جب جالوت نے انہیں دیکھا تو حقیر سمجھا اور پیچھے ہٹ گیا۔ حضرت داوٗدؑ نے اس سے کہا: آپ کو کس چیز نے پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا؟ اس نے کہا: کیا آپ کے سامنے کوئی کتّا ہے کہ جس کو پتھر مارتے ہو؟ اس وقت حضرت داوٗدؑ نے اس کی پسلی کو پتھر مارا، پھر اسکو اس کے گھوڑے سے سر کی پچھلی سمت پھینک دیا اسکی زرہ اور ہتھیار کو اُٹھایا اور اس کا سر کاٹ دیا۔ بادشاہ کے سامنے جالوت کا لشکر شکست کھا گیا اور ان میں سے ایک بڑی تعداد میں لوگ قتل ہوگئے۔ حضرت داوٗدؑ کے لشکر نے ان کے اموال کو غنیمت (کے طور پر) لیا اور آنجنابؑ

صحیح سلامت اور غنیمتوں کو لیکر واپس آگئے۔ بادشاہ شادمانی کیساتھ شہر کی طرف لوٹا، اور انہیں خلعت پہنا کر گھمایا۔

روایت کی گئی ہے کہ حضرت داوٗد نے جالوت کی طرف تین پتھر پھینکے تھے:
پہلے پتھر سے اسکی پسلی کو مارا تھا، دوسرے سے اس کے جسم کے درمیانی حصّے کو اور تیسرے سے اسکی پنڈلی کو، ہم اِنْ شَاءَاللہ تعالیٰ اسکی تاویل کو اسکی جگہ پر لائیں گے۔

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قصّہ حضرت داوٗد علیہ السّلام

۱

حضرت داوٗدؑ کے پاس علوی مواد آیا، جیساکہ خدا کی کتاب نے بیان کیا ہے: ”وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ“ (۲۱:۸۰)۔ اور ہم نے تمہارے فائدے کیلئے داوٗد کو زرہ بنانا سکھایا تھا۔ حضرت داوٗدؑ نے بنی اسرائیل پر سرداری کی اور وہ ان کو خلیفہ بنانے پر متفق ہو گئے۔ یہ بات روایت کی گئی ہے کہ خدا نے حضرت لقمانؑ کی طرف ان الفاظ میں وحی بھیجی تھی کہ ”میں طالوت کے بعد آپ کو بنی اسرائیل پر خلیفہ بنانا چاہتا ہوں“ تو انہوں نے عرض کیا کہ ”اگر میرا پروردگار مجھے اس سے معاف رکھنا مناسب سمجھتا ہے تو یہی میری خواہش اور مراد ہے اور اگر وہ جس کو چاہتا ہے اس کا نفاذ ضروری ہے تو میں اس کے فرمان اور فیصلے کیلئے صبر کرلوں گا“۔ پس خدا نے خلافت کو اِن سے پھیر دیا اور اس کو حضرت داوٗدؑ کے سپرد کر دیا تو انہوں نے اس کو قبول کرلیا۔ کہا گیا ہے کہ حضرت شموئیلؑ کا خیال ان کے پاس یہ پیغام لے کر آیا تھا۔ جب حضرت لقمانؑ (اس کے قبول کرنے سے) رُک گئے اور خدا نے ان کے دل میں موجود نیک نیتی کو جان لیا تو خلافت کو اِن سے پھیر دیا اور انہیں علم اور حکمت سے بھر دیا، اس لئے آپ لوگوں کے پاس ان کی حکمت کو دیکھتے ہو، لوگوں نے اس کو اپنی گفتگو میں شامل کیا ہے۔ جب حضرت داوٗدؑ کو جسمانی حدود پر خلیفہ بنایا گیا اور اُن کے پاس علوی حدود سے مواد آیا تو وہ مواد کو ان میں تقسیم کرتے تھے اور ان میں سے ہر ایک کو اسکا حصّہ دیتے تھے۔ پس جسمانی حدود نے یقین کے ساتھ ان کی فرمانبرداری کی۔ پھر جب خدا نے ان کو

آزمائش میں مبتلا کر دیا جس کا ذکر ہم اِس کی جگہ پر کریں گے تو آپ حضرت لقمانؑ سے کہتے تھے: ''آپ جیسا کون ہے، آپ کو تو حکمت (نیک اعمال کے) عوض میں دی گئی ہے اور آپ سے آزمائش چلی گئی ہے'' حضرت لقمانؑ اِن سے کہتے تھے: ''ہم میں سے ہر ایک نے اپنے اختیار سے کام کیا ہے''۔

حضرت لقمانؑ کے بارے میں یہ روایت کی گئی ہے کہ وہ بنی اسرائیل کے کسی شخص کے سیاہ فام غلام تھے۔ اِن کے مالک نے انہیں آزاد کر دیا تھا اس لئے کہ وہ نقیبوں کے داعیوں میں سے ایک تھے اور وہ حضرت طالوتؑ کے حضور میں پوشیدہ طور پر تھے۔ حضرت طالوتؑ کے لاحق نے ان کے علاقے سے نکلتے وقت ان کو آزاد کر دیا تھا اور خود سے وابستہ کیا تھا۔ ان کو خلافت پیش کی گئی تو اس کو قبول نہیں کیا کیونکہ وہ داعیوں میں سے ایک تھے وہ اپنے آقا کے مقابلے میں بڑا بن جانے سے ڈر گئے جو کہ ان کے لاحق تھے۔ اسی طرح سے حضرت داوٗدؑ کا مرتبہ تھا۔ ان کے بارے میں یہ بات گزری ہے کہ وہ اپنے والد کی بکریاں چراتے تھے، ان کا اس مرتبے کے لئے اصرار تھا جو انہیں حضرت طالوتؑ سے حاصل ہوا تھا۔ اس لئے حضرت داوٗدؑ ان کو میرا بھائی کہتے تھے، نیز آزمائش کے وقت کہتے تھے کہ ''اے میرے بھائی! آپ کو حکمت دی گئی ہے اور آپ سے آزمائش پھر گئی ہے''۔ بھائی سے مراد ان جیسی شخصیت ہے۔ اس لئے حضرت داوٗدؑ کے بارے میں روایت کی گئی ہے کہ وہ اپنے والد کی بھیڑ بکریاں چراتے تھے، وہ ان کے سب سے چھوٹے فرزند تھے اور وہ بدصورت اور معمولی سے تھے، جس طرح حضرت لقمانؑ کے لاحق نے ان کی خدمت کے وقت انہیں ان کے درجے تک بلند کیا تھا اس لئے کہ انہوں نے لاحق کے سامنے بڑائی نہیں دکھائی تھی، اسی طرح حضرت داوٗدؑ کے والد نے انہیں ان کے درجہ تک پہنچایا تھا اور ان کو حضرت طالوتؑ کے سپرد کر دیا تھا جنہوں نے ان کو اپنے ہتھیار اُٹھانے پر مقرر کیا تھا۔

حضرت داؤدؑ مُتِمّ نہیں تھے۔ اگر آپ مُتِمّ ہوتے تو اپنے اہلِ دعوت پر راج کرنا جائز ہوتا۔ کیا آپ ان کے بارے میں خدا کے ارشاد کو نہیں دیکھتے جب اپنے حجرے کے نزدیک دو فرشتوں کے ظہور سے ان کو آزمایا گیا: "وَظَنَّ دَاوُدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ" (۳۸:۲۴)۔ اور داؤد نے گمان (ظنّ) کیا کہ ہم نے اس کو آزمایا ہے سو اس نے اپنے پروردگار کے حضور میں توبہ کی اور رکوع میں گیا اور رجوع کرلیا"۔ یہاں گمان کرنے کے معنی یقین کرنے کے ہیں، جیساکہ خدا نے مجرموں کے قول کے طور پر اس کو بیان کیا ہے: "وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا" (۱۸:۵۳)۔ اس دن مجرم لوگ آگ دیکھیں گے تو گمان کریں گے کہ وہ اس میں گر جانے والے ہیں" ان کا گمان یقین ہے۔ اس کی دوسری دلیل یہ ہے کہ "حضرت داؤدؑ رکوع میں گئے" رکوع لاحق کا مرتبہ ہے "اور اس نے رجوع کیا" یعنی اس نے فرمانبرداری کی اور اعتراف کرلیا کہ سجدے کا مرتبہ ان کا نہیں ہے، سجدہ مُتِمّ کی حد ہے۔ اسی طرح جب انہوں نے اپنے گناہ کا اعتراف کرلیا تو خدا نے ان کو ان کے مُتِمّ کی حد عطا کردی اور ان سے جبّار اور ظالم کے مکر کو ہٹا کر اپنا صاحبُ الفترت مقرر کیا، ظالموں کو ہلاک کردیا اور اِن کو ظالموں کے لئے ایک آزمائش بنایا۔ یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ وہ بنی اسرائیل کے ایک غلام اور درزی تھے، غلامی کے بارے میں بات پہلے گزری ہے جس میں کافی کچھ ہے۔ جہاں تک درزی گری کی بات ہے اس سے مراد ہے وہ کچھ جو اس نے حکمتِ بالغہ سے تالیف کی یعنی وہ صنعت جس سے انہوں نے اپنی قوم کے لئے لباس بنایا تھا۔ یہ وہ بات ہے جو حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی گئی ہے اور وہ ہماری بات کی تاکید کرتی ہے، انہوں نے فرمایا: "خدا نے لقمانؑ کی طرف وحی کی اور ایک فرشتے کو بھیجا، جس نے اِن سے کہا کہ "خدا آپ کو قائم صاحبِ وقت کے برپا ہونے تک لوگوں میں حکومت کرنے کا حکم دیتا ہے" حضرت لقمانؑ نے اس سے کہا کہ

”لوگوں میں حکومت کرنا مشکل ہے اگر خدا اس سے مجھے معاف رکھے تو میں یہی چاہتا ہوں اور اگر وہ میرے لئے تاکیدی حکم دیتا ہے تو حکم کی اطاعت کروں گا“۔جب خدا نے ان کی نیت کو جان لیا تو ان کی طرف ایک فرشتے کو بھیجا جس نے انہیں علم اور حکمت سے بھر دیا، وہ اپنے زمانے کے لوگوں میں فیصلہ کرنے والوں میں سب سے بہترین تھے۔ پھر امامؑ نے فرمایا کہ ”فرشتے نے لقمان کو دس ہزار ابواب سپرد کئے، جن سے بہتر ابواب ان سے پہلے گزری ہوئی شخصیات میں سے کسی کے پاس نہ تھے“۔

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قصۂ حضرت داؤد علیہ السلام

۲

حضرت داؤدؑ کے بارے میں جو روایت کی گئی ہے کہ جب وہ جالوت کے ساتھ لڑائی کے لئے نکلے تو ان کے تھیلے میں تین پتھر تھے۔ انہوں نے ایک پتھر مارا تو اس سے جالوت کے سر کو زخمی کیا، دوسرا مارا تو اس سے جالوت کی ٹانگ توڑ دی اور تیسرا پتھر مارا تو اس سے جالوت کو زمین میں داخل کر دیا۔ تین پتھر مارنے (کی تاویل یہ ہے کہ) پہلے پتھر سے اس کی ریاست توڑ دی اور دوسرے پتھر سے اس کے پاس جو دو اصولِ دین کی طرف سے جاری علم تھا اس کو چھین لیا، جن کی طرف دعوت کرنے کا دعویٰ کرتا تھا۔ جب اس نے دعوت کو بدل دیا تو حضرت داؤدؑ نے اس کے پاس جو علم تھا اس کو سلب کر لیا اور اس پر اس کے زمانے کے حجّت یعنی حضرت طالوتؑ جو کہ امام کے حکم سے مقرر تھے، کی اطاعت واجب قرار دیا۔ جالوت جو کہ اپنے حالات کے تبدیل ہو جانے سے پہلے اپنے علم وحکمت کا دعویٰ کرتا تھا، حالات کے بدل جانے اور علم کے سلب ہونے پر اس نے انکساری اور نرمی اختیار کی۔ حضرت داؤدؑ اس کا واسطہ بن گئے۔ حضرت داؤدؑ میں جو قوت تھی اُس کی وجہ سے، اُمتیں ان کے لئے مطیع اور فرمانبردار بن گئیں، بنی اسرائیل نے ان کی فضیلت کا اقرار کر لیا، وہ ان کی پشت سے ہیں اور وہ ہمارے اسی وقت تک ان کا انتظار کر رہے ہیں نیز اسی قوت سے حضرت داؤدؑ نے زبور سے توریت کا خلاصہ نکالا اور اپنے اصحاب کے لئے مکمل زِرہیں بنائیں وہ ان کے ذریعے اپنے دشمنوں کے مقابلے میں محفوظ ہو گئے۔ اسی طرح سے ان کے

بعد ان کے فرزند حضرت سلیمانؑ کا مرتبہ خلافت کا تھا نہ کہ تمامیت (امامِ مُتمّم ہونے) کا۔

جب حضرت داوَدؑ کی وفات کا وقت آگیا تو خدا نے انہیں انبیاء کی میراث اور بھیڑ بکریوں کو چرانے کا کام اپنے فرزند حضرت سلیمانؑ کے سپرد کر دینے کے لئے وحی بھیجی۔ اس لئے کہ حضرت اسحاقؑ کی اولاد کا مرتبہ ان کے شروع سے لے کر ان کے کام کے اختتام تک نگہبانی اور چوپانی کا تھا نہ کہ تمامیت کا۔ یہ مرتبہ حضرت یعقوبؑ کی اولاد میں منتقل ہوتا رہا۔ اور یہ وہی ہے جس کا خدا نے اپنے ارشاد کے مطابق حضرت سارہؑ سے بھی وعدہ کیا تھا: ''فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ وَمِنْ وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ'' (۱۱:۷۱)۔ پس وہ ہنس پڑیں اور ہم نے اس کو اسحاق اور اس کے بعد یعقوب کی بشارت دی کہ یہ مرتبہ حضرت یعقوبؑ کے بعد اُن کی اولاد میں بھی ایک کے بعد دوسرے میں منتقل ہونے لگا۔ اور نسب کی کوئی قریبی شخصیت دنیا سے گزر جاتی تھی اور سبب چلتا رہتا تھا یہاں تک کہ وہ دوسرے فرزند تک آتا یہاں تک کہ بارہ فرزند ہوئے۔ وہ سب بھیڑ بکریاں چرانے والے تھے ان کے چرواہے ہونے کے بارے میں کتابیں اور زبانی روایات بتاتی ہیں، ان کی اس چوپانی کی وجہ سے وہ حضرت اسماعیلؑ کی اولاد کے جانشین ہیں۔

قصّۂ حضرت سلیمان علیہ السّلام

روایت کی گئی ہے کہ جب صاحبُ الوقت نے حضرت داوٗدؑ کو مرتبہ حضرت سلیمانؑ کے سپرد کر دینے کا حکم دیا، تو وہ منبر پر چڑھے اور خدا کی حمدو ثنا کی اور جو کچھ فرمایا اس میں یہ بات بھی کی کہ خدا نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ میں سلیمانؑ کو تم پر خلیفہ بناؤں۔ (یہ سن کر) بنی اسرائیل کے سردار ہنس پڑے ان کی ہنسی حضرت سلیمانؑ کا مذاق اڑاتے ہوئے تھی۔ انہوں نے کہا: کیا آپ ہمارے اوپر ایک نوعمر لڑکے کو جانشین بناتے ہیں، ہم میں اس سے زیادہ مستحق لوگ موجود ہیں۔ یہ حجتوں کی بات تھی اس لئے کہ وہ مرتبے میں حضرت سلیمانؑ جیسے تھے۔ یہ بات حضرت داوٗدؑ تک پہنچی تو انہوں نے نقیبوں کو حاضر کیا اور ان سے فرمایا: آپ تو صرف چرواہے ہیں، آپ پر ایسے شخص کو مقرر کرنا چاہیے جو آپ پر فضیلت کا مستحق ہو۔ آپ اپنی اپنی لاٹھیوں کو میرے پاس لائیے جن سے آپ اپنی بھیڑ بکریوں کو ہانکتے ہیں، وہ لاٹھیوں کو ان کے پاس لے آئے، حضرت داوٗدؑ نے اسباط کی جماعت کو حاضر کیا اور چرواہوں سے فرمایا: آپ میں سے جس کی لاٹھی سرسبز اور پھلدار بن گئی تو وہ میرے بعد آپ پر (میرا) جانشین اور آپ کا ولیٔ امر ہوگا۔ حضرت داوٗدؑ نے ان سے لاٹھیاں لیں، ان پر ان کے نام لکھ دئے، ان کو ایک گھر میں رکھ کر دروازے کو بند کیا اور اس پر اپنا مہر لگا دیا اور لاٹھیوں کے مالکان کی جماعت کو گھر کے دروازے کے باہر رات گزارنے کا حکم دیا۔ جب صبح آنجنابؑ نے ان کے ساتھ صبح کی نماز ادا کی پھر دروازے کو کھولا اور لاٹھیوں کو

نکال دیا تو ان میں سے حضرت سلیمانؑ کی لاٹھی کو سرسبز اور پھلدار پایا۔ انہوں نے حضرت سلیمانؑ اور ان کی لاٹھی کو لیا اور دونوں کو پورے شہر میں گھمایا۔ اس عمل نے بتایا کہ بنی اسرائیل کے خلیفے اور اسباط کے پاس مرتبہ امانتاً رکھا ہوا تھا اور اس کو خلف، سلف سے اُٹھاتے ہوئے آئے تھے یہاں تک کہ حضرت اسماعیلؑ کی اولاد سے خلفِ صالح، صاحبِ دَور [یعنی حضرت محمدؐ] سے آملے۔

بنو اسرائیل، جیسا کہ خدا نے توریت میں حضرت موسیٰؑ کی زبان سے وعدہ فرمایا ہے، حضرت قیدارؑ کی بھیڑ بکریاں اور مینڈھے چرانے والے تھے نہ کہ مُتمتّین۔ پھر حضرت داوٗدؑ نے فرمایا: اے بنی اسرائیل کے گروہو! یہ (حضرت سلیمانؑ) میرے بعد خلیفہ ہیں۔ (لاٹھی کے) سرسبز ہونے، پتے نکالنے اور پھل ظاہر کرنے سے مراد اُن کے امام کی تائید کا دوسروں کو چھوڑ کر ان کے خیال تک پہنچنا ہے۔ حضرت داوٗدؑ کی عمر جو کہ دعوت (کی مدت) تھی، سو سال تھی۔ انہوں نے تیس سال کی عمر میں دعوت کا کام سنبھالا تھا، اس کے ستر سال بعد فوت ہو گئے۔ روایت کی گئی ہے کہ حضرت داوٗدؑ کے بعد بنی اسرائیل نے حضرت سلیمانؑ کے ساتھ اختلاف اور منافقت کی تھی۔ انہوں حضرت داوٗدؑ کے کسی اور فرزند کو سردار مقرر کیا تھا۔ حضرت سلیمانؑ ان سے الگ ہو گئے تھے اور امر (خلافت) بنی اسرائیل میں سے ایک نبی سے وابستہ ہو گیا تھا جس کو ارمیا کہا جاتا تھا۔ وہ حضرت داوٗدؑ کا ایک حجّت تھا۔ اس نے حضرت داوٗدؑ کے بعد کسی پہاڑ میں پناہ لی اور وہیں رہنے لگا۔ وہ پہاڑ سے اترا اور حضرت سلیمانؑ کا رُخ کیا۔ ان کے پاس تین دن تک خیریت پوچھتا رہا۔ پھر اس نے حضرت سلیمانؑ کو گھر سے نکالا اور ان کے والد کے خچر پر بٹھا دیا اور ان کے سر پر ان کے والد کا عمامہ باندھ دیا وہ سینگ سے مشابہ تھا، جس کو بنی اسرائیل اماموں کے سروں پر رکھتے تھے۔ جب حضرت سلیمانؑ کے سر پر عمامہ رکھا گیا تو اس وقت اس میں سے بہتے پانی جیسی آواز سنائی دی۔

ارمیا نے ایک رسّی سے اپنی کمر کس لی اور حضرت سلیمانؑ کے خچر کی لگام کو پکڑا اور انہیں بنی اسرائیل کی وادیوں میں گھمایا۔ وہ ان کے درمیان پکار کر کہتا تھا: بنی اسرائیل کے گروہو! یہ خدا کے بندوں پر اسکی حجّت ہیں۔ (یہ دیکھ کر) لوگوں نے اپنے مقرر کردہ شخص سے انکار کیا اور حضرت سلیمانؑ کی طرف واپس آگئے۔

روایت کی گئی ہے کہ حضرت داوَدؑ پہلی شخصیت تھے جنہوں نے بیتُ المقدس کو بنایا اور اس کو لوگوں کے لئے قبلہ مقرر کیا تھا۔ یہ وہی جگہ تھی جس کو حضرت یعقوبؑ نے پتھروں سے تعمیر کیا تھا، مگر وہ اس کو مکمل کئے بغیر دنیا سے چلے گئے تھے۔ ان کے بعد حضرت سلیمانؑ نے اس کو مکمل کیا تھا اور اس کے محراب کو نصب کیا تھا۔ حضرت سلیمانؑ خدا کے امر اور وحی سے برپا ہوگئے، جو مؤمنین ان سے آملے تھے انہوں نے حضرت سلیمانؑ کی پیروی کی۔ انہوں نے ان مؤمنین کو عزت بخشی اور ان کے ذریعے دین کو عزت بخشی۔ روایت کی گئی ہے کہ ان کے زمانے میں قحط پڑ گیا تھا۔ (اس وقت) لوگ ان کی طرف بھاگے تھے اور اِستِسقاء کیلئے ان سے اپنے ساتھ نکلنے کی درخواست کی تھی۔ آپ ان کے ساتھ باہر نکلے۔ جب وہ راستے کے کسی مرحلے تک پہنچے تو اچانک ایک چیونٹی (نظر آئی)، اس نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اُٹھایا تھا، اپنے پاؤں پر کھڑی تھی اور بلند آواز سے کہہ رہی تھی اے اللہ! ہم تیری مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہیں ہمیں تیرے رزق سے کوئی بے نیازی نہیں۔ تو اپنے گنہگار بندوں کے گناہوں کے سبب سے ہمیں ہلاک مت کرنا۔ حضرت سلیمانؑ راستے سے واپس ہوگئے اور اپنے ساتھیوں سے کہا: واپس جاؤ تمہیں سیراب کیا جائے گا۔ اسی سال ان کو سیراب کیا گیا انہوں نے اس جیسی بارش اور ہریالی کبھی نہیں دیکھی تھی یہاں تک کہ بعد کی نسلیں اس کی مثال بیان کرتی تھیں۔

روایت کی گئی ہے کہ ان چیونٹیوں میں ایک چیونٹی حضرت سلیمانؑ کے گھر کی

دیوار پر چڑھ کر ان کے پاس آگئی تھی اور پوچھا تھا کہ ان کے باپ کے بعد مرتبہ ان کی طرف واپس آیا ہے یا نہیں؟۔ (مراد یہ ہے کہ) ان کے حدود میں سے کوئی حد ان کے لئے ظاہر ہوگئی تھی اور چیونٹیوں کی داعی نے اس چیونٹی سے کہا تھا: ''یٰٓاَیُّھَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰکِنَکُمْ لَا یَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُہٗ'' (۱۸:۲۷)۔ اے چیونٹی! تم اپنے ساتھیوں کے پاس جاؤ اور تم سب اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ سلیمان اور ان کی فوج کہیں تمہیں تباہ نہ کردیں۔ (اسکی تاویل یہ ہے) کہ اس نے چیونٹی کو حضرت سلیمانؑ کے اپنے حدود کو مقرر کرنے اور دعوت قائم کرنے تک بات نہ کرنے اور پوشیدہ رہنے کا حکم دیا، اور کہا کہ وہ اس وقت تمہارے لئے اس مرتبے کو مقرر کریں گے جو تم سے ان کیلئے عہد لے گا۔ اس وقت حضرت سلیمانؑ چیونٹی کی بات سے مسکرائے۔ مسکرانا دانت دکھانا ہے (جس کی تاویل ہے) کہ حضرت سلیمانؑ نے ان کے لئے اپنا مرتبہ ظاہر کیا اور ان کے لئے اپنی دعوت قائم کی۔ حدود ان کے دانت تھے جن کو انہوں نے اپنی مسکراہٹ کے وقت ظاہر کئے۔ پھر ان کے لئے آپ نے (اس کو) داعی مقرر کیا جس نے چیونٹی کو خاموش رہنے کا حکم دیا تھا۔ اور کہا: ''رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ'' (۱۹:۲۷)۔ اے میرے پروردگار! تو مجھے توفیق دے کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جسے تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا کیا ہے۔ اس لئے کہ تو نے ہمیں اس مرتبے پر پہنچایا ہے اور ہمیں اپنے بھائیوں پر بلند کیا ہے جو کہ لواحق ہیں۔ روایت کی گئی ہے کہ جب حضرت داؤدؑ کو مرتبہ حضرت سلیمانؑ کے سپرد کردینے کا حکم دیا گیا تو انہوں نے بنی اسرائیل کے بڑے لوگوں کو اپنی زندگی میں ہی ان کے پاس آنے اور وضاحت طلب کرنے کا حکم دیا، جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے: ''وَحُشِرَ لِسُلَیْمٰنَ جُنُوْدُہٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّیْرِ فَھُمْ یُوْزَعُوْنَ'' (۱۷:۲۷)، اور سلیمان کے لئے اس کی فوج کو جمع کیا گیا جو کہ جنّوں، انسانوں اور پرندوں پر

مشتمل تھی اور ان کو صفوں میں رکھا جاتا تھا۔ انسانوں سے مراد داعی اور جنّوں سے مراد نقباء تھے۔ اِس کا مطلب ہے کہ نفسِ کُل نے حضرت داوٗدؑ کو اپنے ان داعیوں اور نقیبوں کو حضرت سلیمانؑ کی طرف پھیر دینے اور ان کو یہ بتانے کا حکم دیا کہ وہ ان کی اطاعت کریں، پھر فرمایا: ''فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ'' (۳۶:۳۸)۔ پس ہم نے سلیمان کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا وہ ان کے حکم کے مطابق چلتی تھی۔ اِس سے مراد ہے کہ خدا نے جاری (تائید) سے ان کے حصّے میں ان کو آزادی دی اور ان کے لواحق کا حصّہ ان کے ہاتھوں پر چھوڑ دیا۔ جب حضرت سلیمانؑ نے ان کے حصّوں سے ان کی مدد کی تو انہوں نے اطاعت بجا لائی، جیسا کہ خدا نے حضرت سلیمانؑ کے قول کو حکایۃً بیان کیا ہے: ''رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ'' (۳۵:۳۸)۔ اے میرے پروردگار! تو مجھے بخش دے اور مجھے ایک ایسی بادشاہی عطا فرما جو میرے بعد کسی اور کو حاصل نہیں ہونی چاہیے یقیناً تو بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے۔ یعنی لواحق میں سے کوئی اس مرتبے کو حاصل نہ کر سکے، (پھر) خدا نے اپنے اس قول سے ان پر کئے ہوئے احسان کو مستثنیٰ قرار دیا: ''هَٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ'' (۳۹:۳۸)۔ یہ ہماری بخشش ہے، تو احسان کر یا روک دے کوئی حساب نہیں۔ اِس سے مراد یہ ہے کہ جب حضرت سلیمانؑ نے خدا سے مانگا تو ان کی خواہش پوری کر دی۔ اگر وہ مُتمّ ہوتے تو خدا اس احسان کا ذکر نہ کرتا، اس لئے کے مُتمّوں کے لئے برکت مسخر ہوتی ہے اور لواحق کو تائید ان سے پہنچتی ہے۔ یہ بات روایت کی گئی ہے کہ ہوا آسمان سے کعبہ پر اترتی ہے اور وہاں سے وہ اس کے چار کونوں میں تقسیم ہوتی ہے۔ جنوب (اس میں سے) اپنا حصّہ لیتا ہے اور شمال اپنا حصّہ لیتا ہے اور اسی طرح سے مشرقی اور مغربی ہوا ہے۔ پھر وہ بارہ ہواؤں میں تبدیل ہو جاتی ہے اور بعض ہوائیں بعض سے ہیں۔ چار کا عدد تمامیت کی بنیاد ہے اور کعبہ چار کی بنیاد ہے اور کعبہ،

جس سے ہوا تقسیم ہوتی ہے، کی پہچان سے (عقول) درماندہ ہیں۔

خدا نے حضرت سلیمانؑ کو ان کے والد حضرت داوٗدؑ کی طرح آزمائش میں مبتلا کر دیا۔ خدا نے ان کو ایک حجّت سے آزمایا، جس نے ان کے مرتبے کا دعویٰ کیا: خدا نے اس کو جسم کہا ہے جسے ان کی کرسی پر ڈال دیا تھا ["وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَىٰ كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ" (۳۸:۳۴)۔ اور یقیناً ہم نے سلیمان کو آزمایا اور اس کی کرسی پر ایک جسم ڈال دیا، پھر اس نے رجوع کرلیا۔] خدا نے اس کو جسم اس لئے کہا کہ وہ لاحقوں کے مرتبے میں تھا جو کہ مُتمّوں کے اجسام اور ان کے گھر ہیں جن میں وہ اپنی حکمت رکھتے ہیں۔ جب اس لاحق نے عہد توڑا تو حضرت سلیمانؑ سے سرکشی کی اور ان کی دعوت میں اپنی رائے اور قیاس کے مطابق کام کیا، جس طرح اس سے پہلے (مختلف) زمانوں کے شیطانوں نے اپنے زمانوں کے اماموں کے ساتھ کیا تھا۔

روایت کی گئی ہے کہ حضرت سلیمانؑ کی آزمائش ان کی بیگم کی طرف سے تھی جو ان کے نزدیک اپنی خواتین میں سب سے زیادہ نصیب والی تھی، اس کے پاس جاتے وقت اس کو اپنی انگوٹھی حوالہ کی تھی۔ اس سے مراد یہ ہے کہ آنجنابؑ اس حجّت پر بھروسہ کرتے تھے، آنجنابؑ نے اس کو وہ شرط حوالہ کی تھی جسے وہ اپنے اہلِ دعوت سے لیتے تھے۔ یہی ضد اس حجّت کے لئے ظاہر ہوگیا اور اس سے عہد ہتھیا لیا۔ جب حضرت سلیمانؑ نے لاحق سے عہد کا ہتھیا لیا جانا محسوس کیا تو اپنے پروردگار کے حضور میں اپنی لغزش سے توبہ اور رجوع کرلیا۔ ان کے توبہ کرتے وقت ان کی انگوٹھی واپس آگئی، جیسا کہ خدائے عزّوجلّ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے: "فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ فَغَفَرْنَا لَهُ ذَٰلِكَ" (۳۸:۲۴-۲۵)۔ اس نے اپنے پروردگار کے حضور میں توبہ کی اور رکوع میں گر گیا اور رجوع کرلیا پس ہم نے اس کی لغزش کو معاف فرمایا۔ روایت کی گئی ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے حدود پر نو سو سولہ سال اور چھ مہینے حکومت کی اور یہ

ان کے نام پر دعوت قائم رہنے کی مدّت تھی۔

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قصۂ حضرت آصف بن برخیا علیہ السلام

جب حضرت سلیمانؑ کے دنیا سے جانے کا وقت آن پہنچا تو خدا نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ وہ امر کو اپنے لاحق کے حوالے کر دیں جو کہ حضرت آصف بن برخیاؑ تھے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مرتبہ، حضرت عیسیٰ مسیحؑ سے جا ملنے تک حضرت اسحاقؑ کی اولاد میں رہے گا اور وہ حضرت اسماعیلؑ اور ان کی اولاد کے خلفاء ہیں، جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت اسحاقؑ، حضرت اسماعیلؑ کے ایک لاحق تھے۔ حضرت سلیمانؑ نے اِن سے پہلے گزرے ہوئے پیغمبروں اور اماموں کی طرح اپنے نقیبوں کو جمع کیا، ان کی موجودگی میں مرتبے کو حضرت آصف بن برخیاؑ کے حوالے کیا اور ان سے مرتبے کو اس کی اصل کی طرف واپس آنے تک اس کے مستحق کو سونپنے کا خدائی عہد و پیمان لیا۔ حضرت آصفؑ اپنے زمانے میں خدا کے امر اور وحی اور اس کی (دی ہوئی) بادشاہی کے ساتھ برپا ہو گئے انہوں نے اپنی بادشاہی کو ۱۲۰ سال تک قائم رکھا، ان کے زمانے میں ہوانده (نامی قوم) ظاہر ہو گئی اور اس کے لوگوں نے فارس (ایران) میں ایک شہر کو بنایا۔ حضرت داؤدؑ کی اولاد پر یہودی غالب آ گئے اور ان میں سے ۱۲۰ پیغمبروں کو قتل کیا۔ اور یہ کہ لاحقوں میں سے کسی شیطان نے اپنی شیطنت دکھائی، جس طرح جسم نے حضرت سلیمانؑ کو شیطنت دکھائی تھی اور اس نے بھی وہی فساد کیا جو حضرت سلیمانؑ کے شیطان نے کیا تھا۔ اس نے (اپنے لئے) اِباحت کا دعویٰ کیا اور حضرت آصفؑ کی قوم کیلئے بھی اِباحت کو جائز قرار دیا اور ان کو

ابلیس اور اس کی فوج سے ملا دیا۔ ان میں سے کئی لوگوں کو بندر اور خنزیر کی صورت میں مسخ کیا گیا جیسا کہ خدا کی کتاب نے ان کے بارے میں ذکر کیا ہے۔ پھر اس کے بعد زرادشت کھڑا ہوگیا، بنی اسرائیل میں سے ایک خلقت نے ان کی پیروی کی۔ اس نے بھی اِباحت کی باتیں کی اور اپنی قوم کو ایک خاص سیرت کے مطابق چلایا۔ یہ کام ہمارے اس وقت تک منتقل ہوتا رہا ہے۔

ان میں سے ایک شیطان نے اپنی شیطنت دکھائی اور حق اور اہلِ حق سے (لوگوں) کو روک دیا یہاں تک کہ حضرت روبیلؑ آئے۔ آپ اللہ عزّوجلّ کے امر اور وحی سے برپا ہوگئے۔ جو مؤمنین ان کے زمانے تک پہنچے تھے انہوں نے ان کی پیروی کی۔ انہی کو اللہ نے اپنی کتاب میں عمران کا نام دیا ہے اور یہ نام زمین کو آباد کرنے کی وجہ سے دیا گیا ہے وہ اپنے باپ حضرت اسحاقؑ سے (کی سیرت) وابستہ تھے جنہوں نے دعوت کے ذریعے زمین کو آباد کرنا شروع کیا تھا۔ ان کے زمانے کا بادشاہ دارا بن دار تھا۔ اس نے ان بت خانوں کو منہدم کردیا جن کو ہوانده نے بنایا تھا نیز ان کے زمانے میں سکندر تھا جس کی مثالیں بیان کی جاتی ہیں جب وہ فوت ہوگیا تو اس کیلئے ایک تابوت بنایا گیا اور اس تابوت میں اسے ملک روم تک لے جایا گیا۔

روایت کی گئی ہے کہ اللہ نے انہی حضرت روبیلؑ کی طرف وحی بھیجی کہ میں آپ کو آپ کی پشت سے ایک فرزند عنایت کرنے والا ہوں، جس کے ذریعے حضرت موسیٰؑ اور بنی اسرائیل کے دَور کا خاتمہ ہوگا اور وہ ایک نئے دَور کی ابتدا کرے گا وہ پیدائشی اندھے اور کوڑھی کو شفا بخشے گا اور مردوں کو زندہ کرے گا۔ حضرت مریمؑ ایک جناح تھیں، جو حضرت عمرانؑ کی دعوت میں پروان چڑھی تھیں۔ چونکہ حضرت عیسیٰؑ اس جناح کی دعوت میں ظاہر ہونے والے تھے تو خدا نے حضرت روبیلؑ کو ان کی بشارت دی اور بتایا کہ وہ صاحبِ دَور ہوں گے اور وہ اس جناح کی دعوت میں پیدا ہوں گے۔

خدا نے اپنی کتاب میں اس کو امرأۃ عمران کے قول کے طور پر بیان کیا ہے جو کہ حجت تھیں۔ "رَبِّ اِنِّی نَذَرْتُ لَكَ مَا فِی بَطْنِی مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّی" (۳:۳۵)۔ اے میرے پروردگار! میں نے اپنے شکم میں جو کچھ ہے اِس کو تیری نذر مانی ہے وہ تیرے کام کے لئے وقف ہوگا پس تو مجھ سے اس نذر کو قبول فرما۔ آپ نے [اس آیت میں] پروردگار سے مراد ربّ الدّعوۃ یعنی دعوت کے مالک کو مراد لیا ہے جن کے ہاتھوں میں آپ تھیں۔ یہی حضرت روبیلؑ اور حضرت عیسیٰؑ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کی نسل سے تھے اور خلافت حضرت یعقوبؑ بنی اسحاقؑ کی اولاد میں یا تو نسب کے طور پر یا سبب کے طور پر منتقل ہوتی رہی تھی یہاں تک کہ بارہ پوتے ہوئے۔ یہ ان (قصوں) میں سے ہے کہ اگر ہم ان کی تفصیل میں جائیں تو تشریح طویل اور اس کتاب کی حد سے باہر ہوگی اور جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اس میں عقل والوں اور جن کو درستی کی توفیق عنایت ہوئی ہے، کیلئے نصیحت ہے۔ ہم نے طوالت کے خوف سے اصحابِ فضل و قوت پر اکتفا کیا ہے، کیونکہ توریت اور رسول اللہؐ سے جو حدیث آئی ہے اسکے مطابق حضرت آدمؑ کی اولاد سے لے کر حضرت قائمؑ تک خدا کے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ہیں۔ ہم نے صرف کتابوں اور قوت و تائید والے پیغمبروں پر اکتفا کیا ہے۔ ان میں سے کتابوں اور تنزیل والے پیغمبر دس ہیں، جن میں سے پانچ سریانی ہیں اور وہ حضرت آدمؑ، حضرت شیثؑ، حضرت ادریسؑ، حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ ہیں اور پانچ عرب سے ہیں اور وہ حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت شعیبؑ اور حضرت محمدؐ ہیں۔ ابتدا سریانی پیغمبروں سے ہے اور اختتام عرب پیغمبروں پر ہے آپ زمانوں میں کس پیغمبر کو اپنے باپ سے وابستہ دیکھیں گے۔ جہاں تک توریت اور تاریخ نے ان کے زمانوں کی جو مدت بیان کی ہے، اس کے مطابق حضرت آدمؑ اپنے فرزند حضرت شیثؑ کے برپا ہونے تک ۹۳۰ سال زندہ رہے، ان کے بعد حضرت شیثؑ برپا ہوگئے ان کی

دعوت حضرت ادریسؑ کے ظہور تک ۹۰۰ سال قائم رہی اور حضرت ادریسؑ کی دعوت ۳۱۲ سال تک قائم رہی، یہ (سب مل کر) ۲۱۴۲ سال کی مدّت ہے، حضرت نوحؑ کی دعوت ۹۵۰ سال تک قائم رہی، انہوں نے اپنی عمر کے پچاس سال پورا ہونے سے پہلے ایک داعی کو مقرر کیا، حضرت سامؑ کی دعوت جو کہ حضرت نوحؑ کی شریعت کے باطن کی طرف تھی ۱۲۹۲ سال تک قائم رہی۔ حضرت موسیٰؑ کے ظہور تک حضرت ابراہیمؑ، ان کے دَور کے اماموں اور ان کے اصحابِ فترات کی دعوت ۱۱۰۰ سال اور ۴ مہینے تک قائم رہی اور حضرت موسیٰؑ، ان کے دَور کے اماموں اور اصحابِ فترات کی دعوت ۱۱۸۰ سال ۹ مہینے اور ۲۰ دن قائم رہی۔

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قصّۂ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

ابھی ہم حضرت مسیحؑ کے دَور کا ذکر کرنے والے ہیں جہاں تک ان کی جسمانی پیدائش کی بات ہے روایت کی گئی ہے کہ حضرت حبیب نجارؒ نے انکی ماں سے شادی کی تھی، جس کا نام حضرت بیدنوؑ تھا۔ حضرت حبیب نجارؒ نے اسکے ساتھ نقدی، مہر اور معتبر گواہوں کی موجودگی میں درست طریقے سے شادی کی تھی۔ وہ طبریہ (نامی علاقے) کے گاؤں میں سے ایک چھوٹے سے گاؤں سے تھی جو ناصرہ کے نام سے پہچانا جاتا تھا اسلئے حضرت مسیحؑ کو یسوعؑ الناصری کہا جاتا ہے۔ ان کے پیروکاروں کو ان کی نسبت سے نصاریٰ کا نام دیا گیا ہے۔ جب انہی حبیب کے بیٹے یوشعؑ (حضرت عیسیٰؑ) پیدا ہوئے تو وہ اسی وقت اَنطاکیہ روانہ ہوگئے اور وہیں فوت ہوگئے۔ اور اسی جگہ انکی قبر ہمارے اس وقت تک مشہور ہے۔ وہ اِس (جہان) سے چلے گئے اور حضرت یوشعؑ (حضرت عیسیٰؑ) کو طفلی کی حالت میں چھوڑ دیا، جن کو ان کے ماموں یہوداسخر یوطا نے اپنی حفاظت میں لے لیا۔ وہ اپنے وقت میں یہودی ملّت کے سردار تھے اور اسی طرح حبیب نجار (بھی) اس ملّت کے عالموں میں سے ایک عالم تھے۔ جب یہودا نے حضرت یوشعؑ (عیسیٰؑ) کی پرورش کی تو انہیں علم و حکمت سکھا دیا اور انہیں انبیاء کی پوشیدہ باتوں اور ان کے علوم سے آگاہ کیا۔ پس وہ علم میں ماہر ہوگئے اور ظاہر میں بھی پروان چڑھ گئے یہاں تک کہ اپنے ماموں سے سبقت لے گئے۔ یہودی ان کو فضیلت دیتے تھے، وہ یہ کہ دینِ حق کی کوئی صلاحیت ان سے وابستہ ہوگئی تھی اور وہ اسکے ساتھ لوگوں کے درمیان چلتے تھے۔

روایت کی جاتی ہے کہ (حضرت عیسیٰؑ کی پرورش کے دوران) ان کے ماموں یہودا کیساتھ بعض یہودیوں نے دشمنی کی اور اس سے اُلجھ گئے وہ غضبناک ہوگیا اور اَنطاکیہ کی طرف سفر کیا، جن کے ساتھ حضرت یوشعؑ بھی روانہ ہوگئے۔ اَنطاکیہ اس وقت یونانیوں کا دارِ ہجرت تھا۔ یہودا اس میں ایک زمانے تک مقیم رہا اور حضرت یوشعؑ ان کے آگے پرورش پاتے رہے۔ روایت کی گئی ہے کہ سفر میں داعیانِ سیّار میں سے کسی داعی کی ملاقات ان سے ہوئی تھی۔ داعی نے ان سے اپنے امام حضرت عمرانؑ کا عہد اور حضرت موسیٰؑ کی شریعت کے بارے میں قول لیا اور حکمت اور علم میں سے کچھ ان کی طرف آگیا۔ پس وہ فلسفہ اور مذاہب میں ماہر بن گئے تھے۔ روایت کی گئی ہے کہ یونانیوں میں سے کسی آدمی نے اَنطاکیہ سے قُدس کی سرزمین کی طرف سفر کیا، جو یہودا کی چاکری کرتا تھا۔ اتفاق سے (ان دنوں) یہودیوں کی عید تھی جو عیدُ الفِصَح کے نام سے پہچانی جاتی ہے۔ وہ شخص (اس وقت) ان لوگوں کے ساتھ رہا اور خود کو ان میں سے بنایا اور ان کو یہودا کے بارے میں بتایا۔ نیز یہودا کیساتھ اس کے جو تعلقات تھے اس کے متعلق آگاہ کیا۔ یہودی اپنی اس عید میں غیر خمیری روٹی کھاتے ہیں اور خمیری روٹی کو چھوڑ دیتے ہیں۔ انہوں نے یہ عمل اپنے آبا واجداد کے طریقے کی پیروی کے طور پر کیا ہے، جب ان کے آبا واجداد مصر سے بھاگ کر منتشر حالت میں نکلے تھے تو وہ اپنی روٹی کو بغیر خمیر کے بناتے تھے۔ حضرت موسیٰؑ نے اس عید میں ان پر فرض کیا تھا کہ ان میں سے صاحبِ استطاعت شخص ایک بکری کو لے کر ذبح کرے اور دسترخوان کو اٹھائے اور اپنے گھر والوں اور رشتہ داروں کو جمع کرے۔ وہ (اس موقع پر) اپنی کمروں کو کس دیں، اپنے آبا واجداد کے مشابہ جب وہ فرعون سے منتشر بھاگ رہے تھے، اور دسترخوان کے گرد اپنی لاٹھیوں کو گردنوں پر اٹھائیں۔ مذکورہ یونانی شخص کو اس کے دوست نے جس کے پاس یہ ٹھہرا تھا (عید میں شرکت کی) دعوت دی اور

اس نے یہ نہ جانا کہ وہ بغیر ختنہ کی حالت میں ہے۔ اس نے ان لوگوں کیساتھ ان کا کھانا کھالیا، ان کی رسومات کو دیکھ لیا اور ان کے راز سے واقف ہوگیا۔ پھر وہ اپنے ملک کی طرف لوٹا اور یہودا سحر بوطا سے ملاقات کی اور اسکو اپنے اور اپنے مکر کے بارے میں بتایا کہ وہ ان لوگوں کی مجلس میں حاضر ہوا تھا، ان کا کھانا کھایا تھا اور اس نے وہ کیا تھا جو انہوں نے کیا تھا۔ یہ کہ انہوں نے اپنے کھانے کو غیر ختنہ کردہ شخص کیلئے حرام قرار دیا تھا وہ اسکو نہیں کھاسکتا تھا۔ اس نے اس بات سے یہودا کیساتھ مکر کرنا چاہا۔ یہودا نے اس کے ساتھ مذاق کیا اور اس سے کہا کہ یہودیوں نے آپ کو اپنا خاص اور مقدس کھانا نہیں کھلایا ہے جس کو وہ بغیر ختنہ شخص کو نہیں کھلاتے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا انتڑیوں اور گردوں کی چربی۔ یہ بات اس یونانی کے دل میں باقی رہ گئی۔ جب دوسرا سال آیا تو اس کو بیتُ المقدس کا سفر پیش آیا، اس نے اپنے دوست کیلئے ایک تحفہ لیا اور اس کے پاس چلا آیا۔ (ان دنوں) عیدُ الفِصح آئی تو یہودیوں نے جان پہچان کی وجہ سے اس کو اپنے کھانے پر بلایا، اپنا دسترخوان پیش کیا اور وہی رسومات ادا کیں جسے وہ کرتے تھے اور کھانا کھانے بیٹھ گئے۔ اس نے ان سے کہا آپ کو کیا ہوگیا ہے؟ آپ مجھے اپنے پاس پایا جانے والا خاص اور مقدس کھانا کیوں نہیں کھلاتے ہیں؟ انہوں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا انتڑیوں اور گردوں کی چربی، یہ دو قسم کی چربی ان کے وہاں حرام ہے۔ جب انہوں نے اس سے یہ بات سنی تو جان گئے کہ وہ جاسوس ہے۔ نیز انہوں نے اس بہترین شکاری شخص کو جان لیا جس نے اس کو پھنسایا تھا۔ انہوں نے اس سے پوچھا تمہیں یہ کہاں سے معلوم ہوا جس کو صرف قُدسِ مقدس ہی جانتا ہے؟ اس نے ان کے کاموں کے سردار یہودا کے بارے میں انہیں بتایا۔ اس وقت انہوں نے اس یونانی کی تحقیق کی تو اسے غیر ختنہ حالت میں پایا پس انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔ یہودا کی

طرف اس کی رضا اور شفقت چاہتے ہوئے اور اس کیلئے اپنی حسبِ استطاعت کوششیں صرف کرتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے کہ ہمارے پاس وہ شخص پہنچا ہے جس کو آپ نے بھیجا تھا ہم نے اس کی تقدیس بجا لائی ہے، نیز اس طرح کی دیگر باتیں لکھیں، پھر اس سے واپس آنے کی درخواست کی اور اس کی طرف اپنے ایلچی بھیجے۔ ان کی باتوں نے اس پر اثر کیا۔ اس نے اپنے بھانجے (یوشع) کو لیا اور ان کی طرف تیزی سے سفر کرتا رہا یہاں تک کہ طبریہ کے ایک صوبے کے ایک قصبہ میں آیا جس کو سوریا کہا جاتا تھا۔ اس کے لوگوں نے یہودا کا خیر مقدم کیا اور اچھی طرح سے اس کی مہمان نوازی کی۔ (پھر) وہ اپنی بیٹیوں کے پاس گئے اور ان کو لڑکوں کا لباس پہنایا، ان کے سروں پر ریشمی عمامے باندھ دئے اور ان کو مہمانوں کے لئے کھانا لانے پر مقرر کیا، حضرت یوشعؑ اپنی عقل کی تیزی کی وجہ سے ان کو آتے جاتے وقت دیکھ رہے تھے انہوں نے جان لیا کہ وہ کنواری باندیاں ہیں جب وہ اپنے ماموں کے ساتھ تنہا ہو گئے تو اس سے کہا: اے میرے ماموں! آپ نے ان لڑکوں کو کیسے دیکھا؟ اس نے جواب دیا: میں انہیں بہتر ہی دیکھا۔ حضرت یوشعؑ نے کہا کہ وہ باندیاں ہیں نہ کہ لڑکے۔ ان کے ماموں نے ان سے کہا: یہ آپ کو کہاں سے معلوم ہوا؟ انہوں نے جواب دیا: آپ نے ان کی آنکھوں کی خوبصورتی، ان کی پلکوں کی حرکت اور ان کی چال کو نہیں دیکھا؟ یہ (عام) لڑکوں کی فراست نہیں۔ اس نے کہا: اے ظالم! آپ نے اپنا دل اس میں کیوں مشغول رکھا؟ آپ محروم ہوئے ان لوگوں کے نزدیک، محروم پر ایک ہفتے تک پابندی ہے یہاں تک کہ وہ توبہ کرے۔ جب ہفتہ گزر جاتا ہے اور وہ توبہ کرتا ہے تو اس کی توبہ قبول ہو جاتی ہے اور وہ اسکو اس محرومی سے آزاد کر دیتے ہیں۔ پس حضرت یوشعؑ دسترخوان سے اُٹھے اور ایک ہفتہ تک (اس طرح) رہے اور اپنے ماموں کے پاس نہیں گئے۔ پھر انہوں نے گاؤں کے لوگوں کو جمع کیا اور انہیں اپنے بارے

میں آگاہ کیا اور اپنے کام کی نوعیت کی شناخت کرادی کہ ان کا کوئی جرم نہیں تھا جس کی وجہ سے وہ اس محرومی کے مستحق ہوتے۔

انہوں نے ان لوگوں سے مدد کی درخواست کی اور اپنے معاملے کو ان کے درمیان رکھ دیا۔ وہ ان کے ساتھ آگئے اور ان کے ماموں کو کھڑے نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ جب اس نے انہیں دیکھا تو ان کے سامنے اپنا ہاتھ جھٹک دیا۔ حضرت یوشعؑ وہاں سے غصّہ کی حالت میں نکلے اور گاؤں سے روانہ ہوگئے، یہاں تک کہ ایک (دوسرے) گاؤں آگئے جس کو کفر تخوم کہا جاتا تھا۔ اس گاؤں میں کپڑے رنگنے والا ایک شخص تھا جس کو شمعون کہا جاتا تھا۔ حضرت یوشعؑ نے اس سے مہمان نوازی کی درخواست کی تو اس نے ان کی مہمان نوازی کی۔ حضرت یوشعؑ نے اس کو اپنا اور اپنے ماموں کا تعارف کرایا تو اس نے ان کو اور ان کے مرتبے کو پہچانا۔ ان میں فہم اور فراست کو دیکھا اور ان کو اپنے ساتھ شامل کر دیا۔ یہی شمعون حضرت عمرانؑ کی زوجہ کا جناح تھا جس کا ذکر پہلے گزرا ہے۔ اس نے حضرت یوشعؑ سے عہد لیا اور ان کو کاریگری سکھانے کی طرف توجہ دی۔ یہ بات روایت کی گئی ہے کہ شمعون کو ایک دن کوئی کام درپیش ہوا تھا، وہ اس کی وجہ سے کہیں گیا ہوا تھا اور حضرت یوشعؑ کیلئے ملی جلی چیزوں کے مجموعے چھوڑ کر اس کو درست کرنے اور اس میں سے ہر چیز کو اپنی جگہ رکھنے کا حکم دیا تھا۔ حضرت یوشعؑ نے ان چیزوں کو جمع کیا اور ایک مٹکے میں رکھ دیا۔ جب شمعون آیا اور حضرت یوشعؑ کے کئے ہوئے کام کو دیکھا تو چیخا اور خود کو ملامت کرنے لگا۔ حضرت یوشعؑ نے ان کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ اس کا غصّہ ٹھنڈا ہوگیا تو اس سے کہا کہ آپ نے خود کو ملامت کیوں کیا؟ اس نے جواب دیا آپ نے میرے کام کو جو نقصان پہنچایا اور جس طرح سے کیا، اس وجہ سے، حضرت یوشعؑ نے اس سے کہا جلد بازی سے کام مت لو، ان کپڑوں کو جمع کردو جن کو رنگنا چاہتے ہو۔ اس نے انہیں ایک جگہ جمع کیا۔ حضرت

یوشعؑ اس کے ساتھ مہر و محبت سے پیش آنے لگے وہ ایک ایک کپڑے کو لیتے اور شمعون سے کہتے کہ اس کے مالک نے کون سا رنگ چاہا ہے؟ وہ ان سے کہتا تھا سرمئی رنگ۔ حضرت یوشعؑ اس کو مٹکے میں داخل کرتے اور اس میں سے اس عمدگی کے مطابق باہر نکالتے جس کو وہ چاہتا تھا۔ وہ اسی طرح ایک ایک کپڑے کو اسمیں داخل کرتے رہے یہاں تک کہ آخری کپڑے تک آئے اور (سارے) کپڑے اسی عمدگی کے ساتھ رنگ گئے جس کو وہ چاہتا تھا۔ اس وقت شمعون حضرت یوشعؑ کے کام سے حیران رہ گیا تو حضرت یوشعؑ نے اس سے کہا: پریشان مت ہو، میں وہ ہوں جس کا وصف کتابوں میں بیان ہوا ہے اور جس کے نام کی خبر حضرت جزقیلؑ بادشاہ نے دی ہے اور آپ لوگوں سے کہا ہے کہ کنواری حاملہ ہوگی اور ایک بیٹے کو جنم دے گی اور اس کا نام ربّ (پروردگار) رکھے گی۔ میں وہ ہوں جس کے بارے میں میرے باپ داوٗدؑ نے ان پر نازل کردہ کتاب کے پہلے باب میں خبر دی ہے اور آپ سے کہا ہے کہ اس کے پاس قومیں جمع ہوں گی، (مختلف) قبیلے آئیں گے اور خدا اس کا نام اپنا مسیح رکھے گا اور اس سے کہے گا: تو میرا بیٹا اور میں آج تیرا باپ ہوں۔ حضرت یوشعؑ نے اس کو ایسے واقعات بتائے کہ اگر ہم ان کی تفصیل میں جائیں تو ان کی تشریح طویل ہوگی۔ پھر کہا: اے شمعون میں وہ شخص ہوں جس کا وصف بیان کیا گیا ہے۔ شمعون نے بعد اس کے کہ حضرت یوشعؑ اسکے مستجیب تھے حضرت یوشعؑ پر ایمان لے آیا اور ان سے جو کچھ سنا اسکی تصدیق کی۔ حضرت یوشعؑ کو اس وقت تائید پہنچی، اس لئے انہوں نے اپنے آپ کو کسی والد سے منسوب نہیں کیا اسلئے کہ کلمہ سے (تائیدی) مادہ عقلِ کُل اور نفسِ کُل کے توسط سے ان کے پاس پہنچا تھا۔ ان کی پیدائش روحانی تھی۔ وہ ایک عرصے تک شمعون کی تربیت کرتے ہوئے اس کیساتھ رہے۔ پھر اسکے پاس سے چلے گئے اور اس کو امرِ (نبوت) کو پوشیدہ رکھنے کو کہا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: ”اَلَّا

تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيّاً'' (۱۹:۱۰)۔ تم پوری تین راتوں میں لوگوں سے بات نہیں کرو گے۔ نیز فرمایا ہے: ''اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْماً فَلَنْ اُکَلِّمَ الْیَوْمَ اِنسِیّاً'' (۱۹:۲۶)۔ مریم نے کہا میں نے خدا کے حضور روزے کی نذر مانی ہے سو میں آج کسی انسان سے بات نہیں کروں گی۔ حضرت یوشعؑ ایک طویل سیاحت پر گئے تھے۔ ان کی خبر لوگوں میں پھیل گئی۔ اور ان کی طلب زیادہ ہوگئی۔ روایت کی گئی ہے کہ ان کے ماموں اپنے شاگردوں کی ایک جمعیت میں ملکوں میں ان کو طلب اور تلاش کرنے کے لئے بیتُ المقدس سے نکلا۔ اور ان کی تلاش میں قافلہ روانہ کیا۔ وہ جس شہر اور گاؤں میں بھی داخل ہوتا تھا تو اسمیں حضرت یوشعؑ کے ایک شاگرد کو پاتا تھا۔ روایت کی گئی ہے کہ وہ ایک دن طبریہ نامی علاقے میں حضرت یوشعؑ کے پاس پہنچا اور اپنے خیال کے مطابق ان کے اور ان کے شاگردوں کے ساتھ سختی سے پیش آیا، اور وہ ان کو بیتُ المقدس لیجانے کی غرض سے وہاں سے نکلا تھا، حضرت یوشعؑ بھاگ گئے۔ اسکو حضرت یوشعؑ اور ان کے شاگردوں سے کچھ حاصل نہ ہوا۔ اہلِ ادیان کے معتبر لوگوں کے نزدیک یہ حضرت یوشعؑ کے مشہور دن ہیں۔ ہم نے (اس باب کے) شروع میں ان کی ولادت کے ظاہر کے بارے میں روایات بیان کی ہیں، اگر خدا نے چاہا تو ابھی ہم خدا کی مرضی اور مدد سے ان کے باطن کا ذکر شروع کریں گے۔

تاویلِ قصّۂ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

روایت کی گئی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی سیاحت جسے وہ اور ان کے شاگرد کرتے تھے، صرف ایک دارِ ہجرت کی طلب میں تھی جس کو وہ نصب کرنا، اس میں پناہ لینا اور اس میں خدا کے امر اور عدل کو قائم کرنا چاہتے تھے، جیسے احکامِ شرائع، یعنی چور کا ہاتھ کاٹ دینا، زانی کو کوڑے مارنا اور مجرموں کے ظاہری اجسام پر ظاہری حدود کا قائم کرنا، جیسے اعمال کو ظاہراً عمل میں لاتے۔ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے شاگردوں کو زمین کے جزیروں میں پھیلا دیا تھا، وہ سیاحت کرتے رہے یہاں تک کہ خدا نے انہیں اپنی طرف بلند کیا لیکن اُن کیلئے دارِ ہجرت مقرر نہ ہو سکا۔ جب ان کی طلب طویل ہوگئی اور ان کا وہ کام مکمل نہیں ہوا جس کو وہ چاہتے تھے تو انہوں نے اپنی حکمت کو اپنے وصی کی ذات میں بطورِ امانت رکھا اور اپنی نشانی کو اس ہستی کے برپا ہونے کے دن تک اپنی صلیب میں پوشیدہ رکھا جو اس کو ظاہر کرنے والی ہے۔ روایت کی گئی ہے کہ دنیا ان کے لئے ایک حسین ترین عورت کی صورت میں ظاہر ہوگئی تھی۔ ایک دوسری روایت کے مطابق وہ سیاہ وسفید بالوں والی ایک بوڑھی عورت کی صورت میں ظاہر ہوگئی تھی۔ حضرت عیسیٰؑ نے اس سے کہا: تم مجھ سے کیا چاہتی ہو؟ اس نے جواب دیا: میں آپ سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔ انہوں نے اس سے پوچھا: اس وقت تک تو نے کتنوں سے شادی کی ہے؟ اس نے کہا: بہت سے لوگوں سے جن کا عدد میں شمار نہیں کر سکتی۔ آپ نے اس سے فرمایا: کتنے لوگوں نے تجھے طلاق دی ہے؟ اس نے جواب دیا:

میں نے سب کو فنا کر دیا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے اسے کہا: تیرے باقی ماندہ شوہروں کی بربادی ہو، وہ گزرے ہوئے شوہروں سے عبرت حاصل کیوں نہیں کرتے؟ ان سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے فرمایا: خدا نے دنیا کی طرف وحی بھیجی اور اس سے فرمایا: جو تیری خدمت کرے تو اس کو اپنا غلام بنالے اور جو میری خدمت کرے تو اس کی خدمت کر۔ ان کی اپنے حواریوں کو وصیت تھی: آپ اپنے ادیان کی سلامتی کیساتھ دنیا ترک کرنے پر راضی ہو جاؤ جس طرح دنیا والے اپنی دنیا کی سلامتی کے ساتھ دین ترک کرنے پر راضی ہوئے ہیں۔ اور بُرے کاموں سے انکار اور ان سے دُوری اختیار کر کے خدا کے محبوب بن جاؤ۔ حواریوں نے کہا: اے ہمارے آقا! ہم کس کیساتھ بیٹھیں؟ انہوں نے جواب دیا: آپ اس شخص کیساتھ بیٹھیں جس کو آپ جب بھی دیکھیں تو وہ آپ کو خدا کی یاد دلائے، جب آپ اسے بولنے کے لئے کہیں، تو وہ آپ کی نیک نیتوں میں اضافہ کرے اور جب آپ اس کے ساتھ معاملات رکھیں تو وہ آپ کو آخرت کی طرف راغب کردے۔ حضرت عیسیٰؑ تینتیس (۳۳) سال تک دارِ ہجرت طلب کرتے ہوئے ملکوں میں سیاحت کرتے رہے اور اپنے دشمنوں سے ایک ملک سے دوسرے ملک بھاگتے رہے۔ جب ان کی موت قریب آئی اور انہوں نے وہ نہ پایا جس کو چاہا تھا اور ان کے لئے یہودیوں کی تلاش نے شدت اختیار کی، تو انہوں نے خود سے پہلے گزرے ہوئے پیغمبروں کی طرح اپنے شاگردوں کو جمع کیا اور وصایت حضرت شمعونؑ کے حوالے کردی۔

جہاں تک تاویل نے جو کچھ بیان کیا ہے اسکے مطابق حضرت عمرانؑ صاحبِ وقت اور ان (کی تربیت) کے متحق تھے، جیسا کہ ان کے متعلق بات پہلے گزری ہے۔ ان کی زوجہ ان کی نص کردہ حجت تھیں۔ حضرت عمرانؑ کو یہ نام دعوت کو آباد کرنے اور اس کے حدود جمع کرنے کی وجہ سے دیا گیا تھا۔ حضرت مریمؑ (سے مراد) حضرت عمرانؑ کی

زوجہ کا ایک جناح تھا اس کو تانیث کا نام دیا گیا اس لئے کہ وہ ایک جناح تھا، اس کے رزق میں کشادگی کی جاتی تھی، یہاں تک کہ وہ حدِ نقابت تک پہنچ گیا جو کہ تذکیر کا مرتبہ ہے۔ یہ اس کے رزق میں کشادگی کی وجہ سے تھا۔ حجت کا مریمؑ جیسا فرزند نہیں تھا۔ ان کی روح نے اپنے دَور کے ربّ کی زندگی میں ان کے حضور فریاد وفغان کی تھی اور اپنی جگہ اپنے فرزند کو مقرر کرنے کی درخواست کی تھی۔ ان کے قول میں اللہ نے جو کچھ بیان فرمایا ہے یہ ہے: "اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ" (۳:۳۵)۔ میں نے اپنے شکم میں موجود بچے کو تیری نذر کی ہے پس تو اس کو قبول فرما۔ مراد یہ کہ تو ان کی آوازوں کو سنتا ہے جو تیرے حضور میں دعا کرتے ہیں اور ان کا قول: "رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰی" (۳:۳۶)۔ اے میرے پروردگار میں نے لڑکی کو جنم دیا ہے۔ مراد یہ کہ میں نے ایک جناح کو (تیرے) قریب کیا ہے جو کہ لڑکوں کے مرتبے تک نہیں پہنچا ہے اور ان کا قول: "وَلَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی" (۳:۳۶)۔ لڑکا لڑکی کی طرح نہیں ہوتا کہتی ہیں کہ جناح لاحقوں کے مرتبے میں نہیں ہوتا: "وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ" (۳:۳۶)۔ اور میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے۔ کہتی ہیں کہ میں نے اس کو مُتَمّ کے نام پر پالا ہے اور اس کے لئے مُتَمّ سے ظاہری سبب کو بنایا ہے۔ پس انہوں نے اسکو میری طرف سے اپنے حضور میں مقرر کیا ہے: "وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ" (۳:۳۶)۔ اور میں اس کو اور اسکی اولاد کو راندہ شیطان سے تیری پناہ میں رکھتی ہوں، کہتی ہیں کہ میں اسکے معاملے کو تیرے سپرد کر دیتی ہوں تاکہ تو اس کے جاری نور کے حصے (کے پہنچا دینے) کی ذمہ داری ایک ایسے وقت میں سنبھال لے جسمیں میری تائید تیرے لواحقوں کو پہنچتی ہے جس سے اس کے اہلِ دعوت کا گزارا ہو۔ پس وہ اس مادہ سے قیاس کو وہم میں القاء کرنے والے ضد سے بے نیاز ہو جائیں اور یہ کمزوری کی حالت میں مستجیبوں کے لئے ہے۔

اس خطاب کے وقت حضرت عمرانؑ کی زوجہ کے پروردگار نے حضرت مریمؑ کو ان کی طرف سے اپنے حجّت کے طور پر اچھی طرح سے قبول کیا اور حضرت مریمؑ کو ان کی جگہ مقرر کیا۔ نیز حضرت عمرانؑ نے حضرت زکریاؑ کو اپنے حجتوں پر نگران مقرر کیا اور ان کو اپنے اور لواحق کے درمیان واسطہ بنایا اور ان کو حضرت مریمؑ کی کفالت کرنے کیلئے کہا، پس اس داعی کی حجّت (دلیل حقیقت کے) قریب ہوگئی اور اس کا مرتبہ بلند ہوگیا۔ حضرت زکریاؑ کو اپنے حصّے کی تائید پہنچتی تھی۔ وہ وقت فترت کا تھا۔ صاحبِ وقت کے برپا ہونے کیلئے آنکھیں کھلی ہوئی تھیں (انتظار کر رہی تھیں) اسلئے کہ وہ انہی حضرت عمرانؑ کی دعوت سے ظاہر ہونے والے تھے اور لوگ نہیں جانتے تھے کہ وہ حضرت عمرانؑ کے ابواب میں سے کس باب سے آئیں گے۔ جب حضرت عمرانؑ کے دنیا سے جانے کا وقت قریب آگیا تو انہوں نے خدا کے راز اور اسکے پیغمبروں کی میراث کو حضرت زکریاؑ کے سپرد کر دیا۔ نقباء کو ان کی اطاعت کرنے کا حکم دیا اور ان کو بتا دیا کہ ناطق ان کی دعوت سے ظاہر ہونے والے ہیں۔ اور ان کو ناطق کا انتظار کرنے کی تاکید کی۔ ان میں سے ہر ایک اپنے داعیوں کو تلاش کرتا تھا اور کہتا تھا شاید خدا اس کے ذریعے مجھے شمار کرلے۔

قصّۂ حضرت زکریا علیہ السلام

حضرت زکریاؑ خدائے عزّوجلّ کے حکم سے برپا ہوئے اور ایک جناح کو اپنے حضور میں مقرر کیا، اور بلند کیا جس طرح حضرت داوٗدؑ نے اپنے حجّت حضرت اوریا بن حنان کو بلند کیا تھا۔ یہ جناح بہت اچھا عبادت گزار تھا۔ حضرت زکریاؑ اس کی وجہ سے آزمائش میں پڑ گئے جسطرح حضرت داوٗدؑ حضرت اوریا کی بیگم کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا ہو گئے تھے۔ حضرت زکریاؑ کو اپنے مُتمّ کے خیال سے ہر روز و شب جو کچھ (تائیدی) حصّہ پہنچتا تھا، اس سے وہ اپنے نقباء کے علم میں اضافہ کرتے تھے۔ ان میں سے ہر نقیب ان کو فرمائے ہوئے امر کے مطابق اپنے (تائیدی) حصّے کی مدد سے اپنے داعیوں کی تلاش اور انتظار ترک نہیں کرتے تھے تاکہ وہ نقباء جانیں کہ کس باب سے صاحبِ امر آتے ہیں جیساکہ اس کے بارے میں وصیت کی گئی تھی۔ جب اس جناح کا کام پختہ ہو گیا جو کہ شمعونؑ تھا اور جس کے بارے میں پہلے ذکر گزرا ہے، تو ناطق اس کی دعوت میں آئے جیساکہ ہم نے کہا۔ خدا نے ناطق کی وجہ سے ان حدود کو چھوڑ کر صرف اسے منتخب کیا جو اس پر بلند کئے گئے تھے۔ اس کو خدا نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے کہ حضرت زکریاؑ ایک دن اس کے پاس آئے وہ (اسوقت) اپنے حجرے میں تھا حضرت زکریاؑ نے اسکا جائزہ لیا اور اسکو تائید کا حصّہ حوالہ کیا۔ انہوں نے اس کے پاس وہ کچھ پایا جسے اس نے حوالہ نہیں کیا تھا۔ حضرت زکریاؑ اسکی وجہ سے بے چین ہو گئے۔ ان کے قول کے بارے میں (قرآن میں) آیا ہے: ’’قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ

مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ" (۳۷:۳)۔ زکریا نے کہا اے مریم! یہ آپ کے پاس کہاں سے آیا؟ اس نے جواب دیا: یہ خدا کے پاس سے آیا ہے، آپ کی طرف سے نہیں۔ اہلِ تفسیر نے کہا ہے کہ حضرت زکریاؑ، حضرت مریمؑ کے پاس موسمِ گرما میں موسمِ سرما کے پھل اور موسم سرما میں موسمِ گرما کے پھل تر و تازہ حالت میں پاتے تھے، یعنی انہوں نے حضرت مریمؑ کے پاس اپنے پاس پائے جانے والے بیان سے اعلیٰ آشکار بیان کو پایا تھا، جو اسکو متم کے خیال کی برکت سے ملا تھا جو اس کے پاس آیا تھا۔ اس وقت حضرت زکریاؑ کے لئے ثابت ہو گیا کہ امر ان سے داعی کی طرف لوٹ گیا ہے اور ناطق اسکی دعوت میں ظاہر ہونگے۔ اس وقت انہوں نے اپنے قول کے مطابق اپنے داعیوں کو مقرر کیا: "فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوْبَ" (۱۹: ۵-۶)۔ پس تو مجھے اپنے پاس سے ایک ولی عنایت کر جو میرا اور یعقوب کی آل کا وارث ہو جائے۔ نیز ان کا قول: "قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ" (۳۸:۳)۔ کہا اے میرے پروردگار! تو اپنے پاس سے مجھے ایک پاک ذریت عطا فرما۔ یقیناً تو دعا کو سننے والا ہے۔ یہ دعا ان سے امر کے لوٹ جاتے اور (تائیدی) مادہ کے منقطع ہو جاتے وقت تھی، جس طرح امر حضرت شعیبؑ سے حضرت یوشع بن نونؑ کی طرف اس وقت لوٹا تھا جب حضرت موسیٰ حضرت یوشعؑ کی دعوت میں آئے تھے۔ اس وقت حضرت شعیبؑ کی آنکھیں تاریک ہو گئی تھیں۔ اس طرح جب امر اپنے فرزند حضرت عیسیٰؑ کی جہت سے حضرت مریمؑ سے وابستہ ہوا، تو حضرت زکریاؑ سے (تائیدی) مادہ منقطع ہو گیا۔ اس وقت انہوں نے اپنے پروردگار کے حضور میں اس ہستی کے عطا کرنے کی دُعا کی جو حضرت مریمؑ کی جگہ برپا ہو جائے اور وہ منافقین کے مقابلے میں طاقتور ہو۔ ان کے اِس قول کو خدا نے حکایتہً بیان کیا ہے: "رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا" (۱۹: ۴)۔ اے میرے پروردگار! میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور سر کے بال بھی سفید

ہو گئے ہیں۔ یہ حالت ان کے اہلِ دعوت کے وہاں تھی جن کے سبب سے ان کی سرداری تھی۔ انہوں نے حضرت زکریاؑ سے (تائیدی) مادہ اور برکت جو کہ آنجنابؑ کے ہاتھ پر ان کی طرف جاری تھی، کے منقطع ہو جاتے وقت ان کے ساتھ منافقت کی، اس وقت انہوں نے آنجنابؑ کے متعلق ہر عیب اور گناہ کی باتیں کیں۔ اس وقت خدا نے اپنے فرشتوں سے حضرت زکریاؑ کی مدد کی، وہ اپنے حجرے میں کھڑے نماز پڑھتے تھے اور اپنے داعیوں کی تلاش میں تھے، اس دوران فرشتوں نے ان سے کہا: "اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًاۢ بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ" (۳۹:۳)۔ خدا آپ کو یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے وہ خدا کے ایک کلمے (حضرت عیسیٰؑ) کی تصدیق کرے گا۔ یعنی وہ صاحبِ دَور کے پوری طرح سے پرورش پانے تک آپ کی جگہ برپا ہوگا اور خدا اسکے ذریعے دو اصولِ دین (عقلِ کُل اور نفسِ کُل) سے آپ کے کام کو تقویت بخشے گا۔ چنانچہ خدائے عزّوجلّ کا ارشاد ہے: "وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ" (۳۹:۳)۔ وہ سردار، خواتین سے بے رغبت، نبی اور نیکوکاروں میں سے ہوگا۔ یعنی اس کا مرتبہ تمام حدود سے بلند ہوگا اور اس سے صاحبِ زمان (ناطق) کو مرتبے کی سپردگی واقع ہوگی اور اسکے ہاتھ سے وہ شریعت منقطع ہوگی جس کی آپ دعوت دیتے ہیں۔ پھر فرشتے اس قول کے ساتھ حضرت مریمؑ کی طرف متوجہ ہو گئے: "اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ" (۴۲:۳)۔ یقیناً خدا نے آپ کو برگزیدہ اور پاک کیا ہے۔ یعنی اس نے آپ کا درجہ تمام حدود سے بلند کیا ہے۔ پھر خدا نے اس قول کو مریمؑ کے لئے الگ سے بیان فرمایا: "يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ" (۴۳:۳)۔ اے مریم! تو اپنے پروردگار کی فرمانبرداری اور سجدہ کر اور رکوع کرنے والوں کیساتھ رکوع کر۔ یعنی اپنے امام کے خیال کیلئے فروتنی ترک مت کر دے جنہوں نے تجھے اپنے حدود تک پہنچا دیا ہے اور تیرے درجے کو ان پر بلند کیا ہے۔ جب حضرت مریمؑ کی بات مشہور ہوگئی تو ان کے بارے میں نقیبوں

نے حضرت زکریاؑ کے ساتھ جھگڑا کیا اور کہا: ہم اس کی پرورش کرنے میں آپ سے زیادہ حقدار ہیں۔ یہ حضرت زکریاؑ سے (تائیدی) مادہ منقطع ہو جانے کی وجہ سے تھا۔ ان کے معاملے کو کتاب نے قولِ خدا کے طور پر بیان کیا ہے: "وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ" (۳:۴۴)۔ اور اے محمدؐ! تم ان کے جھگڑتے وقت ان کے پاس نہیں تھے۔ انہوں نے اپنے، حضرت زکریاؑ اور حضرت مریمؑ کے قلموں کو لیا اور ایک بہتے پانی کے پاس بیٹھ گئے اور اپنے ایک نقیب کو نہر کے شروع کے حصّے تک بھیجا، اس نے قلموں کو نہر میں ڈال دیا۔ حضرت زکریاؑ کا قلم ان کے پاس نکل آیا پھر حضرت مریمؑ کا قلم نکلا، یہ کہ خدا نے حضرت زکریاؑ کیلئے اپنے مُتمّ کے خیال کے ذریعے (علم کا دروازہ) کھول دیا، اور انکی طرف (تائیدی) مادہ کو لوٹا دیا اور ان سے پہلے ان جیسے گزرے ہوئے پیغمبروں کی جاری شدہ عادت کے مطابق انہیں اپنا کام مکمل ہونے تک مریمؑ کی کفالت کرنے کا حکم دیا۔ اگر حضرت زکریاؑ متم ہوتے جیسا کہ عام شیعوں کا خیال ہے تو نقباء حضرت مریمؑ کی کفالت کے بارے میں ان سے نہ جھگڑتے، مثال کے طور پر یہ کہا گیا ہے کہ جس نے کسی کو اس کے اصل مرتبے کے علاوہ کسی مرتبے تک بلند کیا تو اس کی شان گھٹائی اور جس نے اسکی تعریف کی تو وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے اسکو (مرتبے سے) گرا دیا اور اس کو اپنے مرتبے سے دور رکھا وہ (ایسی تعریف سے) اس کو گرانا چاہتا ہے۔

پھر خیال (جبرائیل) نے حضرت مریمؑ سے دوبارہ بات کی اور کہا: "إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ" (۳:۴۵)۔ یقیناً خدا تجھے اپنی طرف سے ایک کلمے کی بشارت دیتا ہے اس کا نام مسیح ہوگا۔ فرماتا ہے کہ مسیح اپنے نام سے (گذشتہ) دعوتوں کو مٹائے گا اور پوشیدہ (علوم) ظاہر کرے گا۔ جب حضرت مریمؑ نے اس گفتگو کو سنا تو حسد کے خوف سے اسے لاحقوں سے پوشیدہ رکھا، اسکو خدا نے انکے متعلق بیان فرمایا ہے: "وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا" (۱۹:۱۶)۔ اور کتاب میں مریم کا

بھی تذکرہ کرجب وہ اپنے گھر والوں سے الگ ہو کر مکان کے مشرقی حصّے میں بیٹھ گئی تھی۔ انہوں نے اپنے اور لاحقوں کے درمیان ایک پردہ رکھا تھا۔ ہم نے اس کتاب میں باتوں کو مختصر طور پر بیان کیا ہے ان میں عقل والوں کیلئے بہت کچھ ہے، ہم حضرت زکریاؑ اور حضرت یحییٰؑ کے قصّے کی طرف واپس آتے ہیں۔ وہ یہ کہ خدا نے حضرت زکریاؑ کی طرف مرتبے کو حضرت یحییٰؑ کے سپرد کر دینے کی وحی بھیجی انہوں نے اپنے نقیبوں کو جمع کیا اور ان کی موجودگی میں مرتبے کو حضرت یحییٰؑ کے سپرد کر دیا اور انہیں حضرت یحییٰؑ اور خود پر گواہ بنایا اور انہیں حضرت یحییٰؑ کو سننے اور ان کی اطاعت کرنے کا حکم دیا نیز انہیں صاحبِ زمان (ناطق) کے ظہور تک دعوت قائم کرنے کے لئے فرمایا۔

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قصّہ حضرت یحییٰ علیہ السلام

حضرت یحییٰؑ خدا کے امر اور وحی سے برپا ہوئے۔ یہ بات روایت کی گئی ہے کہ جب حضرت مریمؑ کا فرزند (حضرت عیسیٰؑ) بڑے ہو گئے اور پرورش پائی تو ان کی ماں نے انہیں ایک رنگریز کے سپرد کر دیا، جس کا ذکر ہو چکا، یعنی جب انہوں نے اپنی ماں کے ظرف میں موجود علم کو مکمل طور پر حاصل کر لیا تو ماں نے انہیں (دعوت میں) مقرر کرتے وقت حضرت یحییٰؑ کے سپرد کر دیا۔ یہ بات بھی روایت کی گئی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ، حضرت یحییٰؑ کے پاس آتے تھے اور ان سے مستفید ہوتے تھے۔ حضرت یحییٰؑ ان کو پہچانتے تھے، ان کی تعظیم بجا لاتے تھے اور ان کی ہیبت محسوس کرتے تھے۔ یہ ذرا ذرا ان سے کلمہ کا نور وابستہ ہونے کی وجہ سے تھا۔ یہ بات بھی روایت کی گئی ہے کہ ایک دن حضرت عیسیٰؑ اردن کے دریا پر ان کے پاس آئے، وہ لوگوں کے ایک گروہ کو بپتسمہ دینے میں مشغول تھے۔ حضرت عیسیٰؑ ان کے نزدیک ہوئے اور ان سے درخواست کی کہ وہ ان کو بھی بپتسمہ دیں جس طرح ان لوگوں کو بپتسمہ دیتے ہیں جو ان کے سامنے ہیں۔ حضرت یحییٰؑ نے کہا: کیا غلام کیلئے جائز ہے کہ وہ اپنے آقا کو بپتسمہ دے؟ میرے لئے اس شخصیت کو بپتسمہ دینا کس طرح ممکن ہے جو مجھ سے بہتر ہو؟ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا: جہاں تک آج کا تعلق ہے، آپ کیلئے ہے، اور جہاں تک کل کا تعلق ہے، وہ کسی اور کیلئے ہے۔ پس انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو بپتسمہ دیا پھر حضرت عیسیٰؑ واپس ہو گئے۔ حضرت یحییٰؑ نے ان کی ذات میں جو کچھ دیکھا اس کی وجہ سے حیران رہ گئے۔ پھر وہ

اپنے اصحاب کے پاس آئے اور ان کیلئے حضرت عیسیٰؑ کی فضیلت بیان کرنے لگے اور ان سے جو کچھ ہونا تھا اسکو بھی بیان کیا۔

جب حضرت عیسیٰؑ کی عمر کے تین ہفتے (اکیس سال) مکمل ہو گئے تو حضرت یحییٰؑ کے پاس آئے۔ انہوں نے ایک سفید کبوتر کو حضرت عیسیٰؑ کے سر میں ڈوبتے دیکھا، (بعدازاں) انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو پیغام بھیجا کہ آپ آنے والے ہیں یا ہم آپکے علاوہ کسی اور (کے آنے کی) توقع رکھیں؟ جب ان کی عمر کے چار ہفتے (اٹھائیس سال) مکمل ہو گئے تو پھر حضرت یحییٰؑ ان کے پاس آئے اور (مرتبہ) ان کے سپرد کر دیا۔ یہ کام ان کو تائید کے پہنچتے وقت تھا۔ روایت کی گئی ہے کہ جب انہیں (علوی) مواد پہنچا تو حضرت یحییٰؑ نے انہیں (مرتبہ) سپرد کر دیا، انہوں نے اپنے شاگردوں کو جمع کیا، ان میں سے ہر ایک کو اس کا (تائیدی) حصہ عنایت کیا اور انہیں زمین کے جزیروں میں تقسیم کیا (تاکہ) وہ ان کیلئے دارِ ہجرت طلب کریں اور وہ اسے دارِ ہجرت مقرر کریں۔ آنجنابؑ اور ان کے ساتھ جو مؤمنین تھے وہ ان کے لئے ایک دارِ ہجرت کو طلب کرتے ہوئے زمین میں سیاحت کرتے رہے۔ پھر آنجنابؑ نے بنی اسرائیل میں بھرپور طریقے سے دعوت کی، بنی اسرائیل میں سے ان لوگوں نے ان کی دعوت کو قبول کیا، جن کے پاس (آسمانی) کتاب کا علم تھا۔ وہ ان کا انتظار کرتے تھے انہوں نے آنجنابؑ پر ایمان لایا۔ وہ وہی لوگ تھے جن کا خدائے عزّوجلّ نے اپنے قول میں ذکر فرمایا ہے: "فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ وَ كَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ" (۱۴:۶۱)۔ بنی اسرائیل کے ایک گروہ نے ایمان لایا اور ایک گروہ نے کفر کیا۔ کفر کرنے والے ہر اُمت کے رذیل لوگ ہوتے ہیں۔ خدا نے ان سے ابلیس کا گروہ اور رائے اور قیاس والے لوگ مراد لیا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان جاہلوں کو (دوسروں کو) حق سے دُور کر دینے اور اس (حق) سے جاہل رہنے کی وجہ سے یہود کا نام دیا۔ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کا انکار کیا۔ جب انہوں نے

دیکھا کہ آنجنابؑ نے حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی کو صلیب سے، بیتُ المقدس کے قبلہ کو شروق سے، ختنہ کو، سر کے درمیانی حصّے کو منڈھانے سے، ہفتے کو اتوار سے اور سال بھر کے ایک دن کے روزے کو سات ہفتوں سے بدل دیا ہے، نماز کو تبدیل کیا ہے اور اسمیں سجدہ کو ساقط کر دیا ہے، شادی کے حکم کو (بھی) تبدیل کیا ہے وہ یہ کہ انہوں نے طلاق کا حکم نہیں دیا ہے، اور نہ ایک عورت کے ہوتے ہوئے دوسری کسی عورت سے شادی کا حکم دیا ہے، عورت اپنے شوہر سے الگ نہیں ہوگی مگر زنا کرنے کی وجہ سے۔ وہ توریت کے حکم کے مطابق (اپنے) بھائی کی میراث کو پاتی تھی، اس بارے میں قول پہلے گزرا ہے پھر انہوں نے اس تبدیلی کے بعد توریت کے (دیگر) احکامات کو قائم رکھنے کا حکم دیا۔ پھر ان لوگوں سے فرمایا کہ یہ احکامات انجیل کے موافق ہیں۔ انہوں نے کہا کون سی موافقت ہمارے درمیان دکھائی دیتی ہے جبکہ آپ نے توریت کے تمام احکامات اور اس میں سے ان حدود کو معطل کر دیا ہے۔ روایت کی گئی ہے کہ وہ اپنی سیاحت کے دوران ایک قریہ سے گزرے۔ انہوں نے اپنے حواریوں کو اسمیں داخل ہو جانے کا حکم دیا اور خود اس کے باہر ان کے انتظار میں بیٹھ گئے۔ (اس دوران) انہوں نے ایک خاتون کو دیکھا اور اس سے پانی پلانے کی درخواست کی، خاتون نے اس سے انکار کیا۔ انہوں نے اس سے فرمایا: اگر آپ جانتی کہ کس نے تجھ سے پانی پلانے کی درخواست کی ہے تو تُو اس سے اس پانی کے پلانے کی درخواست کرتی جسمیں سے اگر تو ایک گھونٹ بھی پی لیتی تو کبھی بھی نہ مرتی۔ اس نے آپ سے کہا: کیا آپکا پانی حضرت یعقوبؑ کے کھودے ہوئے اور حضرت یوسفؑ کو دئے ہوئے کنویں کے پانی سے بھی بہتر ہے؟ انہوں نے فرمایا: جو اس کنویں کا پانی پیئے گا، مرے گا اور جو میرا پانی پیئے گا، زندہ ہو جائے گا۔ انہوں نے اس عورت کے علاوہ دیگر لوگوں سے فرمایا: جو اس روٹی کو کھائے گا جو میرے پاس ہے، وہ کبھی نہیں مرے گا۔ اسرائیلیوں نے کہا: ہمارے آباء واجداد

پر مَن و سلویٰ نازل کیا گیا تھا، وہ مر گئے اور آپ ہیں کہ جو آپ کی روٹی کو کھائے وہ کبھی نہیں مرے گا۔ آنجنابؑ نے ان سے فرمایا: یہ روٹی آسمان سے نازل کی گئی ہے۔ پھر ان سے مخاطب ہوئے: جو میرے گوشت اور خون کے ذریعے میری قربت چاہتا ہو تو وہ اس اشارے کے وقت نصاریٰ کے پاس جائے۔ گوشت تو صرف اس روٹی سے پیدا ہوتا ہے اور خون شراب پینے سے۔ اس وجہ سے وہ لوگ روٹی کے آٹے کو شراب سے گھوند کر روٹی کی ایک ٹکیہ بنانے لگے اور اس کے ذریعے (خدا کی) قربت چاہنے لگے۔ جس نے اپنے دین میں کوئی بدعت پیدا کی تو انہوں نے اسکو قربانی سے روکا۔ اگر وہ اپنی اس بدعت سے باز آیا تو اس کو قربانی میں سے دیا۔ اس وجہ سے یہود نے حضرت عیسیٰؑ کے اس اشارے سے آگاہ ہوتے وقت جو کہ پہلے گزرا تھا، ان لوگوں سے برائی کو منسوب کیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ وہ اس کو آنجنابؑ کے بعد قربانی کے طور پر لے رہے ہیں اور ان پر الزام لگایا کہ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو صلیب زدہ حالت میں ان کی ران کے گوشت کو لیا، اس کو سکھا کر کھرل کر کے آٹا بنا لیا، اس کو (دیگر) آٹے کیساتھ ملایا، پھر اس کو شراب سے گوندھ کر اس سے روٹی کی ایک ٹکیہ بنائی ہے۔ عجب نہیں کہ یہ رسم سالوں کے گزرنے اور نسلوں کے مر جانے کے پورے عرصے میں کتنی دفعہ ہوتی ہو۔

جب ان کی سیاحت طویل ہوگئی اور وہ ایک دارِ ہجرت جس میں وہ پناہ لیتے اور یہود کیساتھ جہاد کرتے، کو مقرر نہ کر سکے تو انہوں نے اپنے شاگردوں کیلئے اپنی ظاہری حکمت کو قائم کیا اور اس کو ضرب الامثال سے بھر دیا۔ ان میں سے نماز کے آداب اور اسمیں آدمی جو (خدا کی) قربت چاہتا ہے اور تین اقانیم کی معرفت ہے جن کو (ہر) عیسائی نماز سے فارغ ہونے کے بعد صلیب کی شکل میں اپنے چہرے پر نشان بنواتا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے اپنی پوشیدہ حکمت کو اپنی صلیب میں رکھا جیسے وہ زنار جسے وہ اپنے کمروں پر

باندھتے ہیں، قربانی جس کے ذریعے وہ (خدا کی) قربت حاصل کرتے ہیں اور عمودی حد، ان سب میں جو حکمت تھی اس کو انہوں نے لیا۔ اور حضرت عیسیٰؑ نے ان کو بجا لانے کا عہد ان سے لیا۔ ان فرائض میں سے جس نے بھی ذرا سے فرض کو ترک کر دیا اس کو گناہ قرار دیا یہ سب کچھ ان کے دارِ ہجرت نہ ہونے کی وجہ سے تھا جس میں پناہ لیتے۔

جہاں تک یہ بات کہ انہوں نے تین اقانیم میں نصرانی دین کی علامات کا اشارہ کیا تو یہ تین حدود کی طرف اشارہ تھا، ان کے بعد سات، پھر بارہ حدود کی طرف اشارہ تھا۔ حضرت عیسیٰؑ نے انہیں اپنے بیان کردہ حکمت کو ظاہر کیلئے برپا کیا اور اس حکمت کے ظاہر کے لئے ایک موجوب دین کو بنایا اور اس کے باطن کیلئے ایک مکسوب علم کو۔ لوگوں نے ظاہر کی پیروی کی اور اس کی انتہا تک گئے اور اس پر اپنے دین کو قائم کیا۔ انہوں نے اس دروازے سے داخل ہونے پر اکتفا کیا جس کی جانب سے عذاب تھا اور اس دروازے کو چھوڑ دیا جس کی جانب سے رحمت اور ثواب تھا۔ اس لئے کہ ہر ظاہر تعلیم کو واجب کرتا ہے اور باطن، طلب کو۔ اس لئے رسولِ خدا حضرت محمد مصطفیٰؐ نے اپنی اُمت کو اپنے قول سے اشارہ فرمایا: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ۔ علم کو طلب کرنا ہر مؤمن مرد اور عورت پر فرض ہے۔ پس رسولؐ نے علم کی طلب کو فرائض میں سے ایک فرض قرار دیا۔ (اُمت کے) لوگوں کے پاس نہ معرفت تھی نہ ان میں اس علم کی شناخت کی طلب کیلئے حرکت کرنے کی قوت تھی جس کو آنحضرتؐ نے ان پر فرض کیا تھا۔ بلکہ انہوں نے اس کو چھوڑ کر تاریک نشانیوں کو مقرر کیا اور وہ اس علم اور ان کے درمیان حائل ہوگئیں اور وہ اس کی شناخت سے گمراہی میں پڑ گئے اور اپنی آرا اور قیاس کی طرف لوٹ گئے۔

جہاں تک تین اقانیم کی بات ہے جن کی طرف حضرت عیسیٰؑ نے اس وقت باپ، بیٹے اور روحُ القدس سے اشارہ فرمایا تھا، ان کا اشارہ دو علوی حدود کی طرف تھا

جو کہ سفلی حدود کیلئے دو جڑوں (کی حیثیت) سے ہیں۔ جہاں تک روح القدس کی بات ہے تو وہ ان سے جسمانی حدود کے لئے جاری مادہ ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کا اشارہ اسکی طرف تھا اس لئے کہ آنجنابؑ کا مادہ اس روح سے تھا، یہ جسمانیت میں ان کے والد کا (اس مرتبے پر) نہ ہونے کی وجہ سے تھا اور نہ انہوں نے مرتبے کو والد سے حاصل کیا تھا۔ سو انہوں نے خود کو روح سے منسوب کیا، یہ ان سے پہلے ان کے (دینی) والد حضرت آدمؑ کے مرتبے کے سبب سے تھا اس لئے وہ مرتبہ اور شرف میں حضرت آدمؑ جیسے ہو گئے۔ انہوں نے مشرق کو اپنا قبلہ مقرر کیا، یہ قبلہ کی طرف سورج کے طلوع ہونے کی جگہ کی وجہ سے تھا، جس کے بارے میں قصۂ حضرت آدمؑ میں قول پہلے گزرا ہے۔ اور رہے پانچ حدود جن کی طرف انہوں نے اشارہ فرمایا تھا تو ان کا اشارہ دو اصولِ (دین) اور تین حدود کی طرف تھا جن کا ذکر اس کتاب کے شروع میں گزرا ہے (جو کہ) ناطقوں، اساسوں، اماموں اور لاحقوں سے ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ رسولِ خدا حضرت محمدؐ نے اپنے قول سے اپنی اُمت کو انکی طرف اشارہ فرمایا: بَيْنِيْ وَبَيْنَ رَبِّيْ خَمْسَةُ اَعْدَادٍ۔ میرے اور میرے پروردگار کے درمیان پانچ عدد (حدود) ہیں۔ پھر رسولِ خدا نے ان کے مقابل پانچ (حدود) کو مقرر فرمایا، وہ اساس، امام، باب، حجّت اور داعی ہیں۔ حضورؐ نے ان کو اپنے اور (دیگر) جسمانی حدود کے درمیان وسائط بنایا۔ پس مومنوں کی خلاصی اور نجات ان کے ذریعے قرار پائی۔ اور جہاں تک سات کا تعلق ہے، جن کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، ان سے مراد سات کروبی (حدود) ہیں جو کہ سات روشن سیاروں کے ذریعے کام کرتے ہیں۔ اس لئے اہلِ نجوم نے یہ نظریہ رکھا کہ سفلی عالم (جسمانی عالم) کی تدبیر ان سیاروں کے ذریعے سے ہے۔ انہوں نے مثال کی پرستش کی اور ممثول سے جاہل رہے، اس لئے باری تعالیٰ فرماتا ہے: "لَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ" (۵۶: ۷۵-۷۶)۔ نہیں! میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے گرنے کے

مقامات کی اور اگر تم جانتے ہو تو بے شک یہ ایک بہت بڑی قسم ہے۔ اس اشارے نے رہنمائی کی کہ مثال ممثول کی دلیل ہے اس لئے کہ وہ عزَّ وجلَّ کسی ظاہری جماد کی قسم نہیں کھاتا جو دوسروں کی تدبیر تو کجا اپنی تدبیر پر بھی قدرت نہیں رکھتا۔ اگر آپ اپنے لئے کسی ایسے شخص کی قسم کھائیں جو اپنے ظاہری کام میں آپ کیلئے عزیز ہو تو آپ کی قسم فضول اور ناقص ہوگی یعنی اگر آپ کسی ایسے شخص کی قسم کھائیں جو کھانا کھاتا ہو اور بازاروں میں چلتا ہو اور نکاح کرتا ہو۔ عقل مند پر واجب ہے کہ وہ اس نور کی قسم کھائے جو ستاروں کو اٹھا رہا ہے اور اس روحانی صورت کی۔ حضرت عیسیٰؑ نے ان سات علوی حدود کے مقابل سات سفلی حدود بنائے۔ یہ وہی ہیں جن پر انہوں نے اپنے دین کی بنیاد رکھی، جو بیعت، بپتسمہ، صلیب، قربانی، گھنٹی، کمر بند اور انجیل ہیں۔ انہوں نے انجیل کو سات (اجزا میں) بنایا اور ان کو دین میں ان مذکورہ حدود کیلئے مثالیں بنایا، ایک دوسرا پہلو یہ کہ انہوں نے اپنے دین کو سات ظاہری حدود پر بنایا اور اُمت کا رجوع ان کی طرف قرار دیا، وہ ہیں بِطریق، مِطران، اُسقُف، قِس، شَماس، مَرسُوم اور دَوس۔ پس یہ وہ سات ہیں جن کو حضرت عیسیٰؑ نے علم وحکمت کے مستودعین بنایا، نیز آنجنابؑ نے جو کچھ اُمت کو سکھایا اسمیں ایک یہ کہ ان سفلی حدود کو باپ نے خدا کی طرف دعوت کرنے کیلئے مقرر کیا ہے اور ان کے باطن کے آغاز پر حضرت عیسیٰؑ کے دَور کا خاتمہ اور ان کی شریعت منسوخ ہوگی۔

یہ حدود مقرر کردہ اور گنے چنے ہیں اور ان کی طرف ہر عصر و زمانے میں اشارہ کیا جاتا ہے تاکہ خلقت جان لے کہ صفت موصوف کے علاوہ ہے اور حدّ محدود کے علاوہ، جسطرح صنعت صانع کے علاوہ اور مثال ممثول کے علاوہ ہے۔ مذکورہ چیزوں میں سے ہر ایک چیز اپنے ماسک (تھامنے والا)، حامل (اُٹھانے والا)، قائم اور کامل چیز (صلیب) کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کی وضع کردہ چیزیں ان کی

صلیب کی طرف دلالت کرتی ہیں کہ انہوں نے صلیب میں دو حدوں کو قائم کیا ہے۔ انہوں نے اسکی ابتدا دو بنائی ہوئی لکڑیوں سے کی، جو ایک کیل کے ذریعے ملائی ہوئی ہوتی ہیں۔ جب یہ کھول دی جائیں تو چار حدود بن جائیں گی۔ اگر خدا آپ کے ذہن کو کھول دے تو آپ ان چار لکڑیوں کو چار اصول پر دلالت کرتی ہوئی پائیں گے جن کا ذکر پہلے گزرا ہے۔ پھر آنجنابؑ نے ان (اپنی اُمّت) سے فرمایا: جو دائمی زندگی چاہتا ہو تو وہ صلیب کو اٹھائے اور مجھ سے آملے۔ انہوں نے اس اشارے کو جسکا ذکر پہلے گزرا ہے، نہ جاننے کی وجہ سے ان بنائی ہوئی صلیبوں کو اٹھایا ہے، جب کہ وہ (حدود) زندہ ہیں۔ جب ان کا کوئی شخص مرگیا تو وہ مردے کی (قبر پر) تیل (لگائی ہوئی) صلیب بنانے لگے جسکو انہوں نے اپنے زعم کے مطابق مقدس مانا۔ کوئی ایسا شخص چیزوں کو کیسے پاک کرسکتا ہے جو خود کسی پاک کرنے والے کا محتاج ہو؟ پھر وہ مردے کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ حضرت عیسیٰؑ کی صلیب کو اٹھاتا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے تو دائمی زندگی سے اس روحانی علم کی حامل شخصیت کی طرف اشارہ فرمایا جس کے سبب سے روحوں کی باطنی زندگی ہے اور اسکو ہمیشہ اٹھائے ہوئے رکھنا باقی رہنے والی نعمتوں میں رہنے کا سبب ہے، اس لئے ہر بات کرنے والے سے بزرگ خدا فرماتا ہے: "اَوَمَنۡ كَانَ مَيۡتًا فَاَحۡيَيۡنٰهُ وَجَعَلۡنَا لَهٗ نُوۡرًا يَّمۡشِىۡ بِهٖ فِى النَّاسِ كَمَنۡ مَّثَلُهٗ فِى الظُّلُمٰتِ لَيۡسَ بِخَارِجٍ مِّنۡهَا كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلۡكٰفِرِيۡنَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ" (۱۲۲:۶)۔ کیا وہ شخص جو پہلے مرا ہوا تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور اس کیلئے ایک نور مقرر کیا جس کے ذریعے وہ لوگوں میں چلتا ہے، اس جیسا ہے جس کی مثال یہ کہ وہ تاریکیوں میں ہو اور ان سے نکل نہیں سکتا ہو؟ یعنی وہ شخص جہالت کی وجہ سے مرا ہوا تھا خدا نے اسے ہدایت کے نور سے ہمیشہ کیلئے زندہ کر دیا۔ پھر حضرت عیسیٰؑ نے صلیب کے اٹھانے سے بارہ روحانی حدود کی شناخت کی طرف اشارہ کیا (اس لئے کہ) ابدی زندگی صرف ان کے پاس پائی جاتی ہے، اس دائمی

زندگی کے سبب سے ان کا نام جسمانی حدود پڑ گیا جن کو آپؑ نے حق کے واسطے مقرر کیا تھا۔ اس لئے (آسمان کے) برج ان کی مثال بن گئے۔ یہ بارہ حدود اُن برُوج کے ذریعے کام کرتے ہیں، جس طرح سات کروبی (فرشتے) سات روشن سیاروں کے ذریعے کام کرتے ہیں، اور بارہ برج (حضرت عیسیٰؑ) کے بارہ شاگردوں کی مثال ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ نے صلیب کی ترکیب اسکی اپنی مثال پر خط رکھا جیسا کہ ہم نے کہا ہے اس کے درمیان میں ایک عقدہ بن گیا اور عقدہ ان چار حدود کو تھامنے والا اور ان کا مرکز ہو گیا۔ اسی طرح سے چار اصول کلمہ کے ذریعے تھامے ہوئے ہیں، اسی سے ان کی تائید جاری ہے۔ اس وجہ سے حضرت عیسیٰؑ نے خود کو کلمہ سے نسبت دی۔ انہوں نے صلیب میں تین اطراف اور تین ابعاد (پہلوؤں) کو بنایا، وہ لمبائی، چوڑائی اور گہرائی ہیں۔ ان تین میں سے ہر ایک چھ حدود (اطراف) سے گھرا ہوا ہے، وہ ہیں آگے، پیچھے، دائیں، بائیں، اوپر، نیچے، ان کی ساتویں حد حضرت عیسیٰؑ کی غیبت (غائب ہونا) ہے جو ان سب کا حامل (اٹھانے والا) ہے (یعنی ستون)۔

حضرت عیسیٰؑ نے چار اطراف کو آٹھ عقدوں (میں) بنایا اور ان (چار اور آٹھ) کو بارہ مہینوں کی مثال بنایا جن کا ذکر پہلے گزرا ہے، پس صلیب کی اصل ایک بن گئی، جو پوری دنیا کے ارکان کو جمع کئے ہوئے ہے، چار، سات اور بارہ اس کے ساتھ باندھے ہوئے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ نے صلیب ظاہر میں چار عناصر، سات روشن سیارے اور بارہ برج اور ان جیسے سفلی حدود کو جمع کیا، جیسا کہ ہم نے کہا ہے۔ یہ صلیب کی صورت ہے لکڑی یا تانبے یا

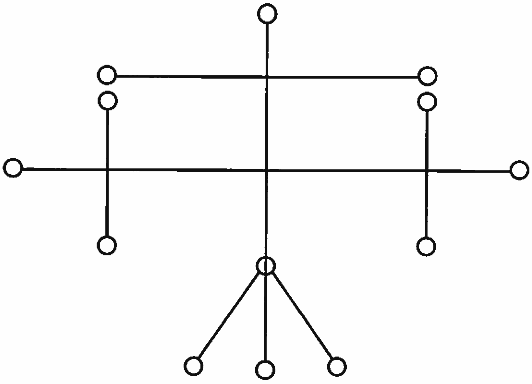

سونے یا چاندی کے دو ٹکڑوں کے مجموعے کو ایک کیل ملاتا ہے۔ اگر آپ ان کو کھول دیں تو وہ چار بن جائیں گے، اور وہ دو اصل اور دو اساس کی مثال ہیں، جیسا کہ ہم نے کہا ہے، اور ان کا نقطہ دائرے کا نقطۂ جامعہ ہے اور چکی کے پاٹ کی کیل کی مانند ہوگیا، آٹھ عقد آٹھ حدود کی مثال ہوگئے جو کہ زمین کے جزیروں میں ہوتے ہیں اور سب کو تھامنے والے چار (حصّے) ان سب حدود کو مدد دینے والی علت (سبب) کی مانند ہوگئے۔ اسی طرح سے امام ان چار (حدود) کو تائید دینے والے بن گئے جو کہ چار حرم ہیں (وہ) آٹھ حدود کو تائید پہنچانے والے ہیں۔ پس امام ان سفلی حدود کے جامع اور ممد بن گئے جسطرح ان کا (تائیدی) مادہ علوی حدود سے ہے جن کا ذکر پہلے گزرا ہے۔

اسی طرح سے گزرے ہوئے تمام انبیاء میں یہ سنّت گزری ہے، جس طرح حضرت موسیٰ نے اپنی لاٹھی سے پتھر پر ضرب لگائی اور اسمیں سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے وہ بارہ نقیب تھے، یعنی انہوں نے اپنی تائید سے وصی پر ضرب لگادی اور وصی کی ذات سے بارہ نقیب بن گئے۔ اسی طرح سے رسولِ خدا حضرت محمّد مصطفیٰ نے اپنی مسجد کے بارہ دروازے بنائے اور بیت اللہ کے گرد بارہ میل کا فاصلہ رکھا طواف کرنے والے کا طواف جائز نہیں مگر ان کے احاطے میں۔

صلیب چالیس حدود پر مشتمل ہے یہ کہ حضرت عیسیٰ نے اپنی اُمت کو لگاتار دو مہینے روزہ رکھنے کا حکم دیا، یہ ان کیلئے اور اس شخص کیلئے دو اصولِ دین کو چھپانے کا ایک حکم تھا جو ان کی معرفت تک پہنچا ہو، اس لئے کہ روزہ چھپانا اور پردہ کرنا ہے۔ انہوں نے ان دو مہینوں کا روزہ چالیس دن کا مقرر کیا۔ یہ چالیس حدود کی طرف ایک اشارہ ہے۔ یہی چالیس ہیں جن کا وعدہ خدا نے اپنے قول کے مطابق حضرت موسیٰ سے کیا تھا: "وَوٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّهٖۤ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً" (۱۴۲:۷)۔ اور ہم نے موسیٰ سے تیس دن کا وعدہ کیا تھا اور ہم نے ان کو دس دنوں سے

مکمل کیا پس اسکے پروردگار کی مقررہ مدّت چالیس راتوں پر مکمل ہوگئی۔ فرماتا ہے کہ جو ان حدود کی شناخت تک پہنچے تو ان کو پوشیدہ رکھے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کے قصّے میں فرمایا: "حَتّٰٓی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً" (۱۵:۴۶)۔ یہاں تک کہ وہ اپنی مکمل جوانی کو پہنچا اور چالیس سال کو پہنچا۔ یہ کہ اگر آپ کہیں کہ حضرت آدمؑ، ان کے وصی اور ان کے دَور میں برپا ہونے والے چھ امام، حضرت نوحؑ، ان کے وصی اور ان کے دَور میں برپا ہونے والے چھ امام، حضرت ابراہیمؑ، ان کے وصی اور ان کے دَور میں برپا ہونے والے چھ امام، حضرت موسیٰؑ، ان کے وصی اور ان کے دَور میں برپا ہونے والے چھ امام، حضرت عیسیٰؑ، ان کے وصی اور ان کے دَور میں برپا ہونے والے چھ امام، تو یہ سب چالیس ہوں گے، ان پہچاننے والے پر ان کو چھپانا واجب ہوا، جس طرح حضرت عیسیٰؑ نے اپنی اُمت پر ان دنوں میں روزہ فرض کیا۔ اور ایک دوسرا پہلو یہ ہے کہ چالیس کو چار عقد جمع کرتا ہے، وہ دو اصلیں اور دو اساس ہیں جو عالم کے ارکان ہیں اور دین اور دنیا کی اصل ہیں، اس لئے خدا نے دنیا کے ارکان چار بنائے اور خلقت کو ان کی طرف رُخ کرنے کا حکم دیا اور وہ ہیں مشرق، مغرب، وسط (شمال) اور جنوب اور چار عناصر اور چار طبیعتیں۔ پس چار عناصر عالمِ کبیر کو اسمیں موجود چیزوں کیساتھ اٹھانے والے بن گئے اور اسی طرح چار طبیعتیں عالمِ صغیر کو اسمیں موجود چیزوں کیساتھ اٹھانے والے بن گئے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰؑ نے انجیل کے شاگرد چار بنائے اور خلقت کو ان پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا۔ پھر حضرت عیسیٰؑ نے خلقت کو شریعت قائم کرنے والے چھ پیغمبروں (ناطقوں) کو پوشیدہ رکھنے کے حکم کے طور پر انہیں ہفتے میں چھ دن روزہ رکھنے کا اشارہ کیا۔ جب ان کے پاس ساتواں آئے گا تو انہیں اپنا روزہ افطار کرنے کا حکم دے گا یعنی وہ ان ناطقوں کے (تنزیلی) کام کو کشف (تاویل بیان) کرے گا۔ اور ان میں سے جس نے ہفتے میں پانچ دن روزہ رکھا اور دو دن جو کہ

ہفتہ اور اتوار ہیں کو روزہ کھول دیا تو اس نے حضرت عیسیٰؑ کے اپنے شاگردوں سے پانچ روحانی حدود، جن کا ذکر پہلے گزرا ہے، کو چھپانے کا جو عہد لیا تھا، اس کا نظریہ رکھا۔ اس بات کو رسولؐ نے بھی بیان فرمایا ہے کہ ان کے اور ان کے پروردگار کے درمیان پانچ عدد (وسائط) ہیں، (پھر) حضرت عیسیٰؑ نے شاگردوں کو ان کے اور ان کے اساس کے مرتبے کو بیان کرنے کا حکم دیا۔ ہفتے میں دو دن یعنی ہفتہ اور اتوار کو ان کے روزہ کھولنے کا ایک دوسرا پہلو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے شاگردوں کو آگاہ کیا کہ ہفتہ کے مالک نے اپنی قوم کو جس کا عہد لے کر انہیں پابند کیا تھا، اتوار کے مالک نے ان کی شریعت منسوخ کرتے وقت اس کو کھول دیا۔ اس لئے عیسائیوں کا روزہ چالیس دن کا واقع ہوا۔ حضرت عیسیٰؑ نے اس کے ذریعے حضرت موسیٰؑ کی مقرر مدت کے ساتھ موافقت کی، جس کے ذریعے انہوں نے اپنی اُمت کو اشارہ کیا تھا کہ ان کی شریعت کی گرہ چالیس (زندہ) دنوں کے بعد کھل جائے گی۔ جہاں تک ان کی اُمت کو کئے ہوئے اشارے کی بات ہے کہ جو دو دفعہ پیدا نہیں ہوگا اور پانی اور قُدس کے ذریعے پاک نہیں ہوگا وہ آسمان کی بادشاہی نہیں دیکھے گا۔ (آمین) ان کا اشارہ اس عہد کی طرف تھا جو ان سے لیا گیا تھا۔ فرماتے ہیں کہ جو اپنے زمانے کے امام کیساتھ وابستہ نہیں ہوگا اور ان کے عہد کو گردن پر نہیں رکھے گا اور ان کی دعوت میں داخل نہیں ہوگا جو کہ روحانی پیدائش ہے، تو اس علم سے وابستہ نہیں ہوگا جو اس کو آسمان کی بادشاہی کی معرفت تک پہنچا دیتا ہے۔ اس لئے آپ انہیں دیکھیں گے کہ ان میں سے جو بیعت میں داخل ہوتا ہے تو وہ خاموش رہتا ہے، اس لئے کہ خاموشی، جیسا کہ ہم نے کہا ہے کہ روزہ ہے، یہاں تک کہ وہ قربانی پیش کرے۔ جب وہ قربانی کو (پیش کرتا ہے) تو اپنا روزہ کھول دیتا ہے۔ پس قربانی اس طعام کے بدلے میں ہوگی، جس سے روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے۔ اسی طرح اہلِ باطن کے نزدیک یہ کہ جب

مؤمن احرام کھول دینے کے مرتبے تک پہنچ جاتا ہے تو وہ قربانی کرتا ہے، اور اس پر جو کچھ واجب ہوتا ہے اس کو نکال کر اپنے داعی کو دیتا ہے۔ اس وقت داعی اس کو کلام کی اجازت دیتا ہے۔

جہاں تک کمربند کی بات ہے تو حضرت عیسیٰؑ نے حضرت شمعونؑ سے فرمایا تھا: اے شمعونؑ! آپ بالغ ہوگئے ہیں اور آپ کو اپنی کمر کو کس دینے کی ضرورت ہے۔ ابھی جب آپ میرے وزیر ہیں تو آپ کی روح میں مدد کرنے والا فرشتہ اُترا ہے۔ کمربند (کا لفظ) وزارت سے لیا گیا ہے اس طرح کی چیز کی طرف حضرت موسیٰؑ نے اپنے قول سے اشارہ فرمایا: ''وَاجۡعَلۡ لِّیۡ وَزِیۡرًا مِّنۡ اَہۡلِیۡ'' (۲۰:۲۹)۔ اے اللہ تو میرے لئے میرے اہل میں سے ایک وزیر مقرر فرما۔ پس کمربند جس کا حکم انہوں نے حضرت شمعونؑ کو دیا تھا، وہ ان کیلئے امر تھا کہ وہ اس شخص سے اپنا عہد لے جو ان کی مدد کرتا ہے اور وہ ان کی اُمت کے لوگوں کے نزدیک پیدائش ہے، جو کہ عہد کی دلیل ہے، جس کو آنجنابؑ نے اپنے شاگردوں سے لیا تھا۔ اس لئے ہم رہبانیت اختیار کرنے والوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو حضرت عیسیٰؑ کے شاگردوں کے مشابہ کرتے ہوئے کمروں کو کس دیتے ہیں اور گردنوں میں (صلیب جیسی) چیزوں کو پہنتے ہیں اور رہبان ایک نام ہے جو رہبانیت سے مشتق ہے، اس لئے ان کے اپنے آپ کو حضرت محمدؐ کو سپرد کرتے وقت خدا نے اپنی کتاب میں ان کا ذکر فرمایا ہے اور اپنے قول سے ان کی تعریف کی ہے: ''ذٰلِکَ بِاَنَّ مِنۡہُمۡ قِسِّیۡسِیۡنَ وَرُہۡبَانًا وَّاَنَّہُمۡ لَا یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ'' (۵:۸۲)۔ یہ کہ ان میں سے عالم اور درویش ہیں اور وہ بڑائی نہیں کرتے۔ اس سے خدا نے ان کے اپنے آپ کو حضور کے سپرد کرنے کا وقت مراد لیا، اِس لئے کہ وہ آنحضرتؐ کے انتظار میں تھے، جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ نے انہیں حضورؐ کے متعلق اشارہ کیا تھا۔

حضرت عیسیٰؑ نے کمربند کیلئے بھی حکم دیا، اس سے اپنی کمروں کو کس دینا اپنی

اُمت پر واجب کر دیا، اور اسمیں تین گرہیں لگانے کا حکم دیا پھر ان سے فرمایا: آپ میں سے عاقل شخص وہ ہے جو چار گرہیں لگاتا ہے اور وہ آپ سب سے افضل ہے۔ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کی نافرمانی کی اور اپنی رائے اور قیاس سے اصنام کی عبادت کی طرف لوٹ گئے جن کو انہوں نے گھر کے اوپر نصب کیا تھا۔ حضرت عیسیٰؑ نے انہیں پانی کو ناپاک نہ کرنے اور مردہ جانور کے نزدیک نہ جانے کا حکم دیا تھا اور ان سے فرمایا تھا کہ وہ اپنے دروازے کتّے کو نہ دکھائیں۔ حضرت عیسیٰؑ نے جس چیز کی طرف اشارہ کیا تھا انہوں نے اسمیں سے کچھ بھی نہیں سمجھا۔ وہ اپنی رائے اور قیاس اور اپنے اصنام پر ٹھہرے رہنے کی طرف لوٹ گئے۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم کو کمر پر پٹی باندھنے اور دو گرہیں لگانے کی وصیت کی تھی۔ پھر فرمایا تھا کہ تین گرہیں لگانے والا تم میں سے افضل ہے۔ اسکے سبب سے وہ حضرت ابراہیمؑ کی قوم کے طریقے کی طرف گئے، جسکو انہوں نے دیکھا تھا اور اس کے مطابق عمل کیا۔ یعنی انہوں ایک گرہ لگائی۔ اس سلسلے میں حضرت ابراہیمؑ نے تین گرہیں لگانے کی جو وصیت کی تھی، وہ تین ناطقوں کی طرف اشارہ تھا جو ان کے بعد برپا ہونے والے تھے کہ وہ اپنے اپنے پیروکاروں سے اپنی ولایت کا عہد و پیمان لیں۔ پھر اپنی قوم سے فرمایا فضیلت والا شخص وہ ہے جو چوتھے کی بیعت کرے گا، یعنی حضرت قائمؑ کی۔ لوگوں نے ایک گرہ لگائی اور بعد والی گرہوں کا انکار کیا۔ اسی طرح حضرت موسیٰؑ نے دو گرہوں سے اشارہ کیا۔ ان کا اشارہ حضرت عیسیٰؑ، حضرت محمدؐ اور ان کے بعد حضرت قائمؑ کی طرف تھا۔ پھر اُن سے فرمایا: فاضل وہ ہے جو تین گرہیں لگائے۔ یعنی تم میں سے افضل وہ ہے جو اپنے نفس پر ان کے بعد قائمؑ کی گرہ لگائے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰؑ نے اپنی اُمت پر ایک گرہ (فرض) کی تھی۔ اس سے ان کا اشارہ حضرت محمدؐ کی طرف تھا، فرمایا: آپ میں سے فضیلت والا شخص وہ جو دوسری گرہ لگائے۔ ان کا اشارہ حضرت قائمؑ کی طرف تھا۔ اس لئے خدا نے اپنے قول سے

اپنے نبی کو اپنی اُمت سے حضرت قائمؑ کا عہد لینے کا حکم دیا: "وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ" (۳:۸۱-۸۲)۔ جب خدا نے نبیوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کروں پھر تمہارے پاس ایک رسول تمہارے پاس پائے جانے والے کلام کی تصدیق کرتا ہوا آئے تو تم ضرور اس پر ایمان لاؤ گے اور اسکی مدد کرو گے۔ پھر فرمایا: کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا ذمہ لیا۔ انہوں نے کہا: ہم نے اقرار کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم گواہی دو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں اور اس کے بعد جو لوگ منہ موڑیں تو وہی فاسق ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے فرزند حضرت اسحاقؑ سے امر (امامت) اسکے مستحق کو سپرد کردینے کا یہی عہد لیا تھا۔ نیز یہ کہ سلف، خلف کو مرتبہ عہد و پیمان لے کر ہی سپرد کرے، اور ایک کے بعد ایک امر (امامت) جانشین کے سپرد کرتا جائے یہاں تک کہ امر حضرت قائمؑ تک پہنچ جائے، اور یہ وہ عہد بیعت ہے (جس کو) حضرت یعقوبؑ نے اپنی اولاد سے حضرت اسماعیلؑ کی اولاد کیلئے اس بات پر لیا تھا کہ ان کے درمیان کوئی اختلاف نہ ہوگا، اور یہ کہ پہلی شخصیت دوسری شخصیت کو (مرتبہ) خود پر گواہ بنانے کے بعد عہد و پیمان لے کر ہی سپرد کردے، یا ان میں سے بعض، بعض پر گواہ بنانے کے بعد (مرتبہ) سپرد کردے، اور یہی عہد حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ سے، امر حضرت اسحاقؑ اور ان کے فرزندوں کو سپرد کرنے کے سلسلے میں لیا تھا۔ اسی طرح انہوں نے حضرت اسحاقؑ اور ان کے فرزندوں سے امر حضرت اسماعیلؑ کے فرزند تک لوٹنے تک، عہد کو نبھانے کا عہد لیا تھا۔ اس بارے میں حضرت عیسیٰؑ نے حضرت موسیٰؑ کے بعد آنجنابؑ اور حضرت ابراہیمؑ سے زیادہ مثالیں بیان کی ہیں۔ یہ اِن شاءاللہ ان

کی وصیت میں آئے گا۔

ہم ابھی سات سفلی حدود کی شناخت کی طرف لوٹتے ہیں جن کو حضرت عیسیٰؑ نے سات علوی حدود کے مقابل مقرر کیا تھا۔ وہ بِطریق سے مَرسُوم تک ہیں۔ بِطریق ناطق کی مثال ہے، اس لئے کہ وہ نبوت کی جگہ لوگوں سے بلند ایک کرسی پر بیٹھتا ہے اور ان کے لئے انجیل پڑھتا ہے مِطران اساس کی، اُسقُف متم (امام) کی، قِس حجت کی، قومس/دَوس داعی کی، جو ان سے لئے جانے والے عہد کی وجہ سے کارِ دعوت کو بجالاتا ہے، شَماس ماذون کی اور مَرسُوم دعوت پر مقرر بالغ مؤمن کی مثال ہے[1]۔ جہاں تک ان کے گھنٹی بجانے کی بات ہے جو کہ تین دفعہ بجائی جاتی ہے اور اس میں ہر دفعہ ستر سیٹیاں ہوتی ہیں یہ خدا کی مخلوقات اور بندوں میں سے بہترین اور برگزیدہ ہستیوں کی مثال ہے جو کہ ہر شریعت اور زمانے کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں۔ اس بارے میں خدائے عزّوجلّ کا قول ہے جو کہ حضرت موسیٰؑ کے متعلق تھا: "وَاخۡتَارَ مُوسٰی قَوۡمَهٗ سَبۡعِیۡنَ رَجُلًا لِّمِیۡقَاتِنَا" (۷:۱۵۵)۔ اور موسیٰؑ نے اپنی قوم سے ستر آدمیوں کو ہمارے مقررکردہ وقت کے لئے منتخب کیا۔ اسی طرح حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں بنی اسرائیل پر نازل شدہ دسترخوان پر جنّت کے پھلوں میں سے ستر پھل تھے۔ نیز یہ حضرت نوحؑ کے زمانے میں مذکور زنجیر کی لمبائی اور اس کے حلقوں کی تعداد کی مثال ہے اور بیتُ المقدس کی مثال ہے کہ اس زنجیر کا ایک حلقہ دوسرے حلقے سے ملا ہوا ہے۔ اس میں سے کوئی چیز دوسری چیز سے الگ نہیں، کوئی اس کے حلقوں میں سے کسی حلقے سے وابستہ ہوگیا، تو اس نے مضبوط کڑے کو پکڑا۔ اسی طرح سے حضرت نوحؑ کی کشتی کی چوڑائی (کے بارے میں) بیان پہلے گزرا ہے، اور اس سلسلے میں ہمارے نبیؐ نے دونوں عیدوں کے درمیان ستر دن مقرر کئے ہیں اور (حج میں) کنکریاں پھینکنے کی جو سنّت مقرر کی ہے اس میں ستر کنکریاں ہوتی ہیں۔

---

[1] [حدود کی ترتیب اور ناموں میں کچھ اختلاف ہے، فی الحال قیاساً یہ ترتیب اختیار کی گئی ہے، دیکھئے صفحہ ۲۳۷]

حضرت عیسیٰؑ کی اپنے وصی حضرت شمعونؑ کو مقرر کرتے وقت اور ان کے شاگردوں کو ان کی فرمانبرداری کرنے کا حکم دیتے وقت انہیں (کی جانے والی) وصیت میں سے ان کا قول ہے: اے شمعونؑ! میں نے آپ کو اس جگہ تک نہیں پہنچایا ہے، نہ آپ کو اس راز سے آگاہ کیا ہے اس لئے کہ گوشت اور خون سے بنی ہوئی کسی ہستی نے اس سے آگاہ نہیں کیا ہے بلکہ آسمان میں موجود میرے باپ نے آپ کو اس پر مطلع کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ حقیقت میں یقیناً آپ خالص اور پاک چٹان ہیں اور میں اس خالص اور پاک چٹان پر اپنے دین کی بنیاد رکھتا ہوں، آسمان کے دروازوں تک تیرے سوا کوئی پہنچ نہیں سکتا۔ میں وہ ہوں جس کو ملکوت کا علم دیا گیا ہے، ہر وہ چیز جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے۔ وہ آسمان میں ہے وہ زمین میں عہد لی ہوئی ہے۔ اور جس کا میں زمین میں عہد لیتا ہوں وہ آسمان میں عہد لی ہوئی ہوتی ہے۔ اس کی چابیاں آپ کے پاس ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ نے راز سے اس علم کو مراد لیا جو گوشت اور خون کی مخلوقات سے پوشیدہ ہے، اس لئے کہ وہ ایک روحانی اور خدا کے حضور سے ایک علم ہے یعنی خدا کا کلمہ جس سے اپنے آپ کو نسبت دی۔ پس وہ فرماتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے میرا حصّہ ہے اس کو میرے سوا روحانی ہستیوں میں سے کوئی پا نہیں سکتا۔ اور وقف کردہ علم (سے مراد) وہ علم ہے جس سے بشر کو آگاہ کیا اور اس کو صفا (خالص اور پاک) کہا اس لئے کہ بشر کی عام ہستی کو وہی پاک و صاف کرتا ہے۔ عیسائی لوگ آنجنابؑ کے بعد اس علم کے (بیان) کرتے وقت شرماتے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کا حضرت شمعونؑ سے یہ فرمانا کہ میں آپ پر اپنے دین کی بنیاد رکھتا ہوں یعنی وہ فرماتے ہیں کہ میرے بعد آپ عہدوں کو لینے والے ہیں جو کہ ملکوت کی چابیاں ہیں جنہیں میں نے آپ کو دیا ہے۔ اس لئے فرماتے ہیں کہ ہر چیز کو میں نے زمین میں پوشیدہ کیا ہے یعنی جس کو انہوں نے اپنے حجّت میں بویا ہے جو کہ ان کی حکمت کی زمین

ہیں۔ وہ وہی ہے جس کو ان داعیوں میں پختہ حالت میں چھپا دیا ہے جن کا کام آپ کے ہاتھ میں تھا۔ اور یہ بات جو حضرت شمعونؑ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں اس وقت اپنے آقا حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ تھا جب نور کوہِ طور پر ان پر نازل ہوا تھا، ہم میں سے ہر ایک نے ان سے اپنے رزق، گنجائش اور قوت کے مطابق اپنا حصہ طلب کیا۔ جب انہوں نے ہمیں سیراب کیا تو ہم میں سے ہر ایک کو علم بیان کرنے کی خاطر ایک جگہ کی طرف بھیجا، وہ اپنے اہلِ جزیرہ کو (علم) دیتا تھا، وہ ان کی زبان سے واقف تھا اور یہ الٰہی قدرت کی بدولت تھا جسے (روحانی) باپ نے ان کے لئے جاری کیا تھا۔ آنجنابؑ نے مجھے اپنے حضور میں مقرر کیا تھا میں نے ایک دن ان سے عرض کیا: اے میرے باپ آپ کہاں تھے؟ جب نہ کوئی آسمان بنا ہوا تھا اور نہ کوئی زمین پھیلی ہوئی تھی، جہاں نہ کوئی سورج روشنی دے رہا تھا، نہ کوئی دن بادلوں سے صاف تھا، نہ کوئی رات گھوم کر آتی تھی، نہ تاریکیاں تھیں، نہ روشنیاں، نہ کوئی کوکب، نہ گھومنے والا آسمان؟ انہوں نے جواب دیا: آپ کی ہمت نے اس (مقام) تک پہنچایا کہ آپ نے ایک بہت بڑے امر کے بارے میں سوال کیا۔ میں آپ کو اس بارے میں بتا دیتا ہوں میں باپ میں تھا اور باپ تقدیس میں (مصروف) تھا، میں اور باپ ماں میں تھے اور ماں ہمارے ذریعے تسبیح خوانی کرتی تھی۔ میں، باپ اور ماں روح القدس میں تھے اور روح القدس ہمارے ذریعے کوشاں تھی، اگر میں آپ کے اس راز سے آگاہ نہ ہوتا تو (یہ سوال) آپ کے ذہن میں پیدا ہی نہ ہوتا، نہ آپ کی زبان پر ظاہر ہوتا، لیکن میں آگاہ ہوا تاکہ آپ سوال کریں اور اس کو جان لیں۔ جان لیں کہ میں اور میرے باپ نے آپ کو اس سے آگاہ کیا ہے، اس سے ماورا چیزوں کے بارے میں سوال نہیں کیا جاتا، سوال کرنے کی صورت میں انسان گمراہ ہو جاتا ہے۔

جب حضرت عیسیٰؑ کا آخری وقت آ گیا تو انہوں نے زیتون کے پہاڑ پر اپنے شاگردوں کو جمع کیا اور وصیت کرتے ہوئے ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ آنجنابؑ نے جو کچھ فرمایا، اس میں سے ایک بات یہ ہے کہ مجھے اس رات آپ کے درمیان سے اُٹھایا جائے گا، مجھے قتل کیا جائے گا اور سولی دی جائے گی۔ آپ میں سے جو میری پیروی کرنا چاہے تو وہ اس (طریقے کے) مطابق عمل کرے (جس کو میں نے بتایا ہے) اور جو اپنے لئے نجات چاہے تو وہ بھی اس کے مطابق عمل کرے۔ پھر وہ حضرت شمعونؑ کی طرف اس کام کی وصیت کرتے ہوئے متوجہ ہوئے جس کو وہ ان کے بعد انجام دینے والے تھے۔ وہ فرما رہے تھے اور ان کے ساتھی (وصی) ان شاگردوں میں شامل تھے جنہوں نے حکمت کی باتوں کے سننے میں شرکت کی تھی۔ آنجنابؑ ان باتوں اور ان کے، معانی کے ان لوگوں سے زیادہ حقدار تھے، ان باتوں میں سے ایک جنہیں حکمت کے مالک نے بیان کی تھیں، یہ بات تھی۔ اے شمعونؑ! جنت کو وہ شخص نہیں پائے گا جو وہاں آئے اور وہ غلط کاری پر ٹھہرا ہوا ہو، اسے وہ شخص پائے گا جس نے اس کے واسطے عمل بجا لایا ہو، اے شمعونؑ! یقیناً پروردگار ایسے شخص کا ماں باپ ہے۔ لوگوں نے شہد کی برکت کی فراوانی کو کیوں بھلا دیا ہے؟ اسی طرح آپ اپنے دلوں کو خواہشات اور آرا کی خاطر کیوں جلاتے ہو؟ امر واپس لوٹے گا۔ چونکہ دل ظروف ہیں اور میں اپنی امانت ان میں رکھتا ہوں۔ اگر تم نے مجھے اس طرح پہچانا جس طرح پہچاننے کا حق ہے، مجھے اس طرح قبول کیا جس طرح قبول کرنے کا حق ہے اور میری وصیت کی حفاظت کی (تو گمراہ نہیں ہوں گے)۔ قریب ہے کہ آپ میرے نام پر جمع ہو جائیں اور اپنی خواہشات کے سبب سے میرے اور میرے علم کے متعلق فرقوں میں بٹ جائیں۔ آگاہ ہو جاؤ کہ میں غائب ہونے والا ہوں جیسا کہ میں نے کہا اور مرنے والا ہوں، لیکن میرا باپ مجھے اپنی طرف اُٹھا لے گا۔ میری جگہ وہ شخص برپا ہو گا جس کی طرف میں متوجہ ہو رہا

ہوں وہ میری بیعت کو قائم کرے گا، میں نے بیعت کو دلوں پر بنایا ہے اور میں نے اس کو مضبوط بنیاد بنایا ہے۔ میں نے آپ کیلئے انجیل میں (حقیقت) کا ذکر کیا ہے جیسا کہ میرے باپ نے مجھے اس کا ذکر کرنے کا امر کیا تھا، میرے دین کو قائم کرنے کے سبب سے حکمت سات ستونون پر بنائی گئی ہے جن کا ذکر پہلے گزرا ہے۔ آگاہ رہو کہ میں ربانی اور سرّی علم کی امانت کو اس ہستی میں رکھتا ہوں، انہوں نے اپنے ہاتھ سے حضرت شمعونؑ کی طرف اشارہ فرمایا، وہ امانت آپ کے پاس ہی ہوگی۔ جب شاگردوں نے ان کو حضرت شمعونؑ کی طرف متوجہ ہوتے دیکھا تو آنجنابؑ سے حسد کرتے ہوئے غصہ سے بھڑک اُٹھے۔ پھر انہوں نے پوچھا: اے روحِ خدا! کیا آپ مسیح ہیں؟ ہمیں بتادیں، حضرت عیسیٰؑ نے جواب دیا: نہیں۔ انہوں نے پوچھا: کیا آپ عیسیٰ بن مریمؑ ہیں؟ ہمیں بتادیں، حضرت عیسیٰؑ نے جواب دیا: نہیں۔ انہوں نے پوچھا کیا آپ روحُ القدس ہیں؟ ہمیں بتادیں، حضرت عیسیٰؑ نے جواب دیا: نہیں۔ انہوں نے پوچھا: کیا آپ سب سے بڑے باپ ہیں؟ ہمیں بتادیں! حضرت عیسیٰؑ نے جواب دیا: نہیں۔ انہوں نے پوچھا: کیا آپ (خدا کے) بیٹے ہیں؟ ہمیں بتادیں، حضرت عیسیٰؑ نے جواب دیا: نہیں۔ انہوں نے پوچھا: پھر تو آپ کا وہ نام کیا ہے جو ہمارے درمیان معروف ہے اور آپ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟ حضرت عیسیٰؑ نے جواب دیا: آپ کے درمیان میرا نام جسے میرے باپ نے رکھا ہے، وہ ایک آواز ہے جو (لوگوں کو) بے آب و گیاہ صحرا میں پکارتا ہے اگر وہ پروردگار کے راستے کو آسان بنادیں تو۔ انہوں نے کہا: ہم بے آب و گیاہ کو زمین کے مرے ہوئے (حصّے) کے طور پر جانتے ہیں اور آپ کو بھی صرف ہمارے ساتھ، ہمارے درمیان اور ہمارے علاقوں میں سے اس علاقے میں دیکھتے ہیں جو آباد کردہ ہے، یہ بے آب و گیاہ صحرا کیا ہے، جسمیں آپ پکارتے ہیں؟ حضرت عیسیٰؑ نے جواب دیا: (یہ) وہ بے آب و گیاہ صحرا نہیں، جس کو آپ نے سمجھا ہے، اس سے میری

مراد آپ کے دل ہیں جو حق سے بنجر پڑے ہیں۔ مجھے تو صرف ان کی طرف بھیجا گیا ہے تاکہ میں ان کو اپنے باپ کے راستے پر چلاؤں جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ آپ کا بھائی مجھے اس رات مرغے کی تین آوازوں کے بعد قتل کر دے گا۔ انہوں نے عرض کی وہ کون ہے؟ آپ ہمیں اس کے متعلق بتا دیں، حضرت عیسیٰؑ نے اپنے پاس پائے جانے والے ایک تھیلے میں سے سات چھوٹی چھوٹی روٹیاں نکالیں اور ان کو توڑ کر چاندی کے ایک پیالے میں ڈال دیا، پھر ان پر شراب انڈیل دیا اور فرمایا: یہ روٹی میرا گوشت ہے اور یہ شراب میرا خون، جس نے میری اجازت کے بغیر میرا گوشت کھایا اور میرا خون پیا، تو وہ میرا قاتل ہے۔ وہ آسمان کی اور میرے باپ کی بادشاہی کو نہیں دیکھ سکے گا جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ قتل کی علامت میرا صلیب پر رہنا اور اس پر بلند ہونا ہے۔ اگر آپ مجھے مرتبے میں اس طرح سے نہیں مانیں گے جس طرح سے ماننے کا حق ہے تو مجھے (مرتبے سے) محروم کریں گے۔ مجھے قتل کرنے والا وہی ہے جو رات کے آخری حصّے میں مرغے کی تین آوازوں کے بعد میرا کفر کرے گا، جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا۔ میری اجازت کے بغیر اس طعام کی طرف ہاتھ بڑھانے والا ملعون اور کافر ہے۔ پہلا شخص جو اس امر کی خلاف ورزی کرے گا وہ میری اجازت کے بغیر میرا گوشت کھا کر اور میرا خون پی کر کرے گا۔ حضرت عیسیٰؑ اسی وصیت پر قائم رہے اور ان لوگوں کا غصہ بڑھتا رہا اور وہ بظاہر اُونگھتے رہے یہاں تک کہ مرغے نے آواز دی جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا تھا قوم سے بھول ہوگئی حضرت عیسیٰؑ کے ماموں یہوداسحر بوطا نے بھولے ہوئے شخص کی طرح پیالے کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا اور اس روٹی کو کھالیا۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا: میرا گوشت کھانے والا اور میرا خون پینے والا کون ہے؟ یہودا نیند سے بیدار ہونے والے شخص کی طرح بدک گیا اور کہا: اے میرے آقا! ایسا نہیں ہوگا۔ میں نے اس کیساتھ مذاق کیا تھا۔ حضرت عیسیٰؑ نے اس سے کہا: آپ وہی ہیں؟

آپ اپنی راہ لیں۔ وہ اسی وقت یہود کی طرف گیا اور انہیں اپنے کلیسا میں اکٹھے پایا۔ اس نے حضرت عیسیٰؑ کو بیس درہم کے عوض ان کے ہاتھوں بیچ دیا۔ یہ درہم آنجنابؑ کی قیمت سے بہت کم تھے۔ یہود نے اس سے کہا: ہم عیسیٰؑ کو نہیں جانتے ہیں ہم نے ان کی وجہ سے بہت ساری خلقت کو قتل کیا ہے۔ اس نے کہا: میں آپ کیساتھ چلتا ہوں اور آپ کو ان کا پتہ بتا دیتا ہوں آپ مجھے جس کو سجدہ کرتا ہوا دیکھیں تو (سمجھ لیں کہ) وہی خدا کا بیٹا ہونے کا دعویدار ہے۔ یہودی اس کے ساتھ چل پڑے یہاں تک کہ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو پکڑ لیا ان کے شاگردوں کا گروہ بھاگ گیا، صرف حضرت شمعونؑ اور متیٰ باقی رہ گئے۔ یہودیوں کے (وہاں سے) نکلتے وقت حضرت شمعونؑ اور متیٰ بھی ان سے بھاگ گئے۔ یہود حضرت عیسیٰؑ کو عدالت کی مجلس لے آئے۔ حضرت عیسیٰؑ ان کے پاس رہے یہاں تک کہ ان کا عیسیٰ مسیحؑ ہونے کا معاملہ درست ثابت ہو گیا۔ انہوں نے پوچھا آپ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟ اور جس (مرتبے) کا آپ نے دعویٰ کیا ہے اس کی طرف آپ کو دعوت کس نے دی؟ حضرت عیسیٰؑ نے ان سے کہا: میں وہ ہوں جس کے بارے میں میرے والد حضرت داوٗدؑ نے فرمایا ہے کہ جب بشر کا بیٹا آئے گا تو اپنے پروردگار کے چہرے کی طرف دیکھے گا۔ ان کے ماموں یہودا نے ان سے کہا: آپ وہی ہیں جن کے بارے میں حضرت داوٗدؑ نے فرمایا ہے کہ جب بشر کا بیٹا آئے گا تو اس کو قتل کیا جائے گا، اسے سولی دی جائے گی اور اس کا نام مٹ جائے گا۔

توریت کے فیصلے کے متعلق حضرت نبی داوٗدؑ کی تحریر یہ تھی: ان (آلِ داوٗد) کو نہ قتل کیا جائے گا نہ انہیں سولی دی جائے گی اگر ان میں سے کسی کو بغیر ارادے کے غلطی سے قتل کیا بھی جائے گا تو اس کو دفن کر کے اس پر ایک حظیرہ بنایا جائے گا (مگر) اس کو سولی ہرگز نہیں دی جائے گی۔ پھر یہود نے حضرت عیسیٰؑ کی دعوت زیادہ پھیلنے

سے پہلے ان کو پکڑلیا، ان کے پہلو پر دو چھوٹے نیزوں سے وار کیا، ان کو سولی دی اور انہیں تین دن تک سولی پر رکھا۔ بنی اسرائیل بے چین ہوگئے اور ان میں سے بعض، بعض کے خلاف بھڑک اُٹھے اور کہا کہ آپ لوگوں نے توریت کی خلاف ورزی کی ہے اور حضرت داوٗدؑ کے آل میں سے ایک شخص کو قتل کیا ہے اور اسے سولی دی ہے۔ شریف لوگوں کو نہ قتل کیا جاتا ہے نہ سولی دی جاتی ہے، یہودا کو قتل کرنے کیلئے طلب کیا گیا (مگر) وہ بھاگ گیا اور رُوپوش ہوگیا۔ یہود کے آپس میں پانچ دن تک جنگ جاری رہی یہاں تک کہ سولی دی ہوئی شخصیت کو اتارا گیا اور دفنایا گیا۔ ان میں سے پانچ ہزار لوگ قتل ہوئے۔ پھر یہودا نے ان کیلئے ایک خط نکال کر پڑھا اسمیں لکھا ہوا تھا کہ یہ شخص یونانیوں میں سے ہے اور یہ کاہن اور بدکار ہے۔ آپ اسکا جائزہ لو یہ بغیر ختنے کی حالت میں ہے، اس کا باپ (بھی) نہیں یہ صرف حیلہ اور کہانت سے خود کو حضرت داوٗدؑ سے نسبت دیتا ہے۔ یہ صرف اس جعل کی وجہ سے انطاکیہ سے بھاگ گیا ہے اور اس نے تمہارے سامنے دعویٰ کیا ہے کہ وہ حضرت داوٗدؑ کی نسل سے ہے، یہ آپ کی شریعت کو تحلیل کرنے آیا ہے جس طرح آپ سے پہلے (کئی) لوگوں نے حضرت موسیٰؑ کے مرتبے کا دعویٰ کیا تھا۔ نیز اس نے آپ کو ہفتے کے دن (کام کرنے) کی اجازت دی ہے جس کے متعلق حضرت موسیٰؑ نے آپ کو وصیت کی تھی کہ جو آپ کیلئے ہفتہ کا دن (کام کے واسطے) جائز قرار دے اس کو قتل کردو۔ اس لئے اسکو قتل کرنے اور سولی دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ پھر اس نے ایسی چیزوں کا ذکر کیا جن کو بیان کرنا زیب نہیں دیتا۔ بنی اسرائیل آنجنابؑ کے متعلق خوف کی حالت میں رہے، ان کی جماعت ان کے اعتقاد پر قائم رہی۔ ان میں سے ہر جاہل شخص نے بغیر سوچے سمجھے کام کیا، وہ (مختلف) علاقوں میں سیاحت کرتے ہوئے نکل گئے۔ آنجنابؑ کے شاگردوں میں سے ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ ان کے بعد وہی منصوب (مقرر کردہ)، انکی میراث کا مالک اور ان کا جانشین ہے۔

حضرت شمعونؑ نے آنجنابؑ کی میراث کو سمیٹ لیا اور اس کو پوشیدہ رکھا۔ وہ ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں بھاگتے رہے۔ بنی اسرائیل ان کو تلاش کرتے تھے جب وہ کسی علاقے میں پہچانے جاتے تھے تو وہاں سے نکل جاتے تھے۔ وہ وفات پانے تک اسی حالت میں رہے۔

روایت کی گئی ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ کو صلیب سے اتارا گیا اور دفنایا گیا تو وہ دفن کی ہوئی جگہ میں تین دن رہے۔ مؤمن خواتین ان کی زیارت کے لئے آتی تھیں۔ جب وہ اپنے معمول کے مطابق تیسرے دن حاضر ہوئیں اور ان میں سے ایک ان سے آگے بڑھ کر قبر کی طرف آئی تو حضرت عیسیٰؑ کو دیکھا کہ وہ قبر پر کھڑے اپنے سر اور داڑھی سے مٹی جھاڑ رہے ہیں، پھر وہ آسمان کی طرف بلند ہوگئے، وہ انہیں دیکھ رہی تھی۔ وہ شہر میں داخل ہوئی اور جو کچھ دیکھا تھا اس کے متعلق لوگوں کو آگاہ کیا۔ خلقت نے تیزی سے قبر کا رخ کیا (مگر) اس میں کسی کو نہیں پایا انہوں نے صرف آنجنابؑ کے کفن کو زمین پر پھینکا ہوا پایا۔ قوم پر ندامت واقع ہوئی، اپنے کئے پر نادم ہونے والوں میں پہلا شخص ان کا قاتل یہودا تھا، روایت کی گئی ہے کہ جب یہودا نے آنجنابؑ کو ... دیکھا تو (ان کی) قبر پر اپنے آپ کو قتل کیا، نیز روایت کی گئی ہے کہ انہیں سولی دیتے وقت زمین تین دن تک لرزتی رہی اور لوگوں کو اپنے اندر سمانے کے قریب ہوئی یہاں تک کہ لوگ اپنی جانوں کی ہلاکت سے ڈر گئے۔

حضرت عیسیٰؑ نے حضرت محمدؐ کے بارے میں اپنی اُمت کو خبردار کرتے ہوئے جو وصیتیں کی تھیں وہ یہ ہیں۔ میں آپ کو بارقلیطِ اکبر کی وصیت کرتا ہوں، جن کا نام احمدؐ ہے۔ ان کی بات کو خدا نے تنزیل میں اپنے قول میں بیان فرمایا ہے: ''وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ'' (٦١:٦)۔ اور ایک رسول کی خوشخبری دیتے ہوئے جو میرے بعد

آنے والے ہیں ان کا نام احمد ہوگا۔ پھر آنجناب ؑ نے شاگردوں سے فرمایا: میں نے آپ کو اپنے بعد یتیموں (کی حالت میں) نہیں چھوڑ دیا ہے، بارقلیط آپ کے پاس آنے والے ہیں، آپ کو میری بزرگی اور بلند مقام کے بارے میں بتانے والے ہیں، جب تک میں نہیں جاؤں گا وہ نہیں آئیں گے۔ انہوں نے اپنی موت سے اپنی شریعت کا منسوخ ہونا مراد لیا، فرمایا: غافل مت رہو کہ فرزندِ بشر آپ کے پاس اچانک آجائیں گے اور آپ کو احساس بھی نہ ہو۔ آپ کے خیال میں انہوں نے فرزندِ بشر سے کس کو مراد لیا؟ جبکہ انہوں نے اپنے آپ سے بشری پیدائش کی نفی کی ہے۔ پھر انہوں نے فرمایا کہ فرزندِ بشر (کے آنے) کی توقع میں آپ کی مثال دس کنواری خواتین کی ہے جو دلہن کی ملاقات کیلئے نکلی ہوں اور وہ انتظار کر رہی ہوں۔ ان میں سے ہر ایک کے پاس ایک چراغ جل رہا ہو۔ ان میں سے پانچ خواتین نے اپنے چراغوں میں موجود تیل کے علاوہ (بھی) تیل تیار کیا ہو جبکہ پانچ (اس کی) تیاری سے غافل ہوں اور وہ راستے کے درمیان بیٹھی دلہن کا انتظار کر رہی ہوں۔ جب (انتظار کا) معاملہ ان پر طویل ہوگیا تو غافل خواتین کے چراغوں میں موجود تیل ختم ہوگیا، انہوں نے دیگر پانچ سے تیل ادھار مانگا تو انہوں نے انکار کیا۔ وہ تیل کی طلب میں اپنے گھر واپس آئیں، ان کے واپس آتے وقت دلہن (وہاں سے) گزری۔ تیار بیٹھی ہوئی خواتین نے اس سے ملاقات کی، اس کو دیکھا اور اس کے دیدار سے خوش ہوگئیں۔ پھر دلہن اپنے گھر میں داخل ہوگئی اور اس کے پردے گرادئے اور ان سے پوشیدہ ہوگئی۔ پس وہ پانچ خواتین حیران اور غافل حالت میں رہیں، ان کی دلہن کے دیدار کی طلب کی حرص اور کوشش ضائع ہوگئی جبکہ تیار خواتین اس کو دیکھنے اور پہچاننے میں کامیاب ہوگئیں۔ اسی طرح آپ فرزندِ بشر سے غافل نہیں ہوں گے، وہ آپ کی مصروفیت اور غفلت کے وقت آپ کے پاس سے گزریں گے، آپ پہلے اپنے بھائی بنی اسرائیل کے صحرا میں حیران حالت میں باقی

رہیں گے۔ حضرت عیسیٰؑ نے اس سے حق سے غفلت کا صحرا مراد لیا۔ پانچ خواتین جو دلہن کو دیکھنے میں کامیاب ہوگئیں، سے مراد وہ لوگ تھے جن کے پاس کتاب کا علم تھا۔ پس انہوں نے فرزندِ بشر کے ظہورات کے وقت انہیں پہچان لیا اور پانچ غافل خواتین سے مراد ہر شریعت اور زمانے میں (پائے جانے والے) حق سے متنفر اور غفلت کے صحرا میں حیران ملتیں ہیں۔ وہ خدا کے اولیاء کو جھٹلانے کی طرف لوٹ جاتے ہیں اور سرکش شیطانی بتوں پر ٹھہرتے ہیں اور وہ انہیں رائے اور قیاس کی طرف لوٹاتے ہیں اور وہ ایک غیر موجود ہستی کا انتظار کرتے ہیں جس (کے ظہور) کا وقت بھی وہ نہیں جانتے۔

نصاریٰ نے حضرت عیسیٰؑ کی وصیت میں سے جو کچھ ضائع کیا (وہ) یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے ان کو اس ہستی سے دوستی کرنے کا حکم دیا تھا جس کو ان کیلئے مقرر کیا تھا۔ نیز وہ جس کے پاس حضرت عیسیٰؑ کی میراث کو پائیں اس کو قبول کرنے کیلئے فرمایا تھا۔ نیز ان سے فرمایا تھا کہ میری میراث کی علامت یہ ہے کہ وہ صرف اس شخص کے پاس پائی جائے گی جو اس کو استعمال کرتا ہو جسطرح میں اس کو استعمال میں لاتا ہوں۔ وہ ان لوگوں کے پاس نہیں پائی جائے گی جو میری مشابہت اختیار کرتے ہیں، اور میری طرف سے اور میرے بعد میرے وصی کی طرف سے جھوٹ بولتے ہیں۔ انہوں نے پوچھا: ہم ان جھوٹوں اور (ایسی) مشابہت اختیار کرنے والوں کو کیسے پہچانیں گے؟ حضرت عیسیٰؑ نے جواب دیا: آپ ان لوگوں کے پاس میری میراث میں سے کچھ نہیں پائیں گے، آپ ایسے لوگوں سے خبردار رہیں جو عیسائیت کا دعویٰ کرتے ہوں اور وہ اس سے خالی ہوں۔ اگر آپ ان کی معرفت (کی مقدار) سے آگاہ ہونا چاہیں تو ان کے افعال کو دیکھیں۔ آپ ان سے ظاہر ہونے والے اعمال کے سلسلے میں انہیں اونٹ کی طرح پائیں گے جو چھونے میں نرم اور کھینچنے میں آسان ہے اور ان کے باطن میں (پائے جانے والے) اعمال کے لحاظ سے انہیں بھیڑیے کی طرح پائیں گے۔ اگر آپ انہیں

ایسا دیکھیں تو ان سے میری اور میرے وصی کی میراث [جنہوں نے اسکو مجھ سے وراثت میں پایا ہے] کا مطالبہ کریں۔ آپ جن لوگوں کو ہمارے طریقے پر پائیں تو ان کی مخالفت نہ کریں اور جن کے پاس اسمیں سے کچھ نہ پائیں، جس کو میں نے آپ کے لئے بیان کیا ہے، تو جان لیں کہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جن سے میں نے آپ کو خبردار کیا ہے۔ آپ اس ہیئت کے مطابق میرے گرجے کی بنیاد رکھنے کو دیکھیں جس کا خاکہ میں نے آپ کیلئے بنایا ہے، آپ اس کے متعلق دریافت مت کریں کہ جس کے نتیجے میں آپ گمراہ ہو جائیں۔ آپ اس ہستی کو طلب کریں جو اس کو بنانے والی ہے اور اس کے راز کو سمجھانے والی ہے۔ آپ جس کے پاس اس کو پائیں تو اسکی پیروی کریں۔ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے گرجے کو چار ستونوں پر بنایا اور اُنہی کو چار اصول (جڑوں) کی مثالیں بنایا۔

روایت کی گئی ہے کہ جب حضرت مسیحؑ (دنیا سے) غائب ہوگئے تو ان کے وصی بھاگ گئے تھے، ان کے پیروکاروں نے ان کے بعد ان کی چھوڑی ہوئی کتاب اور شریعت کو ہٹا دیا تھا اور یہ عمل وصی سے ان کے حسد کی وجہ سے تھا۔ نیز یہ حضرت عیسیٰؑ نے وصیت کے وقت ان کے دلوں کو جو بھڑکایا تھا اسکی وجہ سے تھا۔ پس انہوں نے ان چار انجیلوں کی تالیف کی۔ جب وہ (حقیقی) انجیل تک رسا نہ ہوئے تو ان میں حضرت مسیحؑ کی عادات اور طرزِ زندگی کو لکھا۔ اس لئے ہم ان انجیلوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کے کئے ہوئے اعمال، علم وحکمت کے فرمودات اور ضرب الامثال، جن کو ہم نے بیان کیا ہے، جن باتوں کی انہوں نے تحقیق کی تھی اور جس چیز کی آپ اپنی زندگی میں انہیں وصیت فرماتے تھے، وہ ان کے بیان پر مشتمل ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ نے کوئی کتاب تالیف نہیں کی، اس لئے کہ ان کا کوئی دارِ ہجرت نہیں تھا جسمیں (بیٹھ کر) وہ اپنی سیرت، کتاب اور حکمت کو جمع کرتے، جیسا کہ ان جیسے دیگر انبیاء نے کیا تھا۔ آنجناب نے اپنی سیاحت کے دوران صرف بنی اسرائیل کی کتاب تالیف کی تھی اور اسے اپنے وصی کے

سپرد کر دیا تھا، اس میں سے صرف وہ حصّہ لوگوں کے ہاتھ لگا، جس کو وصی نے اپنی زندگی میں ظاہر کیا تھا اور اسکو پادری کے حوالے کیا تھا۔ وہ اسے دُعا کے بعد لوگوں کیلئے پڑھتا تھا وہ اس میں سے ذرا سا کلام (بھی) پھیلانے والے پر پابندی لگا دیتا تھا۔ وہ کتاب جو آنجنابؑ کے کلام کیساتھ موافقت رکھتی تھی حضرت شمعونؑ کے پاس تھی اور اسکی تاویل بھی، جیساکہ ہم نے کہا انہوں نے اس کو کسی کیلئے ظاہر نہیں کیا۔ جب ان کو (دنیا سے) لیجانے کا وقت آگیا تو اسکو خدا کے حکم سے حضرت اقلیمس یعنی نیک بندے کے حوالے کیا جو چھوٹے یحییٰ تھے۔ اس کو ان کی آنے والی شخصیت، گزری ہوئی شخصیت سے حضرت محمدؐ کے ظاہر ہونے تک وراثت میں پاتی رہی جیساکہ ان جیسے انبیاء اور اوصیاء کا عمل پہلے گزرا تھا، اور روحانی باپ کی طرف سے نازل کردہ انجیل جس میں امر، نہی، تنزیل، تاویل اور اوّلین و آخرین کا علم تھا وہ اس کے اہل (وارث) کے پاس رکھا ہوا ہے اور اس کو سلف، خلف کو منتقل کرتی رہی ہے یہاں تک کہ وہ اس شخصیت کو پہنچا دے گی جو اس کے ساتھ برپا ہونے والی اور اسے (لوگوں کو) عطا کرنے والی ہے اور جس کو خدا اس کے حقائق تک رسائی کی نوازش کرنے والا ہے۔ روایت کی گئی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے سفر کے دوران حضرت قائمؑ ظاہر ہوئے تھے، حضرت عیسیٰؑ کی اولاد ان کے دارِ ہجرت کو آباد کرتے ہیں، اس بات کو خاص و عام سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت قائمؑ برپا ہوں گے تو حضرت عیسیٰؑ آسمان سے نازل ہوں گے اور حضرت قائمؑ کے پیچھے نماز ادا کریں گے۔ یہ ہے وہ سب کچھ جو عیسائی دین کی علامات میں سے ہم تک پہنچا ہے۔

اے بھائیو! اگر آپ کے لئے اس میں سے کچھ مشکل لگے تو اس کو اپنی کتاب کے علاوہ (زندہ ہستیوں سے طلب کرنا) آپ پر فرض ہے۔ وہ آپ کے لئے حقائق میں سے وہ کچھ ظاہر کریں گے جو آپ سے پوشیدہ ہے جس کو طلب کرنا آپ پر فرض کیا گیا

ہے۔ اس لئے رسولؐ فرماتے ہیں: ''طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ''۔ علم کا طلب کرنا ہر مؤمن مرد اور عورت پر فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ'' (۲:۲)۔ ہم نے انہیں جو کچھ عطا کیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ نیز فرمایا: ''عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ'' (۲۳۶:۲)۔ امیر شخص پر اس کے اندازے کے مطابق نیکی فرض ہے اور غریب شخص پر اس کے اندازے کے مطابق۔

وہ شریعت جو عیسائیوں کے ہاتھ میں ہے اور جس کو وہ قائم رکھے ہوئے ہیں، اس کو حضرت عیسیٰؑ کے (دنیا سے) پردہ فرمانے کے ستر سال بعد (یعنی) قیصر بادشاہ کے ہاتھوں غفلت کے صحرا میں ان کی حیرانگی کے بعد پال (بولس = Paul) نے ان کے لئے قائم کیا تھا۔ انہوں نے حضرت شمعونؑ کے پاس جو تھا، اس سے انکار کیا اس لئے کہ انہوں نے آنجنابؑ کے ساتھ تعلق نہیں رکھا، جس طرح ان سے پہلے حضرت موسیٰؑ کی اُمت کے گمراہوں نے کیا تھا جس کے بارے میں قول پہلے گزرا ہے۔ حضرت شمعونؑ کے حضرت عیسیٰؑ کے بعد ان کے لئے جس گرجے کی بنیاد رکھنے کا تعلق ہے (وہ یہ کہ) انہوں نے گرجے کو وضع کیا، اس کے درمیان ہیکل کی تعمیر کی، گرجا کے درجے کو ہیکل کے درجے پر بلند کیا، قربانی کی جگہ کو حاملِ کتاب کہا اور کتاب کے مقام کو اس سے بلند قرار دیا۔ جب آپ گرجا اور اس کے درجے، ہیکل اور اس کے درجے، قربانی کی جگہ اور اس کے حامل اور (اس میں) چھ دفعہ داخل ہونے اور اس کے حامل کو شمار کریں گے تو ساتویں تک پہنچ جائیں گے۔ (حضرت عیسیٰؑ کے حقیقی) پیرو اس سے آگاہ رہے یہاں تک کہ جاثلیق (لاٹ پادری) آیا، جس نے حضرت شمعونؑ اور حواریوں کی میراث کا دعویٰ کیا۔ مؤمنوں نے اس سے اس دعوے پر ان کے لئے ایک دلیل قائم کرنے کا مطالبہ کیا جس کو وہ لیں۔ انہوں نے اس کے پاس ایسی کوئی چیز نہیں پائی جس کا اس سے مطالبہ کیا تھا۔ بعض لوگ اس سے منکر

ہوئے اور پوشیدگی اختیار کی اور وہ (مختلف) علاقوں میں گھومے اور بعض نے اس پر ایمان لایا۔ کافر مؤمنوں کے ساتھ تکبر سے پیش آئے اور ان کو (اپنے باطن سے) نکال دیا۔ جب مؤمنوں نے دیکھا کہ نبی اور وصی کی سنّت اور ان کے احکام تبدیل کئے گئے ہیں تو انہوں نے دیگر علاقوں کی طرف راہِ فرار اختیار کی، جس طرح اہلِ کہف اور ان کے علاوہ لوگ بھاگے تھے۔ یہ لاٹ پادری اور اس کی جماعت عیص کی اولاد میں سے تھے جو کہ حضرت یعقوبؑ کی اولاد اور ان ادیان والوں کے دشمن تھے جن کے پاس حضرت عیسیٰؑ کی وراثت اور ان کے وصی کا راز بطورِ امانت رکھا ہوا تھا۔ اور جو فارس (ایران) کے فرزند تھے۔ اس لئے تمام اُمت نے ان کا انکار نہیں کیا، نہ ان سے حسد کیا، اس لئے کہ وصیت اور وراثت ان کے پاس تھی۔ وہ اس پوشیدگی میں رہے یہاں تک کہ حضرت جرجیسؑ کے ذریعے ان میں امر (دعوت) مکمل ہوگیا جو کہ حضرت بحیرا راہبؑ تھے وہ فارس (ایران) کے فرزندوں میں سے تھے۔ مؤمنین ہر برپا ہونے والے اور حضرت عیسیٰؑ جیسے دعویٰ کرنے والے شخص سے (میراث) طلب کرتے رہے، جس طرح سے حضرت عیسیٰؑ نے انہیں (اس کی) وصیت کی تھی۔ انہوں نے ان میں سے جس کے پاس اسے پایا، تو اس کی پیروی کی اور جس کے پاس کچھ نہ پایا تو اس کا انکار کیا اور اس سے پوشیدگی اختیار کی، وہ لوگ جو اماموں سے کم یا زیاد میراث پاتے تھے ان کے داعی ہوتے تھے۔

جب بحیرا راہبؑ خدا کے امر اور وحی سے برپا ہوئے تو اپنے داعیوں کو زمین کے اقالیم میں تقسیم کیا، جس طرح ان سے پہلے گزری ہوئی ان جیسی ہستیوں نے کیا تھا۔ جزیرۂ عرب کو جو کہ مکّہ اور اس سے متصّل علاقے تھے، حضرت زید بن عمرو بن نُفیل کے حوالہ کیا۔ مکّہ ان کا دارِ ہجرت تھا اس لئے کہ یہ عربوں کے جمع ہونے کی جگہ تھی۔ ان کے داعی تہامہ اور اس کے پہاڑی علاقوں میں پھیلے ہوئے تھے۔ حضرت

اُبی بن کعب، حضرت زید بن عمرو کے داعی تھے، جس طرح حضرت شمعونؑ، حضرت عمرانؑ کی زوجہ کے داعی تھے۔

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

حضرت محمدؐ کی نبوت کا قصّہ

جب حضرت محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلبؑ اپنی سن بلوغت کو پہنچے تو حضرت اُبی بن کعب کی تربیت میں آ گئے (جو کہ داعی تھے) اس نے آپؐ کو اپنے صاحبِ جزیرہ (حجّت) کی طرف دعوت دی، جس طرح آپ سے قبل ستارے نے آپؐ کے پدرِ بزرگوار حضرت ابراہیمؑ کو دعوت دی تھی۔ آپؐ حضرت اُبی بن کعب کی خدمت کرنے کی آزمائش میں پڑ گئے جس طرح آپؐ کے والد حضرت ابراہیمؑ ستارے کی خدمت کی آزمائش میں مبتلا ہو گئے تھے۔ جب آپ کے (حضرت اُبی سے تعلیم لینے کا) کام پایۂ تکمیل کو پہنچا اور حضرت اُبی کے ظرف میں جو کچھ تھا اس کو آپؐ نے پوری طرح سے حاصل کر لیا تو اس نے آپؐ کو اپنے صاحبِ جزیرہ (حجّت) تک آگے بڑھا دیا جو کہ حضرت زید بن عمرو تھا۔ اس نے آپؐ سے اپنے امام اور صاحبِ دَور حضرت بحیراؑ کا عہد اور حضرت عیسیٰؑ کی شریعت کیلئے اقرار لیا۔ اسی حضرت زید بن عمرو سے روایت کی گئی ہے کہ وہ مکّہ میں خفیہ طور پر دعوت کرتا تھا یہاں تک کہ عربوں کو اسکے کارِ دعوت کا پتہ چل گیا تو انہوں نے اسکو ان کا دین چھوڑ دینے کی وجہ سے مکّہ سے ہجرت کرنے پر مجبور بلکہ مکّہ بدر کر دیا۔ وہ صرف رات کے وقت مکّہ میں داخل ہوتا اور بیتُ اللہ کے پاس نماز پڑھتا تھا۔

جب حضرت زید بن عمرو نے حضرت محمدؐ سے عہد لیا تو آپؐ کیلئے اس حق کو ظاہر کرنا شروع کیا جسے انبیاء، اوصیاء اور اماماں لیکر آئے تھے۔ آپؐ نے حضرت اُبی سے جو کچھ سنا اس کی وجہ سے آپؐ کے دل میں اثر کُن کیفیت پیدا ہو گئی جسطرح ستارے کے

بعد چاند سے حضرت ابراہیمؑ پر اثر کُن کیفیت واقع ہوئی تھی۔ (اس سے) آپؐ کے دل میں بتوں کیلئے بُغض بھی پیدا ہوگیا۔ یہ بات روایت کی گئی ہے کہ آپؐ پہلی شخصیت تھے جس نے ان بتوں کے عیوب پر نظر ڈالی تھی اور یہ حضرت زید سے سنے ہوئے (علم) کی وجہ سے تھا۔ یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ آپؐ کے چچا حضرت ابوطالبؑ نے آپ کو ذبح کردہ جانوروں کا گوشت حوالہ کیا تھا جن سے وہ بتوں کی قربت حاصل کرتے تھے، آپؐ سے فرمایا تھا کہ اگر آپ کے پاس سے قریش کا کوئی آدمی گزرے تو اس کو یہ گوشت پیش کردو۔ آپؐ نے اسکو اپنے غلام حضرت زید بن حارث کے حوالے کیا تھا کہ وہ اس کو آپؐ کیلئے اٹھائے رکھے، جب قریش کا کوئی آدمی آپؐ کے پاس سے گزرتا تھا تو آپؐ اسکو یہ گوشت پیش کرتے اور اس کو دے دیتے تھے اور وہ اسکو لیتا تھا۔ حضرت زید بن عمرو سے وابستہ ہونے سے قبل ایک دن آپؐ اسکے پاس سے گزرے تھے وہ مکّہ سے باہر تھا۔ آپؐ نے اس سے کہا تھا: اے چچا! کیا آپ اِس گوشت میں سے نہیں کھاتے؟ وہ بہت بوڑھا ہو چکا تھا، اس نے جواب دیا: اے بھتیجے! کہیں یہ اُن جانوروں کا گوشت نہ ہو جن کو وہ اپنے بتوں کیلئے ذبح کرتے ہیں، آپؐ نے کہا: جی چچا! اس نے کہا اے بھتیجے! میں اسکو نہیں کھاتا آپ اسکے متعلق اپنے چچا ابوطالبؑ اور اپنی پھپھیوں (یعنی) حضرت عبدالمطلبؑ کی صاحبزادیوں سے پوچھ لو آنحضرتؐ کے دل میں اس سے کچھ باقی رہ گیا جسکی حقیقت سے آپؐ آگاہ نہ ہوسکے۔ (بعد میں) جب آپؐ حضرت زید سے وابستہ ہوگئے تو اس (امر) کی حقیقت جان لی جس کی طرف اس نے آپؐ کے چچا اور پھپھیوں کے حوالے سے اشارہ کیا تھا۔ اب آپؐ نے اسکے بارے میں تفصیل سے جاننا شروع کیا یہاں تک کہ آپؐ کو ان لوگوں کی بعض باتیں درست ثابت ہوگئیں۔ جب حضرت زید نے آپؐ کو بتوں کے عیوب سے آگاہ کیا تو آپؐ نے کہا: جب سے میں نے انکے متعلق جان لیا ہے خدا کی قسم! ان کے قریب نہیں گیا ہوں۔ پھر آپؐ اور آپؐ کا غلام حضرت زید بن

حارث، حضرت زید بن عمرو سے وابستہ ہو گئے۔ دونوں نے اس سے اس (حق) کے بارے میں پوچھا جسے انبیاء، اوصیاء اور ائمہ لے کر آئے ہیں۔ نیز اسکے بارے میں بھی جس کے ذریعے بندہ اللہ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ دونوں نے حضرت زید کے ظرف میں جو کچھ علم تھا اسکو پوری طرح سے حاصل کیا۔ اس وقت حضرت زید نے دونوں کو امامِ زمان کے حضور تک بلند کیا امام نے حضرت زید کو آپؑ کو اپنے پاس حاضر کرنے کا حکم دیا، جس طرح حضرت شعیبؑ نے اپنی بیٹیوں کو حضرت موسیٰؑ کو حاضر کرنے کا حکم دیا تھا جب وہ عبدِ صالح سے بچھڑنے کے بعد لوگوں کے پاس آئے تھے۔ اور یہ بات آپؑ کے چچا حضرت ابو طالبؑ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے آپؑ کیساتھ شام کا سفر کیا تھا۔ اگر ہم آپ کے سفر کے معاملے کی تفصیلات میں جائیں تو یہ بات طویل ہو گی۔

عام لوگوں کے پاس جو روایت ہے اس کے مطابق حضرت بحیراؑ نے ان (مسافروں) کیلئے طعام کا بندوبست کر کے انہیں جمع کیا تھا۔ یعنی جب حضرتِ بحیراؑ آپؑ اور آپؑ کے چچا حضرت ابو طالبؑ کو اپنے پاس لے گئے اور آپ کو پہچانا تو آپؑ سے عہد و پیمان لیا، جس طرح حضرت شعیبؑ نے حضرت موسیٰؑ کو پہچانتے وقت ان سے عہد لیا تھا اور اپنا کارکن مقرر کیا تھا، اور جزیرۂ عرب کو آپ کے سپرد کر دیا۔ آپؑ کے چچا کو آپؑ کا خیال رکھنے، آپؑ کی پرورش کرنے اور آپؑ کی دعوت کے درجۂ کمال تک پہنچتے وقت ان کے پاس حضرت اسماعیل بن ابراہیمؑ کی جو میراث تھی، اسکو آپؑ کے حوالے کر دینے کی وصیت کی۔ نیز انہیں آپؑ کے کارِ دعوت کو پوشیدہ رکھنے، آپؑ کو اپنے دشمنوں سے بچانے اور آپؑ کے آگے کھڑے رہنے کا حکم دیا اور آپؑ کو اپنی (حضرت بحیراؑ کی) عمر کے آخری وقت تک حضرت عیسیٰ مسیحؑ کی دعوت قائم کرنے کا حکم دیا۔ آپؑ سے روایت کی گئی ہے کہ آپؑ نے دو قبلوں کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھی اور (امام ابو طالبؑ اور امام بحیراؑ کی) دو بیعتیں کیں۔ حضرت بحیراؑ نے حضرت زید بن عمرو کو لکھا کہ

وہ جزیرۂ عرب کو آپ کے حوالے کردے اور شام لوٹ آئے۔ پس حضرت زید نے اس حکم کو قبول کرلیا، اس سے راضی ہوا، اور آپؐ کیلئے رکاوٹ نہیں بنا، کیونکہ اسکے پاس کتاب کا علم تھا۔ اس لئے اللہ عزّوجلّ جب روح [الامین کعبے کی طرف رُخ کرنے کا پیغام لے کر] آپؐ پر نازل ہوا اور آپؐ نے حضرت عیسیٰؑ کے قبلے سے رُخ پھیر لیا تو اِس بارے میں فرماتا ہے: ''فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا'' (۳۷:۳۳)۔ جب زید نے اپنی زوجہ سے حاجت پوری کی تو ہم نے آپؐ کی شادی اس سے کردی۔ یعنی جب حضرت زید بن عمرو نے دعوت سے حاجت پوری کرلی تو ہم نے پہلے امر کی تکمیل تک آپؐ کو مکّہ میں دعوت کرنے کی آزادی دی، پہلے امر سے مراد حضرتِ عیسیٰؑ کی شریعت کو قائم کرنا اور ان کے زمانے کے امامِ مُتم یعنی حضرت بحیراؑ کی طرف دعوت دینا تھا۔

روایت کی گئی ہے کہ جب حضرت زید بن عمرو مکّہ سے نکلا اور نبی محمدؐ نے دعوت شروع کی اور آپؐ کا کارِ دعوت مشہور ہوگیا تو قریش کے لوگ آپ کو قتل کرنے کیلئے جمع ہوگئے جس طرح آپؐ سے قبل حضرت زید کو مکّہ بدر کرنے کے لئے جمع ہوگئے تھے۔ آپؐ کے معاملے میں ڈرنے کی وجہ سے بنو ہاشم آپؐ کو لیکر مکہ سے نکلے اور گھاٹی میں آپؐ کے ساتھ سات سال رہے۔ یہ ان میں پائی جانے والی آپؐ کی شناخت اور اس امر کی وجہ سے تھا جو حضرت قیدارؑ سے آپؐ کے ظہور تک ان میں بطورِ وراثت موجود تھا۔ آپؐ کے ظاہر ہوتے وقت انہوں نے آپؐ کے سامنے اپنی زندگیوں اور جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ آپؐ ہر روز حضرت عیسیٰؑ کی دعوت پھیلاتے تھے اور ابطحی اور تہامی اور ان کی آمد کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ آپؐ اپنی قوت کی کمی کے وقت اپنی دعوت قبول کرنے والوں سے فرماتے تھے: ''مَنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ عَشِيْرَةٌ تَمْنَعُهُ فَلْيَفِرَّ اِلَى اَرْضِ الْحَبَشَةِ''۔ جسکا (ایسا) خاندان نہ ہو جو اسکی حفاظت کرے تو وہ سرزمینِ حبشہ بھاگ جائے۔ روایت کی گئی ہے کہ تہامہ سے سرزمینِ حبشہ کی طرف پچھتر مرد و زن بھاگے

تھے۔آپؑ اسی حالت میں تھے یہاں تک کہ (حضرت عیسیٰؑ کی دعوت کے) کام کی تکمیل اور اسکی مدت پوری ہوگئی۔ اس وقت اللہ نے حضرت امام بحیراؑ کو کارِ دعوت مکمل طور پر آپؑ کے سپرد کر دینے کے لئے وحی بھیجی ۔یہ (بھی) روایت کی گئی ہے کہ آپؑ گھاٹی میں تھے اور عرب کے لوگوں نے قریش کے ساتھ میٹنگ کی اور انہوں نے ایک عہد نامہ لکھ کر کعبہ میں لٹکا دیا جس کے مطابق اگر وہ آپؑ پر غالب آگئے تو آپ کو قتل کر دیں گے، اور (باہر رہ جانے والے) بنو ہاشم، ان کی طرف مائل ہونے والے اور ان کی دعوت قبول کرنے والے کسی بھی شخص کو ان کے پاس گھاٹی میں جانے نہیں دیں گے اور نہ وہ ان کیساتھ خرید و فروخت کریں گے، نہ ان کے ساتھ کھائیں گے، نہ پئیں گے، نہ ان کیساتھ شادی بیاہ کریں گے مگر بنو ہاشم کے آپؑ کو ان کے حوالے کرنے اور ان کے آپؑ کو قتل کرنے کی صورت میں۔ روایت کی گئی ہے کہ آپؑ نے (عیسوی دعوت) کے اپنے کام کی تکمیل کے وقت خواب دیکھا کہ اللہ نے عربوں اور قبیلہ قریش کے آپس میں طے شدہ معاہدے کے تحریر کردہ صحیفے پر دابۃ الارض کو مسلط کیا ہے اس نے صحیفے میں موجود قطع تعلقی (کی تحریر) کو چاٹ کر ختم کیا ہے اور خدا کے اسمِ اعظم کو چھوڑ دیا ہے۔ نبیؐ صبح اُٹھے اور اپنے چچا سے دیکھے ہوئے خواب کا ذکر کیا۔ انہوں نے اُسی وقت قریش کو لکھا اور انہیں آپؐ کے خواب سے آگاہ کیا اور ان سے کہا کہ اگر معاملہ ایسا ہے جیسا کہ محمدؐ نے بیان کیا ہے تو تم کب تک قطع تعلقی پر باقی رہو گے، اگر معاملہ ایسا نہیں جیسا کہ محمدؐ نے بیان کیا ہے، تو میں ان کو تمہارے حوالے کردوں گا۔ اگر حضرت ابو طالبؑ کے پاس اس بات کی دُرستی اور اسکا یقین نہ ہوتا تو کیسے ان لوگوں سے مطمئن رہتے اور اسطرح کے شرائط اپنے لئے رکھتے۔ لیکن لوگ اس کو نہ جان کر خدا کے اولیاء کی شناخت سے اندھے ہوگئے ہیں۔ قوم نے ایک دوسرے کو اسکی وصیت کی اور انہوں نے حضرت ابو طالبؑ کے ایلچیوں اور قریش کے سرداروں اور دیگر عرب بادشاہوں

کے ایک بڑے گروپ کی موجودگی میں صحیفے کو کعبہ سے باہر نکالا تو معاملے کو ایسا پایا، جیساکہ حضرت محمدؐ نے بیان کیا تھا۔ اس وقت حضرت ابوطالبؑ اور بنوہاشم مکّہ واپس آگئے حضرت بحیراؑ نے ان کی طرف سفر کیا اور اپنے شاگردوں اور علم کی شناخت اور بصیرت رکھنے والوں کو جمع کیا اور ان کی موجودگی میں آپؐ کو (مرتبہ) سپرد کیا اور انہیں آپؐ اور خود پر (مرتبہ کے) سپرد کر دینے کا گواہ بنایا اور اپنے حجتوں، حواریوں اور اسباب کو آپؐ کے حوالے کر دیا اور آپؐ سے عہد و پیمان لیا جس طرح حضرت شعیبؑ نے حضرت موسیٰؑ سے اپنی بیٹی بیاہتے وقت عہد و پیمان لیا تھا۔ آپؐ سے نسبت دی ہوئی روایات میں یہ بھی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "اَقَمۡتُ مَعَ جِبۡرَائِیۡلَ سَنَتَیۡنِ"۔ میں جبرائیل کے ساتھ دو سال رہا۔ آپؐ نے اس سے حضرت بحیراؑ کو مراد لیا جنہوں نے (تربیت کے دوران) آپؐ پر جبر کیا تھا: وَاَقَمۡتُ مَعَ مِیۡکَائِیۡلَ عِشۡرِیۡنَ سَنَۃً۔ اور میکائیل کے ساتھ بیس سال رہا۔ اس سے اپنے چچا حضرت ابوطالبؑ کو مراد لیا جنہوں نے آپؐ کی پرورش کی تھی۔ دوسری روایت کے مطابق جبرائیل سے حضرت اُبی بن کعب مراد ہے جس نے آپؐ سے عہد و پیمان لیا، تھا اور میکائیل سے حضرت بحیراؑ مراد ہیں جنہوں نے آپؐ کو (مرتبہ) سپرد کیا تھا اور پھر آپؐ کے چچا حضرت ابوطالبؑ کو حکم دیا تھا کہ وہ حضرت قیدارؑ (کے زمانے) سے ان میں بطورِ امانت رکھے ہوئے امر کو آپؐ کے سپرد کر دیں۔ اس کی طرف متوجہ ہونا آپ کے لئے کافی ہے۔

نوٹ: امام ابوطالبؑ کے جن حدود نے آپؐ کی پرورش کی تھی ان کا بیان حضرت ابراہیمؑ کے قصے میں ہے۔

حضرت محمدؐ کا جسمانی اور روحانی قصّہ

حضرت محمدؐ خدا کے حکم سے برپا ہوگئے اور اپنے گذشتہ داعیوں اور حجتوں کو جمع کیا ان میں سے جن کو مقرر کرنا تھا ان کو اپنے سامنے مقرر کیا۔حضرت اُبی بن کعب کو اپنے نقیبوں میں سے ایک نقیب بنا دیا۔ آپؐ حضرت اُبی کو اپنے حجتوں پر فوقیت دیتے تھے اور ان سے فرماتے تھے: "اَقْرَاءَ کُمْ اُبَی" تم میں سب سے زیادہ مہمان نواز ہے۔اس میں آپؐ کی مراد یہ تھی کہ وہ علم اور حکمت سے میری مہمان نوازی کرتا تھا، جس طرح تم میں سے کوئی کھانے پینے کی چیزوں سے اپنے مہمان کی مہمان نوازی کرتا ہے۔یہ کلام اپنے حجتوں سے تھا عام لوگوں نے اسکو (ظاہری) مہمان نوازی سمجھا، اس سے آپؐ کی مراد یہ تھی کہ وہ حکمت سے آپکی مہمان نوازی کرتا تھا جو کہ روحوں کی زندگی (کا سبب) ہے جس طرح تم میں سے کوئی (ظاہری) کھانے پینے سے اپنے مہمان کی مہمان نوازی کرتا ہے جسمیں اجسام کی زندگی ہے۔۔۔ پھر انحضرتؐ نے (مرتبۂ نبوت و رسالت) پر فائز ہونے کے بعد اپنے باپ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی متروکہ سنّت کو زندہ کیا۔روایت کی گئی ہے کہ آپؐ کے والد حضرت اسماعیل بن ابراہیمؑ جب اپنے والد کی زندگی میں فوت ہوگئے اور ان کی موت سے مراد ان کا خاموش کیا جانا تھا، جیسا کہ اس بارے میں قول پہلے گزرا ہے، تو ان کا مرتبہ ان کے فرزند حضرت محمدؐ کیلئے بچا کر رکھا گیا تھا، جب حضرت محمدؐ برپا ہوئے تو ان کی سنّت کو زندہ کیا، جس طرح حضرت ہارونؑ کا مرتبہ، جب وہ اپنے بھائی حضرت موسیٰؑ کی زندگی میں فوت ہوگئے، تو

اسے ان کے فرزند کیلئے یوشع بن نونؑ میں پوشیدہ رکھا گیا تھا۔ اسی طرح حضرت امام اسماعیل بن جعفر صادقؑ اپنے باپ سے امر (امامت) لینے کے بعد جب پوشیدہ ہوگئے تو ان کا مرتبہ اُن کے فرزند کیلئے اُن کے حجت ہی میں باقی رکھا گیا، جسکو آپ نے اپنے فرزند (کی پرورش) کیلئے مقرر کیا تھا۔ جب رسول اللہؐ مکہ میں برپا ہوگئے جو کہ آپؐ کے والد حضرت اسماعیلؑ کا دارِ ہجرت تھا تو آپؐ نے عربوں کو دعوت دی جن کی نسبت آپؐ کے والد کیساتھ تھی، وہ حضرت اسحاقؑ کی اولاد اور عجم کے لوگوں سے بچھڑے ہوئے اور بیابانوں میں بکھرے ہوئے تھے۔ اور اپنے باپ حضرت اسماعیلؑ کے گھر (خانۂ کعبہ) کے گرد طواف کرتے تھے، اسی طرح ان کے داعی بھی ان کیساتھ بکھرے ہوئے تھے، اس لئے لوگ اِن کو جادوگر اور کاہن کہتے تھے۔ انہوں نے خدا کے راز کو نہیں جانا کہ وہ کس طرح اس کے اولیاء میں چل رہا ہے۔

حضرت محمدؐ نے اپنے والد حضرت ابراہیمؑ کی طرح چار پرندوں کو لیا اور ان کو زمین کے جزیروں کی طرف روانہ کر دیا کہ وہ پہاڑوں (سابقہ حدودِ دین) کو آپؐ کے نام پر دعوت قائم کرنے کا حکم دیں اور ان کو یہ بتادیں کہ امر (نبوت) آپؐ کی طرف لوٹ چکا ہے، آپؐ اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ خدا نے انصار میں سے بارہ لوگوں کے اسلام قبول کرنے کا شرف آپ کو بخشا۔ وہ مختلف گھروں سے تھے آپؐ نے انہیں مدینہ واپس بھیج دیا اور انہیں آپؐ کی دعوت پھیلانے کا حکم دیا۔ ان کی دی ہوئی دعوت کو (جب) ستر مردوں اور عورتوں نے قبول کیا تو ان بارہ لوگوں نے آپ کو اس بارے میں لکھا۔ آپؐ نے ان کو، دعوت قبول کرنے والوں کو اپنے پاس حاضر کرنے کا حکم دیا، وہ انہیں آپؐ کے پاس لے آئے، آپؐ ان کی طرف نکلے اور عقباء میں رات کے وقت ان سے ملاقات کی اور ان سے اپنا عہد لیکر اپنے اپنے مقام کی طرف واپس بھیج دیا، اور انہیں آپؐ کی طرف دعوت دینے اور انکی طرف آنے والے مہاجروں کو شامل کرنے

اور ان کی مدد کرنے کا حکم دیا۔ آپؐ اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ آپ کو تائید پہنچی اور آپکی دعوت قوی ہوگئی اور اللہ نے آپؐ پر (یہ آیت) نازل فرمائی: "وَاَنۡذِرۡ عَشِيۡرَتَكَ الۡاَقۡرَبِيۡنَ" (۲۶:۲۱۴)۔ اور اپنے قبیلے کے سب سے قریبی لوگوں کو ڈرا۔ آپؐ نے اپنی دعوت قبول کرنے والوں اور اپنے قبیلے کے لوگوں کو مدعو کیا اور ان سے مدد لی پھر آپؐ نے سارے عربوں کو ان کے باپ حضرت ابراہیمؑ کی متروکہ ملت کی طرف دعوت دی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "مِلَّةَ اَبِيۡكُمۡ اِبۡرٰهِيۡمَ هُوَ سَمّٰٮكُمُ الۡمُسۡلِمِيۡنَ" (۲۲:۷۸) تمہارے باپ ابراہیم کی ملت، جس نے تمہیں مسلمانوں کا نام دیا ہے۔ جس کے بارے میں بات پہلے گزری ہے۔ جب آپؐ نے شریعت تالیف کی تو تمام مختلف ادیان (والوں) کو اپنی شریعت کی طرف دعوت دی اور انکی شریعتوں کو منسوخ کر دیا۔ (اسکے نتیجے میں) مکہ جو کہ آپؐ کے والد حضرت ابراہیمؑ کا دارِ ہجرت (مرکز) تھا، آپؐ کے ضد کا گھر بن گیا۔ اس لئے کہ وہ اسمیں پہلے سے تھا، اور اس میں لوگوں کے اپنے بتوں کو نصب کرنے اور ان بتوں پر (زندہ) صنموں کو مقرر کرنے کی وجہ سے اسکا گھر (مرکز) بن گیا تھا اور اسمیں ان کی دعوت قائم تھی۔ چنانچہ حضرت (عبداللہ) ابنِ عباس سے یہ روایت کی گئی ہے کہ آپ نے کہا: زمانۂ جاہلیت میں لوگ قسموں پر باہم دوستی واتحاد اور معاہدے اور رشتے قائم کرتے تھے۔ کوئی کسی سے کہتا تھا: آپ میرے بھائی ہیں، آپ کا خون میرا خون ہے، آپ کا مال میرا مال ہے اور ہم میں سے کوئی دنیا سے گزر جائے گا تو اس کا بھائی اس کا وارث ہوگا، اور جس کو قتل کیا جائے گا تو اس کا بھائی اس کے خون کا بدلہ لے گا۔ وہ اسی پر قائم تھے یہاں تک کہ اسلام کا ظہور ہوگیا تو انہوں نے اس حالت کو چھپا دیا، جس پر وہ قائم تھے۔ (پھر) جب اللہ نے اپنے نبی پر (یہ آیت) نازل کی: "اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَةٌ" (۴۹:۱۰)۔ مؤمنین بھائی بھائی ہیں تو۔ آپؐ نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا، تو لوگ اپنی گزشتہ حالت کی طرف لوٹ گئے۔ جب اللہ نے نبیؐ پر آیت نازل کی:

"اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُھُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ کِتٰبِ اللّٰہِ" (۸:۷۵؛ ۳۳:۶)۔ خدا کی کتاب کے مطابق بعض قرابتدار بعض سے زیادہ حقدار ہیں تو سبب چھوڑ کر نسب نے وراثت پائی۔ پھر اللہ عزّوجلّ نے آیت نازل کی: "لِکُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ مِمَّا تَرَکَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَالَّذِیْنَ عَقَدَتْ اَیْمَانُکُمْ فَاٰتُوْھُمْ نَصِیْبَھُمْ" (۴:۳۳)۔ ہم نے ہر ایک کیلئے اس میں بنائے ہوئے بھائی مقرر کئے ہیں جسے والدین اور رشتہ دار چھوڑ جائیں اور جن کے ساتھ تمہارا عہد و پیمان ہو چکا ہو انہیں ان کا حق دو تو سبب کے ساتھ دینی بھائی بھی وارث بن گئے۔ اللہ نے دینی بھائیوں کیلئے ان کے بھائیوں کے اموال میں حصّہ مقرر فرمایا۔ جب آپؐ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو اس وقت اہلِ مکّہ اور تمام عرب فوج درفوج آپؐ کے پاس آتے تھے، (اس وقت) آدمی آپؐ کے پاس آکر ایمان لاتا تھا اور اس کی زوجہ باقی رہ جاتی تھی، اور عورت آکر ایمان لاتی تھی اور اس کا شوہر باقی رہ جاتا تھا۔ پس عربوں نے آپ کو لکھا کہ آپ ہماری خواتین کو ہمیں واپس کر دو اور اپنی خواتین کو لے جاؤ، نہیں تو ہم ان کے آپس میں نکاح کر دیں گے۔ اس وقت خدا نے اپنے نبیؐ پر آیت نازل فرمائی: "یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَکُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُھٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْھُنَّ اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِھِنَّ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْھُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْھُنَّ اِلَی الْکُفَّارِ" (۶۰:۱۰)۔ اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مؤمن عورتیں مہاجر بن کر آئیں تو ان سے (ایمان کا) امتحان لو، خدا ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے۔ اگر تم نے انہیں مومنہ جانا تو انہیں کافروں کی طرف مت لوٹا دو۔ تو اُس وقت رسولِ خداؐ نے اپنی دعوت قبول کرنے والوں کو (املاک کی) تقسیم، ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونے اور مساوات قائم کرنے کا حکم دیا۔ اس وقت لوگ ہجرت کی وجہ سے ایک دوسرے کی وراثت پانے لگے۔ مدینہ کے لوگ اس شخص کو تسلی دیتے تھے جو ان سے درجے میں کمتر ہوتا تھا، جو درجے میں ان کے برابر ہوتا تھا، اس کو برابری کا حصّہ دیتے تھے اور

جو درجے میں ان سے برتر ہوتا تھا، اس کو خود پر ترجیح دیتے تھے۔ اس لئے اللہ نے اپنے ارشاد میں انکی تعریف فرمائی ہے: "وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ" (۹:۵۹)۔ اور وہ دوسروں کو اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ ان کی اپنی حالت خستہ کیوں نہ ہو اور جو لوگ اپنے نفس کی لالچ سے بچائے گئے تو وہی فلاح پانے والے ہیں۔

ہم حضرت محمدؐ کے قصّے کی طرف واپس آتے ہیں، جسمیں ہم تھے۔ ہم کہتے ہیں کہ جب آنحضرتؐ نے (مرتبے کو) حضرت امام بحیراؑ اور اپنے چچا (حضرت امام ابو طالبؑ) سے وصول کیا اور آپؐ پر یہ آیت نازل ہوئی: "وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ" (۲۶:۲۱۴)۔ اور اپنے قبیلے کے سب سے قریبی لوگوں کو ڈرا۔ اور جب آپؐ نے ان کو دعوت دی تو پہلے علم والوں نے آپ کی دعوت کو قبول کیا، جیسا کہ ہم نے کہا ہے۔ نیز ان لوگوں نے بھی اس کو قبول کیا جن کے پاس علم کی شناخت تھی۔ جب آپؐ کا کام قوی اور حجّت بلند ہوگئ تو آپؐ نے باقی خلقت کو (اسلام کی) دعوت دی۔ جہاں تک عربوں کی بات ہے تو آپؐ نے ان کو حضرت ابراہیمؑ کی متروکہ ملت کی طرف دعوت دی جیسا کہ ہم نے کہا ہے۔ جہاں تک عجموں کی بات ہے آپؐ نے ان کو اپنی شریعت کی طرف دعوت دی جس سے ان کے پاس جو شریعتیں تھیں، ان کو منسوخ کیا اور خود کو ظاہر کیا آپؐ اپنی دعوت قبول کرنے والوں سے فرماتے تھے: "مَنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ عَشِيرَةٌ تَمْنَعُهُ فَلْيَفِرَّ إِلَىٰ أَرْضِ الْحَبَشَةِ" "جس کا (ایسا) خاندان نہ ہو جو اسکو روکے تو وہ سرزمینِ حبشہ بھاگ جائے۔ یعنی جس کے (ایسے) داعی نہ ہوں جو اس سے مخالفین کی اذیت کو روکیں، تو وہ سرزمینِ حبشہ بھاگ جائے۔ مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ توہین والی سرزمین اور ایسی جگہ رہے جہاں اس کے دین پر لعنت بھیجی جاتی ہو۔ جب وہ مؤمنین حبشہ کی سرزمین کی طرف (جانے کی غرض سے) نکلے اور اپنے اپنے اہل وعیال کو لے جانے کیلئے آئے، تو آپؐ

نے اس سے منع فرمایا اور کہا: تمہارا اس مکّہ میں رہنا قریب ہے۔ سرزمینِ حبشہ جوکہ شرک کا گھر تھا، کا سفر سمندر میں ایک مہینے کا تھا۔ آپؑ نے انہیں اپنی سرزمین اور جائے قرار (مکّہ) سے بھاگنے کا حکم دیا۔ وہ آپؑ کی اطاعت میں داخل ہو گئے۔ آپؑ نے انہیں آگاہ کیا کہ مکّہ نافرمانی کی زمین اور توہین کا گھر ہے، اس میں انکی درہم کے ایک ٹکڑے کی بھی خیانت نہ تھی نہ ان کے خلاف مال لوٹنے، خون بہانے، آبروریزی، اور لوگوں کو غلام بنانے کے سلسلے میں کوئی فیصلہ صادر ہوا تھا۔ لیکن انہوں نے آنحضرتؐ کے حکم کو تسلیم کرتے ہوئے یہ کیا، وہ اموال، اولاد، قبیلوں اور (دیگر) چیزوں سے جدا ہونے کے لئے راضی ہو گئے۔ اگر ہم ان کی تفصیل میں جائیں تو ان کی تشریح طویل ہو جائے گی۔

جب آپؑ رسالت کے لئے مختص ہوئے، جیسا کہ ہم نے کہا ہے، تو حضرت علیؑ کو (اسلام کی) دعوت دی جو کہ نوعمر لڑکے تھے اور حضرت خدیجہؑ کو (اسلام کی طرف) بلایا۔ یہ دونوں آپؑ کے قبیلے سے پہلی شخصیات تھے جنہوں نے آپ کی دعوت کو قبول کیا تھا۔ آپؑ ان دونوں اور ان مؤمنین کو جو آپؑ کے ساتھ تھے، اکٹھا کرتے تھے اور رات کو ان کیلئے باہر نکلتے تھے اور ان کیساتھ بیتُ اللہ کے پاس نماز پڑھتے تھے جس طرح آپؑ کے (علمی) باپ حضرت زید بن عمرو بیتُ اللہ کے پاس نماز پڑھتے تھے۔ آپؑ ہر اس شخص کو جو آپؑ کی دعوت قبول کرتا تھا، مدینے کی طرف سفر کرنے کا حکم دیتے تھے۔ اور مدینہ میں آپؑ داعیوں کو انکی دعوت قبول کرنے والوں اور انکی طرف ہجرت کرنے والوں کی حفاظت کرنے کیلئے لکھتے تھے۔ ان داعیوں نے آپ کے لئے جو کام کیا تھا، اسکے بارے میں بات پہلے گزری ہے، آپؑ ان کے بارے میں فرماتے تھے: ''رَحِمَ اللہُ الْاَنْصَارَ وَاَبْنَاءَ الْاَنْصَارِ وَاَنْصَارَ الْاَنْصَارِ وَ مَوَالِیَ الْاَنْصَارِ وَلَوْسَلَكَ اَنْصَارُ شِعْباً لَسَلَكْتُهُ'' خدا انصار، انصار کے بیٹوں، انصار کے مددگاروں اور انصار کے دوستداروں

پر رحم فرمائے، اگر انصار کسی گھاٹی میں چلیں تو بالضّرور میں بھی اسمیں چلوں گا۔ آپؐ نے جن کو انصار (مددگار) مراد لیا وہ آپؐ کے حجتان تھے ان کے بیٹے آپؐ کے داعی تھے اور انصار کے انصار ماذون تھے اور انصار کے دوستدار مؤمنین تھے۔ یہ وہی لوگ تھے جن کو آپؐ نے میراث کی اجازت دی تھی، جیسا کہ ہم نے کہا ہے۔ پس وہ آپؐ کے مددگار تھے، نہیں تو آپ کسی ایسے شخص کے بارے میں اس جیسی بات کیسے کہتے تھے، جس کی گواہی کھجور کے ایک صاع کے لئے جائز نہ ہو۔

جب آپؐ کے انصار (حدودِ دین) زیادہ ہوگئے اور مدینہ انصار سے بھر گیا، تو آپؐ نے بذاتِ خود مدینہ کی طرف ہجرت کی، اس کو اپنا دارِ ہجرت (مرکز) بنا دیا اور اس میں خدا کے دین اور اسکے احکامات کو قائم کیا، جس طرح آپ سے پہلے گزرے ہوئے (پیغمبروں) نے کیا تھا۔ آپؐ نے ان انصار کو جمع کیا اور ان کے ساتھ مل کر اپنے دشمن کے خلاف جہاد کیا۔ اس قوت اور بیان کی وجہ سے ان کا دبدبہ تھا اور اس کی وجہ سے وہ اپنے دشمنوں پر غالب آگئے۔ یہی سبب ہے کہ خدا نے اپنی کتاب میں اپنے قول سے ان کی تعریف فرمائی ہے: "وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً" (۹:۵۹)۔ اور وہ لوگ جو مہاجروں سے پہلے گھروں میں مقیم تھے اور ان سے پہلے ایمان لائے تھے وہ ان کی طرف ہجرت کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ انہیں دیا گیا ہے وہ اپنے دلوں میں اسکی ضرورت بھی محسوس نہیں کرتے یعنی جو علم و حکمت انہیں دیا گیا ہے اپنے دلوں میں اس پر کسی اور علم کی ضرورت محسوس نہیں کرتے ہیں، آپؐ ان کے ساتھ اسی حالت میں تھے، یہاں تک کہ آپؐ کی نبوت کے تیسرے سال کے شروع میں خدا نے (مکّہ میں) آپؐ پر قرآن نازل فرمایا۔ پس آپؐ داعی کے بعد ناطق بن گئے اور (اپنی) شریعت تالیف کی اور گزشتہ شریعتوں کو منسوخ کیا جیسا کہ ہم نے کہا ہے اور قبلے کو تبدیل کیا۔ اور یہ بات

روایت کی گئی ہے کہ آپؑ مؤمنین کے ساتھ مشرق کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ (مدینے میں) آپؑ پر یہ آیت نازل ہوئی: "قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ" (۲:۱۴۴)۔ ہم تمہارے چہرے کو آسمان میں نظریں دوڑاتے ہوئے دیکھتے ہیں ہم تمہیں ایک قبلے کا مالک بنا دیں گے جس سے تم راضی ہو جاؤ گے تم اپنے چہرے کو مسجدِ حرام کی طرف پھیر دو۔ آپؑ نے مؤمنین کو بیتُ اللہ کی طرف پھیر دیا اور جب آپؑ خود پر نازل کی جانے والی اس آیت کو ان کیلئے پڑھنے سے پہلے (نماز میں) بیٹھے، ایک دفعہ سلام پھیرا اور قوم کو اس پر پابند کیا، تو انہوں نے واقع ہونے والی تبدیلی کے بارے میں آپؑ سے پوچھا۔ نیز اس کو حضرت بحیرا راہبؒ سے بھی روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے (بظاہر) کہا: محمدؐ نے کب حضرت اسحاقؑ کی اولاد کے مرتبے کو لیا اور کب امر (نبوت) حضرت اسماعیل بن ابراہیمؑ کی اولاد کی طرف لوٹا؟ روایت کی گئی ہے کہ آپؑ نے اپنے ہاتھ سے مغرب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: إِذَا جَاءَ الْاِثْنَا عَشَرَ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ فَعِنْدَ ذٰلِكَ يُطْوَى الْكُتُبُ الْمُنَزَّلَةُ وَيَظْهَرُ سَرَائِرُهَا وَيَرْجِعُ الْاُمَمُ عَلٰى كَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ يَقُوْمُ بِهَا رَجُلٌ وَاحِدٌ وَيُجْمَعُ الْمِلَلُ وَالْاَدْيَانُ اِلَيْهِ فَيَجْمَعُهُمْ عَلٰى دِيْنٍ وَاحِدٍ"۔ جب بارہ شخصیات اس سمت سے آئیں تو اس وقت نازل کردہ کتابیں لپیٹ دی جائیں گی اور ان کے پوشیدہ بھید ظاہر ہوں گے، اُمتیں ایک کلمے کی طرف لوٹیں گی جسکو ایک شخص قائم رکھے گا ملتیں اور ادیان اس کے پاس جمع کئے جائیں گے وہ ان ملتوں اور ادیان والوں کو ایک دین پر جمع کرے گا۔

جب رسولؐ نے اپنا دارِ ہجرت (دعوت کا مرکز) نصب کیا اور اپنی شریعت تالیف کی تو اپنے باپ حضرت ابراہیمؑ کی سنّت کو قائم کیا۔ آپؑ نے شریعت کے احکام اور حدود کو مقرر کیا جن کے مطابق مظلوموں کیلئے ظالموں سے بدلہ لینا، چور کا ہاتھ

کاٹ دینا، زنا کرنے والے کو کوڑوں سے سزا دینا اور خدا کے حقوق کو ان کے حلال کرنے والے سے لے لینا اور ان کو ان کے مستحق لوگوں کے وہاں رکھ دینا۔ لوگوں نے آپؑ کے بارے میں ایک دوسرے سے سنا، مؤمنین میں سے جو آپؑ کے شہر سے بھگائے گئے تھے وہ واپس آتے تھے، مؤمنین نے حبشہ کی سرزمین تک خط وکتاب کی، وہ اپنے گھر واپس آگئے۔ اور مدینہ حفاظت کا گھر بن گیا جہاں ان پر کسی ظالم کا ظلم جائز نہیں تھا، نہ ان پر کسی سرکش کی دسترس تھی، ان کی روحیں وحشت کے بعد مطمئن اور نفرت کے بعد پُرسکون ہوگئیں، اس وجہ سے ان کے دلوں نے آپؑ کی محبت کا جام نوش کیا۔ پھر آپؑ ان کے پاس ایسے دلائل لے آئے کہ جن سے دنیا کی عقول کو عاجز کر دیا، کافروں میں سے جو لوگ آپؑ سے متنفر ہوگئے تھے، وہ مجبوراً آپؑ کے پاس واپس آگئے، وہ فاسق اور کافر تھے۔ مؤمنین میں سے جو بھی آپؑ کے پاس آتے تھے، اس سے مؤمنین طاقتور اور ان کے دشمن کمزور ہوتے تھے۔ اس لئے اللہ فرماتا ہے: ”وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا“ (۱۵:۱۳)۔ اور آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہیں وہ خوشی اور زبردستی سے اللہ کیلئے سجدہ کرتے ہیں۔ جب لوگوں کے نزدیک پہلا علم (تنزیل) صحیح ثابت ہوگیا اور منافقوں نے نہ چاہتے ہوئے آپؑ کی اطاعت کی، تو آپؑ مؤمنین کے ساتھ مکہ آگئے، اس کو فتح کرلیا، کافروں کے بتوں کو توڑا، اپنے والد کے گھر لوٹ آئے اور اپنے ضد کو اس سے بدر کر دیا۔ آپؑ کے کارِ دعوت کی جن باتوں کو سرگزشتوں نے بیان کیا ہے، اگر ہم ان کی تفصیل میں جائیں تو ان کی تشریح طویل ہو جائے گی۔ آپؑ حبشہ سے بھاگنے والوں اور دوسری جگہ عزت تلاش کرنے والوں کیلئے فرماتے تھے: ”اَلْفَارُّوْنَ بِدِيْنِهِمْ يُحْشَرُوْنَ مَعَ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَزِمْنَا الْعَمَلَ بِمَا اُمِرْنَا بِهٖ“۔ اپنے دین کے ساتھ بھاگنے والے (قیامت کے دن) حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ اکٹھے کئے جائیں گے، ہم اس عمل سے وابستہ رہے جس کیلئے ہمیں امر کیا گیا ہے۔ اس بارے

میں خدا کا ارشاد ہے: ''اَلَمۡ تَکُنۡ اَرۡضُ اللهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِیۡهَا'' (۴:۹۷)۔کیا خدا کی زمین کشادہ نہیں تھی کہ تم اس میں سفر کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے قول میں ان کو مستثنیٰ قرار دیا جو اُٹھ نہیں سکتے تھے: ''اِلَّا الۡمُسۡتَضۡعَفِیۡنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالۡوِلۡدَانِ لَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ حِیۡلَةً وَّلَا یَهۡتَدُوۡنَ سَبِیۡلاً'' (۴:۹۸)۔مگر وہ مرد اور خواتین اور لڑکے جو کمزور ہوں اور تدبیر نہیں کر سکتے ہوں اور جن کو راستہ معلوم نہ ہو۔ خدا نے ان کا عذر قبول کیا اور ان کیلئے وہی اجر مقرر کیا جو طاقتور مجاہد کیلئے ہے رسولِ اکرمؐ نے فرمایا: ''وَالَّذِیۡ نَفۡسِیۡ بِیَدِهٖ لَتَاۡمُرُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَلَتَنۡهَوُنَّ عَنِ الۡمُنۡکَرِ اَوۡ لِیُسَلِّطَنَّ اللهُ عَلَیۡکُمۡ شِرَارَکُمۡ ثُمَّ لَیَدۡعُوَنَّ خِیَارُکُمۡ فَلَا یُسۡتَجَابُ لَکُمۡ''۔اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم لازماً نیکی کا حکم دو گے اور بُرائی سے روکو گے یا کہ خدا تم پر تمہارے بُرے لوگوں کو مسلط کر دے گا پھر تمہارے اچھے لوگ دعا کریں گے مگر ان کی دعا قبول نہیں کی جائے گی۔نیز فرمایا: ''لَا قُدِّسَتۡ اُمَّةٌ لَمۡ تَنۡتَصِفۡ لِمَظۡلُوۡمِهَا مِنۡ ظَالِمِهٖ''۔ کوئی اُمت پاک شمار نہ ہوگی جو اسکے مظلوم شخص کیلئے اس پر ظلم کرنے والے سے انصاف نہ کرے۔ نیز فرمایا: ''اِذَا هَابَتۡ اُمَّتِیۡ اَنۡ تَقُوۡلَ لِظَالِمِهَا یَا ظَالِمُ فَقَدۡ تَبَرَّاَ اللهُ مِنۡهَا''۔ جب میری اُمت اس کے ظالم شخص کو ظالم کہنے سے ڈر جائے، تو خدا اس سے بَری ہو جائے گا۔اور فرمایا: ''لَا تَزَالُ یَدُ اللهِ عَلٰی هٰذِهِ الۡاُمَّةِ مَا لَمۡ یُعَظِّمۡ اَبۡرَارُهَا فُجَّارَهَا فَاِذَا فَعَلُوۡا سَلَّطَ اللهُ عَلَیۡهِمۡ سُوۡءَ لَعۡنَتِهِمۡ وَاَلۡزَمَهُمُ الذُّلَّ وَالۡفَقۡرَ وَالۡفَاقَةَ''۔اس اُمت پر خدا کا ہاتھ اس وقت تک رہے گا جب تک اس کے نیک لوگ بُرے لوگوں کی تعظیم نہیں کرتے رہیں گے، جب وہ ان کی تعظیم کرنے لگیں گے تو خدا ان پر ان بُرے لوگوں کی بُری لعنت کو مسلط کر دے گا اور ان پر ذلت، غریبی اور فاقہ لازم کر دے گا۔ اور فرمایا: ''لَا طَاعَةَ لِمَخۡلُوۡقٍ فِیۡ مَعۡصِیَةِ الۡخَالِقِ''۔کسی مخلوق کی ایسی کوئی اطاعت نہیں جس میں خدا کی نافرمانی ہوتی ہو۔ فرمایا: ''اَلۡفَارُّوۡنَ بِاَدۡیَانِهِمۡ یُحۡشَرُوۡنَ مَعَ عِیۡسٰی بۡنِ

مَرْیَمَ"۔اپنے ادیان کے ساتھ بھاگنے والوں کو (قیامت کے دن) عیسیٰ ابنِ مریمؑ کے ساتھ اکٹھا کیا جائے گا۔ پھر یہ (قول) تصدیق کرتا ہے کہ اصحابِ کہف اماماں اور رسولاں نہیں تھے وہ صرف پہنچے ہوئے مؤمنین تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ان کے آباء کی سنّتوں اور احکام کو تبدیل کیا گیا ہے تو وہ ظلم اور ظالموں سے اپنے ادیان کے ساتھ بھاگ گئے۔ جب خدا نے ان کی نیتوں کو جان لیا تو اپنی کتاب میں انکی تعریف فرمائی اور انہیں ان کے دشمنوں سے چھپا دیا۔ باطن میں یہ خطاب ایسا ہے کہ اس سے مؤمنین کی آنکھوں کو ٹھنڈک ملتی ہے۔ ہم نے اس خطاب کو ان لوگوں پر حجّت قرار دیا جنہوں نے ہمارے اماموں نیز ان کے ایک ملک سے دوسرے ملک فرار ہونے کا انکار کیا، خدا نے اپنے نبی سے فرماتے ہوئے ارشاد میں انہیں الٹے پاؤں لوٹا دیا ہے جو فرمایا کہ: "اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ" (۱۳:۷)۔ اے رسول! تم تو صرف ایک ڈرانے والے ہو اور ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہوا کرتا ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب رسولؐ ایک دارِ ہجرت نصب کر سکے تھے، حضرت عیسیٰؑ نے (اپنے لئے) ایک دارِ ہجرت نصب نہیں کیا تھا کہ جس میں وہ پناہ لیتے اور اپنے پیروکاروں کیساتھ یہودیوں سے اسمیں پوشیدہ ہو جاتے جو انکی تلاش میں ہوتے تھے۔ حضرت عیسیٰؑ اپنے پیروکاروں کو لے کر ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جاتے تھے، انہوں نے اپنے مریدوں کو پوشیدہ رہنے کا حکم دیا تھا تا کہ اس حادثے کے وقت ان میں سے کسی مددگار کو مصیبت نہ پہنچے۔ کیا آپ آنجنابؑ کے قول میں اپنے پیروکاروں کو تقیہ کرنے کی کی ہوئی وصیّت کو نہیں دیکھتے ہیں: "مَنْ لَطَمَ خَدَّكَ الْاَيْمَنَ فَاعْطِهِ الْاَيْسَرَ وَمَنْ اَخَذَ ثِيَابَكَ فَاعْطِهِ الْآخَرَ" جو تیرے دائیں رخسار پر تھپڑ مارے تو اس کو اپنا بایاں رخسار پیش کر جو تیرے ایک لباس کو لے جائے تو اس کو دوسرا لباس بھی دو۔ وہ انہیں یہ وصیت ان کے بچاؤ کی خاطر کرتے تھے وہ انہیں اپنے دشمنوں سے بھاگ جانے اور

ایک ایسے ملک میں پوشیدہ ہو جانے کا حکم دیتے تھے جس کو وہ نہ پہچانتے ہوں۔ حضرت عیسیٰؑ ایک دارِ ہجرت کی طلب میں سفر کرتے تھے جس میں پیروکاروں کو ان کے دشمن سے انصاف دلانے کیلئے پناہ لے سکیں وہ اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اُٹھالیا۔ ... خدا کا درود وسلام قیامت کے دن تک ہمارے آقا اور آخری نبی حضرت محمدؐ اور ان کی پاک و پاکیزہ آل پر ہو۔ تیری رحمت سے (یہ سب کچھ ہے) اے سب رحمت کرنے والوں سے بڑھ کر رحمت کرنے والے!

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

This page left blank intentionally for printing purpose

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

فہارس

۱۔ آیاتِ قرآنی ۲۸۳

۲۔ احادیثِ نبوی ۲۸۷

۳۔ حدود، اعلام اور اصطلاحات ۲۸۹

۴۔ اماکن ۳۰۳

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

This page left blank intentionally for printing purpose

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آیاتِ قرآنی

۱:۱ .... ۱۶۰
۲:۲ .... ۲۵۹
۲۹:۲ .... ۸
۳۰:۲ .... ۲۳،۲۰،۱۹
۳۴:۲ .... ۲۶
۳۵:۲ .... ۲۹،۲۵
۳۶:۲ .... ۴۴،۲۹
۴۹:۲ .... ۱۳۹
۶۷:۲ .... ۱۷۱
۷۱:۲ .... ۱۷۱
۸۹:۲ .... ۵۵
۱۲۴:۲ .... ۷۸،۷۱،۷۰
۱۲۷:۲ .... ۱۱۷،۱۱۶،۷۵
۱۴۴:۲ .... ۲۷۵،۹۲
۱۷۷:۲ .... ۴۰
۲۳۶:۲ .... ۲۵۹
۲۴۶:۲ .... ۱۹۲
۲۴۷:۲ .... ۱۹۲،۱۸۹
۲۴۹:۲ .... ۱۹۳،۱۹۱
۱۴:۳ .... ۴
۳۳:۳ .... ۱۵۲
۳۴:۳ .... ۱۵۲
۳۵:۳ .... ۲۲۴،۲۱۳
۳۶:۳ .... ۲۲۴
۳۷:۳ .... ۲۲۷،۸۳
۳۸:۳ .... ۲۲۷
۳۹:۳ .... ۲۲۸
۴۲:۳ .... ۲۲۸
۴۳:۳ .... ۲۲۸
۴۴:۳ .... ۲۲۹
۴۵:۳ .... ۲۲۹
۴۹:۳ .... ۱۳،۱۲
۵۴:۳ .... ۱۰۶
۵۹:۳ .... ۱۷۸
۶۳:۳ .... ۲۲۴
۸۱:۳ .... ۲۳۵
۸۲:۳ .... ۲۳۵
۱۷۳:۳ .... ۱۶۰
۳۴:۴ .... ۲۷۱،۸
۷۷:۴ .... ۵
۸۴:۴ .... ۶۸
۹۷:۴ .... ۲۷۷
۹۸:۴ .... ۲۷۷
۱۱۳:۴ .... ۲۷
۱۱۶:۴ .... ۶۸
۳:۵ .... ۹۵
۲۱:۵ .... ۱۶۹
۲۲:۵ .... ۱۶۹
۲۴:۵ .... ۱۶۹
۳۱:۵ .... ۴۵

۶۷:۵ .... ۹۵
۸۲:۵ .... ۲۴۳
۳۲:۶ .... ۵
۷۶:۶ .... ۹۸
۷۷:۶ .... ۹۸
۷۸:۶ .... ۹۹
۷۹:۶ .... ۹۹
۱۲۲:۶ .... ۲۳۸،۳۴
۱۲۴:۶ .... ۷۱
۱۲۷:۶ .... ۷۵
۱۲:۷ .... ۲۶
۱۹:۷ .... ۲۸،۲۵
۲۰:۷ .... ۲۸
۲۱:۷ .... ۲۸
۷۸:۷ .... ۶۲
۹۹:۷ .... ۱۰۶
۱۲۱:۷ .... ۱۶۴
۱۲۲:۷ .... ۱۶۴
۱۲۳:۷ .... ۱۶۴
۱۴۲:۷ .... ۲۴۰
۱۵۵:۷ .... ۲۴۶
۱۶۰:۷ .... ۱۶۳
۱۶۱:۷ .... ۴۰
۱۷۵:۷ .... ۱۸۵
۷۵:۸ .... ۲۷۱
۲۴:۱۰ .... ۴
۷۱:۱۱ .... ۱۱۹
۷۱:۱۱ .... ۲۰۳
۷۶:۱۲ .... ۴۴
۹۶:۱۲ .... ۱۳۶
۱۰۰:۱۲ .... ۱۳۶،۱۳۵
۷:۱۳ .... ۲۷۸
۱۵:۱۳ .... ۲۷۶،۵۳
۲۹:۱۵ .... ۱۳
۴۲:۱۵ .... ۲۳
۴۴:۱۶ .... ۱۸۰
۶۲:۱۷ .... ۳۸
۶۳:۱۷ .... ۳۸
۶۴:۱۷ .... ۵۱،۳۸
۶۵:۱۷ .... ۳۸،۲۳
۷۴:۱۷ .... ۹۵
۷۵:۱۷ .... ۹۵
۴۶:۱۸ .... ۵
۵۰:۱۸ .... ۲۶
۵۳:۱۸ .... ۲۰۰
۶۰:۱۸ .... ۱۵۱
۶۶:۱۸ .... ۱۵۳
۶۷:۱۸ .... ۱۵۳
۶۸:۱۸ .... ۱۵۳
۴:۱۹ .... ۲۲۷
۵:۱۹ .... ۲۲۷
۶:۱۹ .... ۲۲۷
۱۰:۱۹ .... ۲۲۱
۱۶:۱۹ .... ۲۲۹
۱۷:۱۹ .... ۸۳
۱۸:۱۹ .... ۸۳
۱۹:۱۹ .... ۸۳
۲۶:۱۹ .... ۲۲۱
۴۱:۱۹ .... ۹۹
۴۹:۱۹ .... ۱۲۱

۵۷:۱۹ .... ۵۱
۱۴:۲۰ .... ۱۲۴
۲۹:۲۰ .... ۲۴۳
۳۸:۲۰ .... ۱۵۱
۳۹:۲۰ .... ۱۴۶، ۱۵۱
۴۴:۲۰ .... ۱۶۷
۱۴:۲۰ .... ۱۲۴
۵۸:۲۱ .... ۱۰۰
۵۹:۲۱ .... ۶۷، ۱۰۰
۶۳:۲۱ .... ۱۰۰
۶۴:۲۱ .... ۱۰۰
۶۵:۲۱ .... ۱۰۰
۶۶:۲۱ .... ۱۰۰
۶۷:۲۱ .... ۱۰۱
۸۰:۲۱ .... ۱۹۸
۷۸:۲۲ .... ۲۷۰
۱۸:۲۶ .... ۱۶۲
۱۹:۲۶ .... ۱۶۲
۲۱۴:۲۶ .... ۲۷۰، ۲۷۲
۱۷:۲۷ .... ۲۰۷
۱۸:۲۷ .... ۲۰۷
۱۹:۲۷ .... ۲۰۷
۷:۲۸ .... ۷۶
۹:۲۸ .... ۱۴۶
۱۵:۲۸ .... ۱۴۸
۲۲:۲۸ .... ۱۴۸، ۱۵۴
۲۳:۲۸ .... ۱۵۴
۲۴:۲۸ .... ۱۵۵
۲۵:۲۸ .... ۱۵۵
۲۹:۲۸ .... ۱۵۷، ۱۵۹
۵۸:۳۰ .... ۷
۶:۳۳ .... ۲۷۱
۳۷:۳۳ .... ۲۶۵
۵۳:۳۳ .... ۳۶
۱۰۲:۳۷ .... ۶۹، ۱۱۷، ۱۱۸
۱۰۵:۳۷ .... ۱۱۸
۱۰۷:۳۷ .... ۶۹
۲۴:۳۸ .... ۲۰۹
۲۵:۳۸ .... ۲۰۹
۳۴:۳۸ .... ۲۰۹
۳۵:۳۸ .... ۲۰۸
۳۹:۳۸ .... ۲۰۸
۴۶:۳۸ .... ۳
۴۷:۳۸ .... ۳
۷۲:۳۸ .... ۱۳
۷۵:۳۸ .... ۹، ۳۲
۷۶:۳۸ .... ۲۶
۲۷:۳۹ .... ۷، ۴۲
۴۱:۳۹ .... ۴۳
۲۸:۴۳ .... ۴۱، ۷۵
۳۳:۴۳ .... ۳
۳۴:۴۳ .... ۳
۳۵:۴۳ .... ۳
۱۴:۴۴ .... ۲۷
۱۵:۴۶ .... ۹۱، ۲۴۱
۳۶:۴۷ .... ۴
۱۰:۴۹ .... ۲۷۰
۷۵:۵۶ .... ۲۳۶
۷۶:۵۶ .... ۲۳۶
۲۰:۵۷ .... ۴

۹:۵۹ .... ۲۷۲،۲۷۴

۱۶:۵۹ .... ۵۶

۱۰:۶۰ .... ۲۷۱

۶:۶۱ .... ۲۵۴

۸:۶۱ .... ۴۷،۷۴،۱۰۱

۱۴:۶۱ .... ۲۳۲

۱۴:۶۴ .... ۸۸

۱۰:۶۵ .... ۱۸۰

۱۱:۶۵ .... ۱۸۰

۱۱:۶۶ .... ۱۴۹

۶:۶۹ .... ۶۱،۱۷۹

۷:۶۹ .... ۶۱،۱۷۹

۲۴:۷۹ .... ۱۴۹

۴:۹۴ .... ۵،۳۰

۵:۹۴ .... ۵

۲:۱۰۸ .... ۱۱۸

۵:۱۱۴ .... ۸۹

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

احادیثِ نبوی

إِذَا جَاءَ الْاِثْنَا عَشَرَ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ فَعِنْدَ ذٰلِكَ يُطْوَى الْكُتُبُ الْمُنَزَّلَةُ وَيَظْهَرُ سَرَائِرُهَا وَيَرْجِعُ الْأُمَمُ عَلٰى كَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ يَقُوْمُ بِهَا رَجُلٌ وَاحِدٌ وَيُجْمَعُ الْمِلَلُ وَالْأَدْيَانُ إِلَيْهِ فَيَجْمَعُهُمْ عَلٰى دِيْنٍ وَاحِدٍ ۲۷۵

إِذَا رَأَيْتُمْ دِحْيَةَ الْكَلْبِيَّ عِنْدِيْ فَهُوَ جِبْرَائِيْلُ يَأْتِيْنِيْ فِيْ صُوْرَتِهٖ ۸۷

إِذَا هَابَتْ أُمَّتِيْ أَنْ تَقُوْلَ لِظَالِمِهَا يَا ظَالِمُ فَقَدْ تَبَرَّأَ اللّٰهُ مِنْهَا ۲۷۷

أَقْرَأُكُمْ أُبَيٌّ .... ۹۰، ۲۶۸

أَقَمْتُ مَعَ جِبْرَائِيْلَ سَنَتَيْنِ ۲۶۷

أَقَمْتُ مَعَ جِبْرَائِيْلَ سَنَتَيْنِ وَأَقَمْتُ مَعَ مِيْكَائِيْلَ عِشْرِيْنَ سَنَةً .... ۲۶۷،۹۰

إِنَّ عِلْمَ الدِّيْنِ هُوَ السِّحْرُ الْحَلَالُ ۲۷

اِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ اسْمًا مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ ۶۷

بَيْنِيْ وَبَيْنَ رَبِّيْ خَمْسَةُ أَعْدَادٍ ۲۳۶

تَسَلَّمْتُ مِنْ خَمْسَةٍ وَسَلَّمْتُ إِلٰى خَمْسَةٍ .... ۹۱،۸۷

رَحِمَ اللّٰهُ الْأَنْصَارَ وَأَبْنَاءَ الْأَنْصَارِ وَأَنْصَارَ الْأَنْصَارِ وَمَوَالِيَ الْأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَسَلَكْتُهُ ۲۷۳

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ .... ۲۳۵، ۲۵۹

عَلِيٌّ مِنِّيْ كَمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ ۹۳

الْفَارُّوْنَ بِأَدْيَانِهِمْ يُحْشَرُوْنَ مَعَ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ ۲۷۷

الْفَارُّوْنَ بِدِيْنِهِمْ يُحْشَرُوْنَ مَعَ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَزِمْنَا الْعَمَلَ بِمَا أُمِرْنَا بِهٖ ۲۷۶

لَا تُجَالِسُوا الْمَبْغُوْضِيْنَ فَيَنْزِلَ بِكُمُ الْعَذَابُ كَمَا نَزَلَ بِهِمْ ۱۷۰

لَا تَزَالُ يَدُ اللّٰهِ عَلٰى هٰذِهِ الْأُمَّةِ مَا لَمْ يُعَظِّمْ أَبْرَارُهَا فُجَّارَهَا فَإِذَا فَعَلُوْا سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ سُوْءَ لَعْنَتِهِمْ وَأَلْزَمَهُمُ الذُّلَّ وَالْفَقْرَ وَالْفَاقَةَ ۲۷۷

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

لا طاعةَ لِمخلوقٍ في معصيةِ الخالِقِ ۲۷۷
لا قُدِّسَتْ اُمَّةٌ لَمْ تَنْتَصِفْ لِمظلومِها مِنْ ظالِمِهِ ۲۷۷
لِكُلِ نَبِيٍّ شَيْطانٌ وَلي شَيْطانانِ ۸۸
لَمّا خَلَقَ اللهُ العَقْلَ قالَ لَهُ اَقْبِلْ فَاَقْبَلَ، ثُمَّ قالَ لَهُ اَدْبِرْ فَاَدْبَرَ، فَقالَ وَعِزَّتِي وَجَلالِي ما خَلَقْتُ خَلْقاً هُوَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْكَ، بِكَ آخُذُ وَبِكَ اُعْطِي وَبِكَ اُثِيبُ وَبِكَ اُعاقِبُ ۲۲
لَيْسَ مِنّي مَنْ لَمْ يَسْتَنَّ بِسُنَّتِي ۳۱-۳۰
ما مَلَكَ النّاسَ اِمامُ ضَلالَةٍ اِلا كانَتْ دَولَةُ اِبليسَ عَلى آدَمَ وَما مَلَكَهُم اِمامُ هُدىً اِلّا كانَتْ دَولَةُ آدَمَ عَلى اِبليسَ ۴۸
مَنْ لَطَمَ خَدَّكَ الايمنَ فاعْطِهِ الايسرَ وَمَنْ اَخَذَ ثِيابَكَ فاعْطِهِ الآخَرَ ۲۷۸
مَنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ عَشِيرَةٌ تَمْنَعُهُ فَلْيَفِرَّ اِلى اَرْضِ الحَبَشَةِ .... ۲۶۵، ۲۷۲
مَنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ عَشِيرَةٌ تَمْنَعُهُ مِنْ ضِدِّهِ فَلْيَفِرَّ اِلى اَرْضِ الحَبَشَةِ ۱۰۲
وَاَقَمْتُ مَعَ مِيكائِيلَ عِشْرِينَ سَنَةً .... ۹۰، ۲۶۷
وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْ لَيُسَلِّطَنَّ اللهُ عَلَيْكُمْ شِرارَكُمْ ثُمَّ لَيَدْعُوَنَّ خِيارُكُمْ فَلا يُسْتَجابُ لَكُمْ ۲۷۷
يَجِبُ اَنْ يَكُونَ يَنْظُرُ فِي سَوادٍ وَيَأكُلُ فِي سَوادٍ وَيَمْشِي فِي سَوادٍ وَيَبْعَرُ فِي سَوادٍ ۶۹

حدود، اعلام اور اصطلاحات

آ

حضرت آدؑ .... ۸۱،۸۲،۱۳۱

حضرت آدمؑ .... ۹،۱۰،۱۱،۱۳،۱۶،۲۰،۲۱،۲۲،۲۳،۲۴،۲۵،۲۶،۲۷،۲۸،۲۹،۳۰،
۳۱،۳۳،۳۴،۳۵،۳۷،۳۸،۴۱،۴۳،۴۴،۴۵،۴۶،۴۷،۴۸،۴۹،
۵۰،۵۱،۵۴،۵۸،۶۰،۶۷،۷۳،۷۵،۷۹،۹۱،۱۱۴،۱۲۳،۱۲۹،۱۳۰،
۱۵۱،۱۵۲،۱۵۳،۱۷۱،۱۷۸،۱۹۳،۲۱۳،۲۳۶،۲۴۱

آذر .... ۶۲،۶۴

حضرت آصف بن برخیاؑ ۲۱۱

آلِ ابراہیمؑ ۱۵۲

آلِ عمرانؑ ۱۵۲

آلِ محمدؐ .... ۱۵۲،۲۷۹

آلِ یعقوبؑ ۲۲۷

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

ا

اِبداع .... ۱،۲،۶

حضرت ابراہیمؑ .... ۳۵،۶۲،۶۳،۶۴،۶۵،۶۶،۶۷،۶۸،۶۹،۷۱،۷۲،۷۳،۷۴،۷۵،
۷۷،۷۸،۸۰،۸۱،۹۱،۹۲،۹۳،۹۵،۹۷،۹۸،۹۹،۱۰۰،۱۰۱،۱۰۲،
۱۰۳،۱۰۴،۱۰۵،۱۰۶،۱۰۷،۱۰۸،۱۰۹،۱۱۱،۱۱۲،۱۱۳،۱۱۴،۱۱۵،۱۱۶،
۱۱۸،۱۱۹،۱۲۰،۱۲۱،۱۲۳،۱۳۳،۱۳۴،۱۳۸،۱۴۹،۱۵۰،۱۵۲،۱۵۳،
۱۵۸،۱۷۳،۲۱۳،۲۱۴،۲۴۱،۲۴۴،۲۴۵،۲۶۲،۲۶۳،۲۶۸،۲۶۹،
۲۷۰،۲۷۲

ابلیس .... ۱۱،۲۳،۲۴،۲۵،۲۶،۲۷،۲۸،۳۰،۳۱،۳۲،۳۴،۳۵،۳۷،۳۸،۳۹،

۴۰، ۴۳، ۴۴، ۴۸، ۴۹

ابوجہل بن ہشام ۸۸

حضرت ابوطالبؑ (مولانا عمرانؑ) .... ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۲، ۱۳۳، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۷۲

ابی بن خلف ۸۹

حضرت ابی بن کعب .... ۸۶، ۸۹، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۷، ۲۶۸

حضرت احمدؐ (محمدؐ) .... ۲۵۴، ۲۵۵

حضرت اخنوخؑ ۵۳

حضرت ادّؑ بن ہمیسعؑ .... ۸۱، ۱۳۱

حضرت ادریسؑ .... ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۴، ۶۷، ۲۱۳، ۲۱۴

حضرت ارفخشدؑ .... ۵۸، ۵۹

حضرت ارمیاؑ .... ۲۰۵، ۲۰۶

اصحاب کہف ۲۷۸

اساس .... ۳۵، ۳۹، ۴۳، ۴۷، ۷۱، ۸۰، ۹۰، ۹۴، ۹۹، ۱۱۵، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۳۱،

۱۵۵، ۱۶۳، ۱۷۶، ۲۳۶، ۲۴۲

حضرت اسحاقؑ .... ۶۶، ۶۹، ۷۱، ۷۲، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۶، ۸۹، ۹۰، ۹۳،

۱۱۳، ۱۱۵، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۳۳، ۱۳۸، ۱۵۰،

۱۵۱، ۱۵۲، ۱۷۸، ۱۷۹، ۲۰۳، ۲۱۱، ۲۴۵، ۲۶۹، ۲۷۵

حضرت اسرافیلؑ ۱۴

اُسقُف .... ۲۳۷، ۲۴۶

حضرت اسماعیلؑ بن ابراہیمؑ .... ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸،

۷۹، ۸۰، ۸۲، ۸۹، ۹۲، ۹۳، ۱۰۵، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹،

۱۲۰، ۱۲۱، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۳، ۱۴۰، ۱۵۰، ۱۵۲، ۲۰۳، ۲۰۵، ۲۱۱، ۲۱۳،

۲۴۱، ۲۶۴، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۵

حضرت اسماعیلؑ بن جعفرالصادقؑ .... ۱۰۵، ۱۱۴، ۲۶۹

اسود بن اسود ۸۹

حضرت افرائیمؑ ۱۳۹

حضرت الیاسؑ .... ۸۲، ۸۳، ۱۳۲

اِنبعاث.................................. ۶
حضرت اوریا بن حنان.............................. ۱۱۵، ۲۴۶
حضرت ایوب بن اوصؑ.............................. ۱۴۲

ب

بالق ۱۸۵
بپتسمہ .... ۲۳۱، ۲۳۷
حضرت بحیرا راہبؑ .... ۸۷، ۹۰، ۱۰۱، ۲۶۰، ۲۶۲، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۷۲، ۲۷۵
بارقلیطِ اکبر (محمدؐ) .... ۲۵۴، ۲۵۵
بِطریق.. ۲۳۷، ۲۴۶
بلعم بن باعورا .... ۱۸۵، ۱۸۶
حضرت بنیامینؑ .... ۱۲۸، ۱۳۹، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۲
حضرت بیدنو (حضرت مریمؑ) ۲۱۵

پ

پال (بولس=Paul)................................ ۲۵۹

ت

حضرت تارخؑ.................................... ۶۵، ۹۷
حضرت تخوم بن بجلاح بن قوامہ بن ورقۃ الرویادیؑ (حضرت آدمؑ)... ۲۳
تالی (نفسِ کُل) .... ۸۷، ۸۸
تاویلِ محضِ مجرّد.................................. ۱۷
تَقدّمِ زمانی ۶
تیزور بن حام.................................... ۵۸، ۵۹
حضرت تیزونؑ.................................. ۱۳۹، ۱۴۰

ث

ثمود بن شداد ۶۲

ج

حضرت جابر الجعفی ۹۴

جاثلیق (لاٹ پادری) .... ۲۵۹، ۲۶۰

جدّ .... ۱۴، ۱۶، ۸۷، ۸۸

جالوت .... ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۶، ۱۹۷، ۲۰۲

حضرت جبرائیلؑ .... ۱۰، ۱۴، ۸۷، ۹۰، ۱۰۱، ۱۳۷، ۱۵۲، ۱۵۵، ۱۸۱، ۱۸۵، ۱۸۷، ۱۹۶، ۲۳۱، ۲۶۹

حضرت جرجیس (حضرت بحیرا راہبؑ) ۲۶۰

حضرت امام جعفر الصادقؑ .... ۴۸، ۷۱، ۱۰۵، ۲۰۰

جناح (جمع: اجنحہ) .... ۱۵۱، ۱۵۲، ۲۱۲، ۲۱۹، ۲۲۴، ۲۲۶

ح

حاران (برادرِ حضرتِ ابراہیمؑ) .... ۶۵، ۹۷

حاران (والدِ حضرتِ سارہؑ) ۹۷

حضرت حارث بن عبد المطلب ۸۶

حارث بن مرہ .... ۹، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۳۱، ۵۴، ۶۳، ۶۵

حام بن نوح .... ۵۸، ۶۲، ۶۷

حضرت حبیب نجارؑ ۲۱۵

حجّتِ اعظم ۲۰

حجّتانِ روز ۴۱

حجّتانِ شب ۴۱

حدودِ علوی .... ۱۰، ۱۱، ۲۱، ۳۵، ۵۰، ۹۲، ۱۳۹، ۱۹۸، ۲۴۰، ۲۴۶

حدودِ سفلی .... ۱۳۹، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۶

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

حضرت حزقیلؑ ۲۲۰
حکم بن عاص ۸۹
حضرت حمزہ بن عبدالمطلب ۸۶
حضرت امام حسنؑ ۹۵
حضرت امام حسینؑ .... ۹۳، ۹۵
حضرت حملؑ .... ۸۰، ۸۶، ۱۳۱
حضرت حواؑ .... ۳۹، ۴۴، ۴۵
حیـہ .... ۳۷، ۴۴

خ

حضرت خدیجہؓ .... ۸۷، ۸۸، ۹۱، ۹۲، ۱۰۵، ۲۷۳
حضرت خزیمہؓ .... ۸۳، ۸۴، ۱۳۲
حضرت خضرؑ .... ۸۱، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۷
خولنجان (عاد بن کنعان) ۶۱
خیال .... ۱۴، ۱۶، ۸۷، ۸۸، ۱۵۰، ۱۵۵، ۱۸۷، ۱۹۴، ۱۹۸، ۲۲۹

د

دارا بن دار ۲۱۲
دابۃ الارض ۲۶۶
حضرت داؤدؑ .... ۱۱۵، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۲، ۲۰۳،
۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۹، ۲۱۱، ۲۱۳، ۲۲۰، ۲۲۶، ۲۵۲، ۲۵۳
داعیٔ مطلق ۱۳
داعیانِ بلاغ ۶۸
داعیانِ سیّار ۲۱۶
دحیۃ الکلبی ۸۷
دنیہ ۱۲۸
دَوس .... ۲۳۷، ۲۴۶

ذ

ذکر (جدّ) ۸۸
ذہن (فتح) ۸۸
ذوالکفلؑ (مولانا ابوطالبؑ) .... ۸۶، ۸۷

ر

حضرت راحیلؑ .... ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۷، ۱۲۸
راسب بن عوج .... ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۶۷
حضرت روبیلؑ (حضرتِ عمرانؑ / پدرِ مریمؑ) .... ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۶
روح الامینؑ ۲۶۵
روح القدسؑ .... ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۴۹، ۲۵۰

ز

حضرت زبیر بن عبدالمطلب .... ۸۶، ۸۹
زرادشت ۲۱۲
حضرت زکریاؑ .... ۸۳، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰
زنِ فرعون (حضرتِ آسیہؑ) .... ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۹، ۱۹۱
زہر بن طہمان (نمرود) ۶۵
حضرت زید بن اسامہ ۸۶
حضرت زید بن حارث .... ۲۶۳، ۲۶۴
حضرت زید بن عمرو .... ۸۶، ۸۸، ۹۰، ۹۱، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۷۳

س

سابق (عقلِ کُل) .... ۸۷، ۸۸
حضرت سارہؑ (بنتِ حاران) ۹۷
حضرت سارہؑ (بنتِ بادشاہ حران) .... ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۹، ۲۰۳

حضرت سامؑ .... ۵۸، ۶۰، ۶۷، ۱۰۱، ۲۱۴

سکندر ۲۱۲

حضرت سلامانؑ .... ۸۰، ۱۳۱

حضرت سلیمانؑ .... ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۱، ۲۱۳

ش

شداد بن عاد .... ۶۰، ۶۱

حضرت شعیبؑ .... ۸۱، ۱۰۴، ۱۱۶، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۲۱۳، ۲۲۷، ۲۶۴، ۲۶۷

شماس .... ۲۳۷، ۲۴۶

حضرت شمعونؑ .... ۱۷۶، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۳، ۲۲۶، ۲۴۳، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۲، ۲۵۴، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱

شمعون (فرزندِ یعقوبؑ) ۱۳۸

حضرت شموئیلؑ بن حلفا .... ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۸

شیبۃُ الحمد (حضرت عبدالمطلب، عامرؒ) ۹۰

حضرت شیثؑ .... ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۴، ۶۷، ۲۱۳

ص

صاحبِ جزیرہ ۲۶

حضرت صالحؑ .... ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۵، ۹۹، ۱۰۲، ۱۰۸، ۱۵۰، ۲۱۳

صخر بن حرب ۸۹

صفراء .... ۱۰۴، ۱۸۶، ۱۸۷

حضرت صہیب الرومی ۸۶

ط

حضرت طالوتؑ .... ۱۸۹، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۲

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

ع

عاد بن کنعان (خولنجان) .... ۶۱،۶۰

عاص بن عاص ۸۹

عالمِ بسیط.......................... ۱۵،۱۴

عالمِ ستر.......................... ۱۱

عالمِ طبیعت ۱۵

عالمِ لطیف.......................... ۱۴،۸

عالمِ ترکیبی.......................... ۶

عالمِ روحانی ۶

عالمِ علوی .... ۷،۶

عالمِ محض ۱۲

عالمِ مختار.......................... ۶

عامرؒ (حضرت عبدالمطلب، شیبۃ الحمدؒ)........ ۹۰

عبد شمس.......................... ۸۹،۸۵

عبدِ صالح .... ۲۶۴،۱۵۷،۱۵۳

عبدالعزیٰ (ابولہب) .... ۸۹،۸۸

عبدالغفارؒ (نوحؑ).......................... ۵۴،۲۳

عبداللہؒ (آدمؑ) ۲۳

حضرت عبداللہ ابن عباس.......................... ۲۷۰

حضرت عبداللہ بن عبدالمطلبؒ.......................... ۱۳۳،۸۷،۸۶

حضرت عبداللہ بن عثمان ۸۶

حضرت عبدالمطلب (عامر، شیبۃ الحمدؒ) .... ۲۶۳،۱۳۳،۹۰،۸۹،۸۶

حضرت عبدالمنافؒ اول .... ۱۳۲،۸۹،۸۶،۸۵

حضرت عبدالمنافؒ ثانی (مولانا ابوطالبؒ)......... ۸۶

حضرت عدنانؒ .... ۱۳۱،۸۲،۸۱

عرش ۲۱

عــزازیل.................................. ۶۲، ۶۵

عقــلِ کُل .... ۶، ۸، ۱۶، ۲۵، ۸۸، ۲۲۰، ۲۲۸

عقوقؑ (حضرتِ شموئیلؑ) ۱۸۸

حضرت عقیــل بن مولانا ابی طالب.............. ۷۰

حضرت عمرانؑ (مولانا ابوطالبؑ) .... ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۲، ۱۳۳، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۷۲

حضرت عمرانؑ (والدِ حضرت موسیٰؑ) .... ۱۴۴، ۱۵۱

حضرت عمرانؑ (والدِ حضرت مریمؑ)............... ۲۱۲، ۲۱۹، ۲۲۳، ۲۲۵، ۲۶۱

حضرت عــلیؑ .... ۳۵، ۳۶، ۷۰، ۷۶، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۱۰۵، ۱۷۰، ۲۷۳

عمرو بن عبدود ۸۹

عمرو بن نفیل .... ۸۶، ۸۸، ۸۹

حضرت عمرو العلیؑ (حضرت ہاشمؑ) ۱۳۲

عناق بنتِ آدم .... ۵۱، ۶۷

عوج بن عناق................................ ۵۱، ۵۲، ۵۴، ۶۶، ۶۷، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱

حضرت عیسیٰ بن مریمؑ .... ۱۲، ۱۳، ۷۷، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۹۰، ۹۱، ۱۰۱، ۱۱۸، ۱۳۲، ۱۵۲،
۱۷۶، ۱۷۸، ۱۸۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳،
۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸،
۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸،
۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰،
۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۷۶، ۲۷۸، ۲۷۹

عیدالسبوع.................................. ۱۸۰

عیدالذکر ۱۸۰

عیدالفصح .... ۱۸۰، ۲۱۲، ۲۱۷

عیدالمصلات................................ ۱۸۰

عیص .... ۷۳، ۱۱۹، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۸، ۱۴۲، ۲۶۰

غ

حضرت غالبؑ................................. ۸۴، ۸۵، ۱۳۲

ف

حضرت فاطمہؑ ...... ۹۳، ۹۴، ۱۰۵

حضرت فالغؑ ۶۱

فتح ...... ۱۴، ۱۶، ۸۷، ۸۸

حضرت فنحاس بن ہارونؑ ۱۸۸

فرزندِ بشر ...... ۲۵۵، ۲۵۶

فرعون ...... ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸

فرید ۸۹

فکر (خیال) ۸۸

حضرت فہرؑ ...... ۸۴، ۱۳۲

ق

قابیل ...... ۴۰، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۴، ۵۸، ۱۶۹، ۱۷۰

حضرت قائم علیہ السلام ...... ۸، ۳۰، ۳۲، ۳۶، ۴۹، ۵۷، ۱۸۰، ۲۰۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۵۸

قس ...... ۲۳۷، ۲۴۶

حضرت قصیٔ ...... ۸۵، ۸۶، ۱۳۲، ۱۳۳

حضرت قیدار بن اسماعیلؑ ...... ۶۷، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۹، ۸۰، ۸۶، ۸۹، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۵۴، ۲۶۵، ۲۶۷

قیصر ۲۶۰

ک

حضرت کعبؑ ...... ۸۵، ۱۳۲

حضرت کلابؑ ...... ۸۵، ۱۳۲

حضرت کنانہؑ ...... ۸۴، ۱۳۲

کور ۹

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for united humanity

ل

لابان (حضرت یعقوبؑ کے ماموں) .... ۱۲۴،۱۲۵،۱۲۶،۱۲۷،۱۲۸،۱۵۶

حضرت لامکؑ ۵۳

لاوی (لابان، فرزندِ یعقوبؑ)..................... ۷۸،۸۹،۱۳۵،۱۳۹،۱۴۴،۱۹۲

حضرت لقمان .... ۱۹۸،۱۹۹،۲۰۰،۲۰۱

لوذا.................................... ۶۲

لِواءُالحمد ۲

حضرت لوطؑ .... ۶۶،۷۴،۹۷،۱۰۲،۱۰۳،۱۰۸،۱۰۹،۱۱۰،۱۱۱،۱۱۲،۱۱۶،۱۸۶

لوما.................................... ۶۵

حضرت لوئیؒ.............................. ۸۵،۱۳۲

لیا.................................... ۱۲۴،۱۲۵

م

ماذون ۲۷۴

حضرت مالکؒ .... ۸۴،۱۳۲

مُبدَع .... ۱،۲

مُبدِع .... ۱،۲

مُتمّ .... ۶۲،۶۵،۷۰،۷۷،۸۲،۸۶،۱۱۵،۲۰۰،۲۰۳،۲۰۵،۲۰۸،۲۰۹،۲۲۴،
۲۲۶،۲۲۹،۲۴۶،۲۶۵

متیٰ.................................... ۲۵۲

حضرت متوشالحؑ ۵۳

حضرت محمدؐ .... ۲،۵،۲۷،۲۹،۳۰،۳۱،۳۵،۳۶،۴۸،۵۷،۶۶،۶۸،۶۹،۷۷،۸۱،
۸۶،۸۸،۸۹،۹۰،۹۱،۹۲،۹۳،۹۴،۹۵،۹۶،۱۰۱،۱۱۴،۱۱۷،۱۱۸،
۱۳۳،۱۳۴،۱۵۲،۱۷۳،۱۷۹،۱۸۰،۲۰۵،۲۱۳،۲۲۹،۲۳۵،۲۳۶،
۲۴۰،۲۴۱،۲۴۲،۲۴۳،۲۴۴،۲۴۶،۲۵۱،۲۵۴،۲۵۸،۲۶۲،۲۶۳،
۲۶۴،۲۶۵،۲۶۶،۲۶۷،۲۶۸،۲۶۹،۲۷۰،۲۷۱،۲۷۲،۲۷۳،

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹

حضرت امام محمد باقرؑ ۹۴

حضرت امام محمد بن اسماعیلؑ .... ۳۵، ۱۷۹

حضرت مدرکہؑ .... ۸۳، ۱۳۲

حضرت مرہؑ .... ۸۵، ۱۳۲

مرسوم .... ۲۳۷، ۲۴۶

حضرت مرقال ۸۷

حضرت مریمؑ .... ۸۳، ۸۴، ۲۱۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۱

مستجیب .... ۱۱، ۱۳

مستقر ۷۸

مستودع .... ۷۸، ۸۷

حضرت مضاض بنت معاذ بن عمرو الجرھمی ۶۷

حضرت مضرؑ .... ۸۲، ۱۳۲

مطران .... ۲۳۷، ۲۴۶

حضرت معاذ بن عمرو الجرھمی ۱۱۵

حضرت معدؑ .... ۸۲، ۱۳۱

مقیم ۷۵

حضرت موسیٰؑ .... ۷۶، ۸۱، ۸۴، ۸۷، ۹۱، ۱۰۴، ۱۱۶، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۳۱، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱،

۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶،

۱۵۷، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹،

۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰،

۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۷، ۱۹۲، ۲۰۵، ۲۱۴، ۲۱۶، ۲۲۷، ۲۳۳،

۲۳۹، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۵۴، ۲۵۹، ۲۶۴،

۲۶۷، ۲۶۸

حضرت میسرہ .... ۸۷، ۸۸

حضرت میشا ۱۳۹

حضرت میکائیلؑ .... ۱۴، ۹۰، ۹۱، ۲۶۷

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science

ن

حضرت ناحورؑ .... ۶۲، ۱۲۷

حضرت نبتؑ .... ۸۰، ۸۱، ۱۳۱

حضرت نزارؑ .... ۸۲، ۱۳۱

حضرت نضرؑ .... ۸۴، ۱۳۲

نفسِ ناطقہ ۱۰

نفسِ کُل .... ۶، ۸، ۱۶، ۸۸، ۲۰۸، ۲۲۰، ۲۲۸

نمرود بن کنعان (نمرود) .... ۶۲، ۶۴، ۶۵

حضرت نوحؑ .... ۲۲، ۴۹، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۸، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۷، ۶۸، ۷۲، ۷۳، ۹۱، ۱۰۱، ۱۰۸، ۱۱۵، ۱۳۳، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۷، ۱۷۰، ۱۹۳، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۴۱، ۲۴۶

و

حضرت ورقہ بن نوفل ۸۶

ولید بن مصعب (فرعون) ۱۴۲

ہ

حضرت ہابیلؑ .... ۳۹، ۴۲، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۵۱، ۵۴، ۵۸

حضرت ہاجرہؑ .... ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۹، ۱۲۰

حضرت ہارونؑ .... ۸۷، ۱۱۶، ۱۴۴، ۱۴۸، ۱۶۱، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۸۲، ۱۸۶، ۲۶۸

ہارون (فرزندِ لاوی) ۱۳۹

حضرت ہاشم (عمرو، عُلا، ہاشمِ اکبرؑ) .... ۸۵، ۸۶، ۱۳۲، ۱۳۳

ہامان ۱۶۲

ہرقل ۸۹

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

ھ

حضرت ھمیسعؑ .... ۸۱، ۱۳۱

حضرت ھنیدؑ................................ ۲۳

حضرت ھودؑ.................................... ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۱۰۵، ۱۷۹، ۲۱۳

ی

حضرت یحییٰؑ .... ۲۲۸، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲

حضرت یحییٰؑ (حضرت اقلیمس) ۲۵۸

حضرت یعقوبؑ ....۷۱، ۷۳، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۶، ۱۱۹، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴،
۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۴۲،
۱۵۵، ۱۵۶، ۱۷۱، ۲۰۳، ۲۰۶، ۲۱۳، ۲۳۳، ۲۴۵، ۲۶۰

یسوع الناصری (حضرت عیسیٰؑ) ۲۱۵

حضرت یوسفؑ................................ ۷۸، ۸۶، ۸۹، ۱۲۸، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱،
۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۵، ۱۹۲، ۲۳۳

حضرت یوشعؑ (حضرت عیسیٰؑ) .... ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۲، ۲۲۳

حضرت یوشع بن نونؑ .... ۸۷، ۱۱۶، ۱۴۶، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۷۳، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۸۱، ۱۸۳، ۱۸۴،
۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۲۲۷، ۲۶۹

یہودا (فرزندِ حضرت یعقوبؑ) ۱۹۲

یہودا اسخریوطا .... ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴

اماکن

اردن..................۲۳۱

اریحا..................۱۸۳، ۱۸۴

انطاکیہ..................۲۱۵، ۲۱۶، ۲۵۳

بحرِ قلزم..................۱۶۵

بعلبک..................۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷

بلقا..................۱۸۴

بوران..................۱۶، ۱۸

بیتُ اللہ..................۳۷، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۶۶، ۶۷، ۷۵، ۸۵، ۹۲، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۵۲، ۱۸۴، ۱۸۹، ۲۴۰، ۲۶۲، ۲۷۳، ۲۷۵

بیتُ المقدس..................۱۲۴، ۱۲۹، ۱۳۸، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۵۲، ۱۸۷، ۲۰۶، ۲۱۷، ۲۲۱، ۲۳۳، ۲۴۶

بیرسبع..................۱۰۸، ۱۱۲

تہامہ..................۲۶۰

جزیرۂ عرب..................۲۶۰، ۲۶۵

حبشہ..................۱۰۲، ۲۶۵، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۶

حران..................۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۵، ۱۲۴، ۱۲۵

دریائے نیل..................۱۴۵، ۱۴۶

روم..................۸۹، ۲۱۲

سدوم..................۱۰۸، ۱۰۹

سراندیپ..................۱۶، ۲۷

سوباط..................۱۶

سوریا..................۲۱۸

شام..................۷۹، ۸۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۲۶۴، ۲۶۵

طبریہ..................۲۱۵، ۲۱۸، ۲۲۱

عراق..................۱۰۵،۱۰۲،۴۰
عرفات................۴۴
عرفہ ۴۰
عمان.................۱۱۲
عمورا ۱۰۸
فارس(ایران) ....۲۶۰،۲۱۱
فلسطین ....۱۹۴،۱۱۲،۱۱۱،۱۰۸،۱۰۷
قُدس ....۲۱۷،۲۱۶،۱۸۳،۱۶۹،۱۶۵
قلزم ۶۰
کعبہ ....۲۶۹،۲۶۷،۲۶۶،۲۰۸،۴۵،۳۹
کفرتخوم ۲۱۹
کوفہ ۳۶
کوہِ طور...................۲۴۸،۱۷۴،۱۵۹
مدین ....۱۶۳،۱۵۴
مدینہ ....۲۷۶،۲۷۵،۲۷۴،۲۷۳،۲۷۱،۲۶۹،۴۰
مسجدِ حرام ....۲۷۵،۹۳،۹۲
مکہ ....۲۷۰،۲۶۹،۲۶۵،۲۶۳،۲۶۲،۲۶۰،۱۴۲،۱۲۰،۱۱۹،۱۱۶،۱۱۴،۱۰۸،۶۱،۶۰،۳۹،۳۷،
۲۷۶،۲۷۴،۲۷۳
مصر ....۲۱۶،۱۸۱،۱۸۰،۱۶۹،۱۶۵،۱۶۰،۱۴۰،۱۳۹،۱۳۶،۱۳۵،۱۰۵
نابلس ....۱۲۸،۱۱۱
ناصرہ ۲۱۵
ہندوستان ....۳۹،۲۷
یمن ۳۷

INSTITUTE FOR
SPIRITUAL WISDOM &
LUMINOUS SCIENCE
knowledge for a united humanity

9 781903 440629